تفسير البغوي

«معالم التنزيل»

للإمام محيي السنة أبي محمد الحسين بن مسعود البغوي
(المتوفى - ٥١٦هـ)

المجلد الخامس

حققه وخرج أحاديثه
محمد عبد الله النمر   عثمان جمعة ضميرية   سليمان مسلم الحرش



الرياض

رِضْوَانَهُۥ سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ بِإِذْنِهِۦ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾ لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓاْ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ ٱللَّهِ شَيْـًٔا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ ٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾

الله يحبُّ المحسنين﴾، وهذا منسوخ بآية السيف[1].

قوله عزّ وجلّ: ﴿ومن الذين قالوا إنّا نصارى أخذنا ميثاقهم﴾، قيل: أراد بهم اليهود والنصارى فاكتفى بذكر أحدهما، والصحيح أن الآية في النصارى خاصة لأنه قد تقدم ذكر اليهود، وقال الحسن: فيه دليل على أنهم نصارى بتسميتهم لا بتسمية الله تعالى، أخذنا ميثاقهم في التوحيد والنبوة، ﴿فنسُوا حظاً مما ذُكّروا به فأغرينا بينهُمُ العداوة والبغضاء إلى يوم القيامة﴾، بالأهواء المختلفة والجدال في الدين، قال مجاهد وقتادة: يعني بين اليهود والنصارى، وقال قوم: هم النصارى وحدهم صاروا فرقاً منهم اليعقوبية والنسطورية والملكانية، وكل فرقة تكفّر الأخرى، ﴿وسوف ينبئهم الله بما كانوا يصنعون﴾ في الآخرة.

قوله عزّ وجلّ: ﴿يا أهلَ الكتاب﴾، يريد: يا أهل الكتابين، ﴿قد جاءكم رسولُنا يبيّن لكم كثيراً مما كنتم تخفون من الكتاب﴾، أي: من التوراة والإنجيل مثل صفة محمد ﷺ وآية الرجم وغير ذلك، ﴿ويعفو عن كثير﴾، أي: يعرض عن كثير مما أخفيتم فلا يتعرض له ولا يؤاخذكم به، ﴿قد جاءكم من الله نور﴾، يعني: محمداً ﷺ، وقيل: الإسلام، ﴿وكتابٌ مبين﴾، أي: بيّن، وقيل: مبين وهو القرآن.

﴿يهدي به الله من اتّبع رضوانه﴾، رضاه، ﴿سُبلَ السلام﴾، قيل: السلام هو الله عزّ وجلّ، سبيله دينه الذي شرع لعباده، وبعث به رسله، وقيل: السلام هو السلامة، كاللذاذ واللذاذة بمعنى واحد، والمراد به طرق السلامة، ﴿ويخرجهم من الظلمات إلى النّور﴾، أي: من [illegible] الكفر إلى نور الإيمان، ﴿بإذنه﴾، بتوفيقه وهدايته، ﴿ويهديهم إلى صراط مستقيم﴾، وهو [illegible]سلام.

(١) نقل هذا عن قتادة: الطبري في التفسير: ١٠/١٣٥، ثم رد القول بالنسخ بكلام نفيس قال فيه: «والذي قاله قتادة غير مدفوع إمكانه، غير أن الناسخ الذي لا شك فيه من الأمر، هو ما كان نافياً كل معاني خلافه، الذي كان قبله، فأما ما كان غير ناف جميعه، فلا سبيل إلى العلم بأنه ناسخ إلا بخبر من الله جلّ وعزّ، أو من رسوله صلى الله عليه وسلم، وليس في قوله: «قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر، ولا يحرمون ما حرم الله ورسوله ولا يدينون دين الحق من الذين أوتوا الكتاب حتى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون» (التوبة) دلالة على الأمر بنفي معاني الصفح والعفو عن اليهود، وإذا كان ذلك كذلك ـ وكان جائزاً مع إقرارهم

وعدے لینے کے تابع ہے۔

۲؎ موجودہ دین میں سے اکثر اور ان کے اسلاف میں سے بعض نے اس کا بہت بڑا حصہ یا اپنا حصہ بھلا دیا۔

۳؎ لا ضمیر سے مراد انجیل ہے۔ حضور ﷺ کی بعثت کی بشارت کے باوجود انہوں نے آپ کی تکذیب کی اور اس سے قبل انہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی۔ اسی وجہ سے وہ مختلف فرقوں میں بٹ گئے۔ جیسے ملکانیہ نسطوریہ اور یعقوبیہ۔ ان میں سے بعض نے کہا اللہ تین میں سے تیسرا ہے۔ بعض نے کہا عیسیٰ ابن اللہ ہے۔ بعض نے کہا اللہ مسیح ہے۔

۴؎ یعنی ہم نے لازم کر دیا یہ غری الشیء سے مشتق ہے۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی چیز کسی کے ساتھ چسپاں ہو جائے اور اسے لازم ہو۔ مجاہد اور قتادہ نے کہا بینھم ضمیر سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ ربیع نے کہا بینھم ضمیر سے مراد نصاریٰ ہیں (1) یہی زیادہ ظاہر ہے۔

۵؎ یعنی آخرت میں اللہ تعالیٰ انہیں جزا اور عقاب سے آگاہ کرے۔ ان اعمال کے بدلے میں جو وہ دنیا میں کفر، معاصی اور کتب سماویہ کی اقتداء کو ترک کرتے تھے جن سب کا ماخذ ایک ہی ہے واللہ اعلم۔ ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں یہودی آئے، وہ آپ سے رجم کے بارے میں سوال کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا تم میں سے بڑا عالم کون ہے؟ انہوں نے ابن صوریا کی طرف اشارہ کیا حضور ﷺ نے اس اللہ کا واسطہ دے (1) کر پوچھا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کو نازل فرمایا، جس نے طور پہاڑ کو اٹھایا تاکہ تم سے وعدے لے تو ابن صوریا نے جواب دیا جب ہماری قوم میں بدکاری عام ہوئی تو ہم نے سو درے اور سر مونڈنے کی جزا کا فیصلہ کر دیا تو حضور ﷺ نے ان پر رجم کا حکم لگا دیا تو مابعد آیات الی صراط مستقیم تک نازل ہوئیں (2)

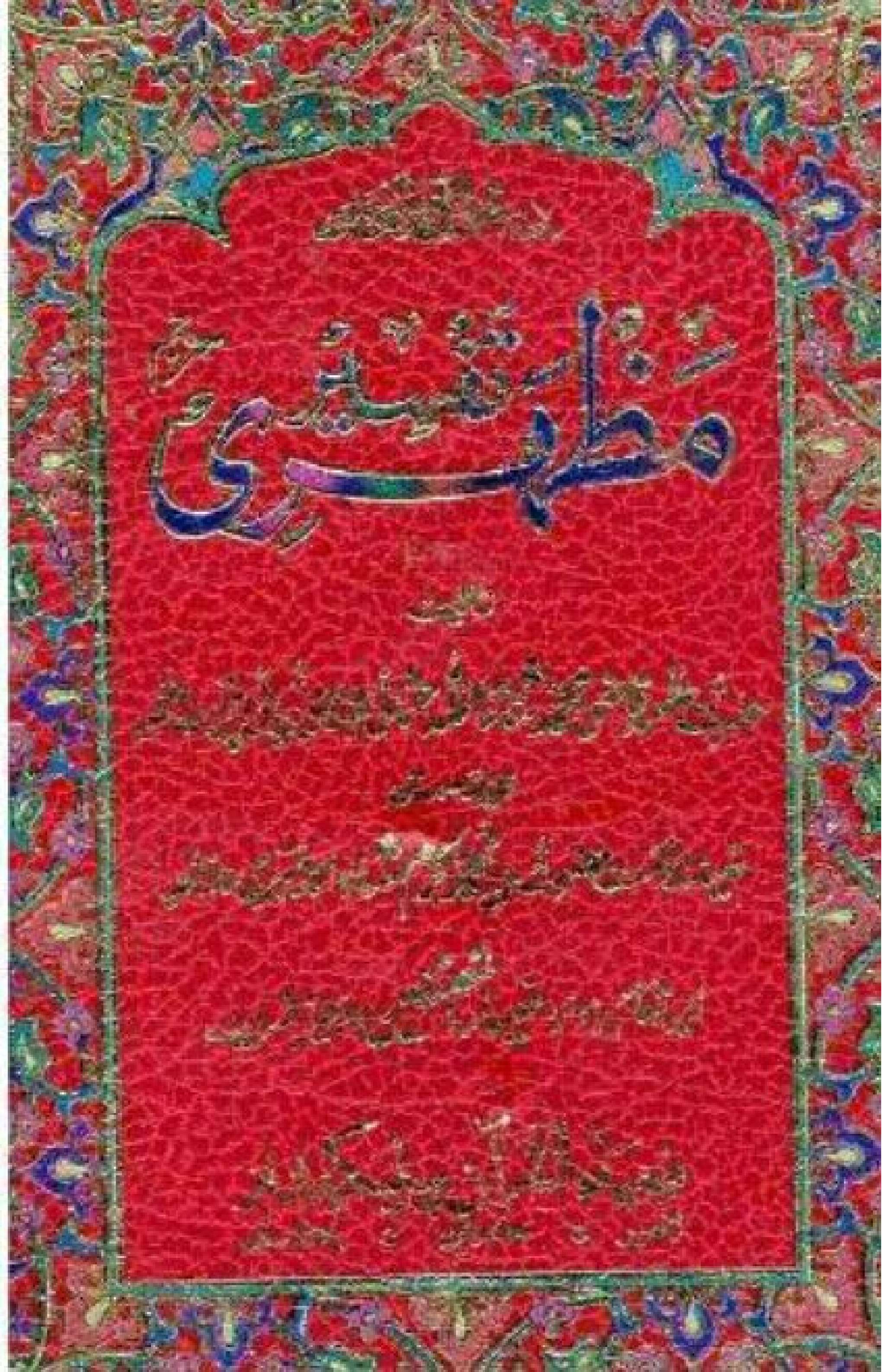
يَآهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ

"اے اہل کتاب! بے شک آ گیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول کھول کر بیان کرتا ہے تمہارے لئے بہت سی ایسی چیزیں جنہیں تم چھپایا کرتے تھے کتاب سے اور درگزر فرماتا ہے بہت سی باتوں سے بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی ہے۔"

۱؎ یہاں اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ کتاب کو واحد اس لئے ذکر کیا ہے کیونکہ اس پر الف لام جنسی ہے۔ رسول سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے۔ من الکتب سے مراد تورات و انجیل ہے جس طرح رجم والی آیت اور تورات میں حضور ﷺ کی نعت اور انجیل میں احمد ﷺ کی بشارت۔ یعفوا عن کثیر سے مراد یہ ہے کہ جو تم چھپاتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ اعراض فرماتا ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں خبر دیتا ہے کیونکہ اس سے کوئی امر دینی متعلق نہیں ہوتا۔ نور سے مراد حضور ﷺ کی ذات یا اسلام ہے اور ایسی کتاب جو احکام کی وضاحت کرنے والی ہوتی ہے یا ایسی کتاب جس کا اعجاز واضح ہو اور وہ قرآن ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ یہاں عطف تفسیری ہو۔ حضور ﷺ اور قرآن کو نور اس لئے کہا کیونکہ یہ دونوں کفر کی ظلمتیں دور کرنے والے ہیں۔

1۔ تفسیر بغوی، جلد 2، صفحہ 23 (التجاریہ) 2۔ تفسیر طبری، جلد 6، صفحہ 103-104 (الامیریہ)

(1) یہ پوچھا کہ تمہارے دین میں ہے کہ جرم کی سزا کیا ہے اور تم نے اس کو کیوں کر تبدیل کر دیا۔



نور کا بھی سایہ ہوتا ہے

١٢٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ أَبْكِي، وَيَنْهَوْنِي عَنْهُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ لاَ يَنْهَانِي، فَجَعَلَتْ عَمَّتِي فَاطِمَةُ تَبْكِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَبْكِينَ أَوْ لاَ تَبْكِينَ، مَا زَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ)) تَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

[أطرافه في: ١٢٩٣، ٢٨١٦، ٤٠٨٠].

(۱۲۴۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن منکدر سے سنا' انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے کہا کہ جب میرے والد شہید کر دیئے گئے تو میں ان کے چہرے پر پڑا ہوا کپڑا کھولتا اور روتا تھا۔ دوسرے لوگ تو مجھے اس سے روکتے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں کہہ رہے تھے۔ آخر میری چچی فاطمہؓ بھی رونے لگیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ روؤ یا چپ رہو۔ جب تک تم لوگ میت کو اٹھاتے نہیں ملائکہ تو برابر اس پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔ اس روایت کی متابعت شعبہ کے ساتھ ابن جریج نے کی' انہیں ابن منکدر نے خبر دی اور انہوں نے جابرؓ سے سنا۔



کافروں نے حضرت احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر جانا وہ یہ نہ سمجھے کہ آپ چاند کو ٹکڑے کرنے والے ہیں۔

۸ - مشرکین مکہ نے حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہا

هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ (پ ۱۷ - ع ۱)

یہ کون ہیں ایک تمہیں جیسے آدمی (بشر) تو ہیں۔ (کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ دعویٰ برابری کرنے کے لیے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنا کفر ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کو چراغ کہنا، اور یہ آیت پڑھنا:

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ (پ ۱۸ - ع ۹)

اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔

(کنز الایمان)

نیز عام محاورہ میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنا حرام اور طریقۂ کفار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ

(پ ۱۸ - ع ۱۵)

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

(کنز الایمان)

نبی کو بشر یا تو رب تعالیٰ نے فرمایا یا خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے، یا کفار نے۔ اب جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر کہے وہ نہ تو خدا ہے اور نہ ہی نبی، لہٰذا وہ کفار میں ہی داخل ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قد تبین الرشد من الغی

رشد الایمان

فی ضوء الحدیث والقرآن



علامہ اہلسنت حضرت علامہ ابو محمد

محمد عبدالرشید قادری

مکتبہ رضویہ

سمندری فیصل آباد

الجواب بعون الملک الوھاب

العیاذ باللہ تعالیٰ۔ زید بے قید کے ایمان وعقیدے میں گھن لگ گیا ہے اور وہابیت کا جراثیم پوری طرح سرایت کرچکا ہے لہٰذا اس پر توبہ، تجدید ایمان اور اگر بیوی رکھتا ہو تو اس سے دوبارہ نکاح ضروری ہے۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام بلاشبہ جنس بشری میں مبعوث ہوئے اور وہ سب جنس بشر سے ہیں

نہ ملائکہ کے جنس سے ہیں نہ جنات کے۔ مگر انہیں صرف بشر اور بشر کی طرح کہنا کافروں اور مشرکوں کا طرز و طریقہ رہا ہے۔ قرآن پاک میں کئی مقامات پر کافروں اور شیطانوں کے قول کو نقل کیا ہے۔ مثلاً قَالُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (ابراہیم آیت ۱۰)، هَلْ هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الانبیاء آیت ۳)، مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (المؤمنون آیت ۲۴)، مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ (المؤمنون آیت ۳۳)، مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (الشعراء آیت ۱۵۴)، قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (یٰس آیت ۱۵)، مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا (ھود آیت ۲۷)، قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ (الحجر آیت ۳۳)

حضرت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو صرف بشر ماننا یا اپنے مثل بشر ماننا ان کی توہین ہے جو عند الشرع کفر ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو ہمارے اسلاف کرام نے بشر کہا ہے مگر اس طرح

اَلنَّبِيُّ بَشَرٌ لَا كَالْبَشَرِ ۞ كَالْيَاقُوْتِ حَجَرٌ لَا كَالْحَجَرِ

یعنی نبی لاریب بشر ہیں لیکن عام بشر کی طرح نہیں۔ اسکی ناقص مثال یہ ہے کہ یاقوت لاریب پتھر ہے مگر عام پتھروں کی طرح نہیں یاقوت ولعلِ بدخشاں کو صرف پتھر یا عام پتھر کے مثل کہنا اسکی صریح توہین اور ناقدری ہے۔

شفا شریف جلد ثانی میں ہے

وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى قَتْلِ مُتَنَقِّصِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَسَابِّهٖ	تمام امتِ مطلقہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو مدعیٔ اسلام نبی علیہ السلام کی شان میں تنقیص کرے یا اس کو برا کہے وہ قتل کا مستحق ہے۔

اور فتاویٰ شامی جلد ثالث میں ہے

یورپ کے نو پید مسائل کے شرعی حل کا عظیم شاہکار

فتاویٰ یورپ

تصنیف وتالیف

مفتی اعظم ہالینڈ حضرت مولانا

مفتی عبدالواجد قادری

ناشر

انٹرنیشنل اسلامک فاؤنڈیشن نیدر لینڈ

تقسیم کار

مکتبہ جام نور، دہلی



اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سایہ مبارک

جلد دوازدہم

مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (مترجم)

حدیث نمبر: ۲۶۹۴۵ تا حدیث نمبر: ۲۸۱۹۹

مؤلف: حضرۃ الامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: مولانا محمد ظفر اقبال

مکتبہ رحمانیہ

اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37355743

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فُلَانَةُ لَكَ فَمَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى سَرِيرِ زَيْنَبَ وَكَانَ قَدْ رُفِعَ فَوَضَعَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ أَصَابَ أَهْلَهُ وَرَضِيَ عَنْهُمْ

(۲۷۴۰۳) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات کو بھی اپنے ساتھ لے کر گئے تھے، ابھی راستے ہی میں تھے کہ ایک آدمی اتر کر ازواج مطہرات کی سواریوں کو تیزی سے ہانکنے لگا، نبی ﷺ نے فرمایا ان آبگینوں (عورتوں) کو آہستہ ہی لے کر چلو، دوران سفر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بدک گیا، ان کی سواری سب سے عمدہ اور خوبصورت تھی، وہ رونے لگیں، نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو تشریف لائے، اور اپنے دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھنے لگے، لیکن وہ اور زیادہ رونے لگیں، نبی ﷺ انہیں برابر منع کرتے رہے لیکن جب دیکھا کہ وہ زیادہ ہی روتی جاری ہیں تو نبی ﷺ نے انہیں سختی سے جھڑک کر منع فرمایا، اور لوگوں کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا حالانکہ اس مقام پر پڑاؤ کا ارادہ نہ تھا، لوگوں نے پڑاؤ ڈال لیا، اتفاق سے اس دن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ہی کی باری بھی تھی، نبی ﷺ کے لئے ایک خیمہ لگا دیا گیا، نبی ﷺ اپنے خیمے میں تشریف لے گئے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ نبی ﷺ کے پاس کیسے جاؤں؟ مجھے ڈر تھا کہ نبی ﷺ مجھ سے ناراض نہ ہو گئے ہوں، چنانچہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلی گئی اور ان سے کہا آپ جانتی ہیں کہ میں نبی ﷺ سے اپنی باری کا دن کسی بھی چیز کے عوض نہیں بیچ سکتی، لیکن آج میں اپنی باری کا دن آپ کو اس شرط پر دیتی ہوں کہ آپ نبی ﷺ کو مجھ سے راضی کر دیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حامی بھر لی اور اپنا دوپٹہ لے کر" جسے انہوں نے زعفران میں رنگا ہوا تھا" اس پر پانی کے چھینٹے مارے تاکہ اس کی مہک پھیل جائے، پھر نئے کپڑے پہن کر نبی ﷺ کی طرف چل پڑیں۔

نبی ﷺ کے خیمے کے قریب پہنچ کر انہوں نے پردے کا ایک کونا اٹھایا تو نبی ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا عائشہ! کیا بات ہے؟ آج تمہاری باری تو نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطاء کر دے، نبی ﷺ نے وہ دوپہر اپنی زوجہ محترمہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کے ساتھ قیلولہ فرمایا۔

جب روانگی کا وقت آیا تو نبی ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا "جن کے پاس سواری میں گنجائش زیادہ تھی" کہ اپنی بہن صفیہ کو اپنے ساتھ اونٹ پر سوار کر لو، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے منہ سے نکل گیا کہ میں آپ کی یہودیہ بیوی کو اپنے ساتھ سوار کروں گی؟ نبی ﷺ یہ سن کر ناراض ہو گئے اور ان سے ترک کلام فرما لیا، حتیٰ کہ مکہ مکرمہ پہنچے، منیٰ کے میدان میں ایام گذارے، پھر مدینہ منورہ واپس آئے، محرم اور صفر کا مہینہ گذر گیا لیکن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس نہیں گئے حتیٰ کہ باری کے دن بھی نہیں گئے، جس سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا ناامیدی ہو گئیں۔

جب ربیع الاول کا مہینہ آیا تو نبی ﷺ ان کے یہاں تشریف لے گئے، وہ سوچنے لگیں کہ یہ سایہ تو کسی آدمی کا ہے، نبی ﷺ میرے پاس آنے والے نہیں تو یہ کون ہے؟ اتنی دیر میں نبی ﷺ گھر کے اندر آ گئے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کو دیکھ کر کہنے

كفاية الطالب اللبيب في خصائص الحبيب

المعروف بـ

الخصائص الكبرى

تأليف

الإمام جلال الدين عبد الرحمن السيوطي

(٨٤٩ - ٩١١ هـ)

تحقيق

اللجنة الفنية بالدار

المجلد الأول



المكتبة التوفيقية

ت / ف : ٠٢٠٢٥١٠٠٤٥٦

يخرج من الأنبياء ولا يرى منه شيء». وأخرجه أبو نعيم من هذا الطريق.

[٣٥٩] وله طريق ثالث: قال أبو نعيم، حدثنا محمد بن إبراهيم، حدثنا علي بن أحمد بن سليمان المصري، حدثنا زكريا بن يحيى البلخي، حدثنا شهاب بن معمر العوفي، حدثنا عبد الكريم الخزاز، حدثنا أبو عبد الله المديني، عن ليلى مولاة عائشة قالت: قلت يا رسول الله إنك تدخل الخلاء فإذا خرجت دخلت إثرك فما أرى شيئًا إلا أني أجد رائحة المسك. قال: «**إنا معشر الأنبياء تنبت أجسادنا على أرواح أهل الجنة فما خرج منها من شيء ابتلعته الأرض**».

[٣٦٠] وله طريق رابع، قال الحاكم في (المستدرك) أخبرني مخلد بن جعفر، حدثنا محمد بن جرير، حدثنا موسى بن عبد الرحمن المسروقي، حدثنا إبراهيم بن سعد، حدثنا المنهال بن عبيد الله عمن ذكره، عن ليلى مولاة عائشة، عن عائشة قالت: دخل رسول الله ﷺ لقضاء حاجته، فدخلت فلم أر شيئًا ووجدت ريح المسك، فقلت: يا رسول الله إني لم أر شيئًا قال: «**إن الأرض أمرت أن تكفته منا معاشر الأنبياء**».

[٣٦١] وله طريق خامس، قال الدارقطني في (الأفراد) حدثنا محمد بن سليمان الباهلي، حدثنا محمد بن حسان الأموي، حدثنا عبدة بن سليمان، عن هشام بن عروة، عن أبيه عن عائشة قالت: قلت يا رسول الله إني أراك تدخل الخلاء ثم يجيء الذي بعدك فلا يرى لما يخرج منك أثرًا، فقال يا عائشة: «**أما علمت أن الله أمر الأرض أن تبتلع ما خرج من الأنبياء**». هذا الطريق أقوى طرق الحديث. قال ابن دحية في الخصائص بعد إيراده هذا سند ثابت. محمد بن حسان بغدادي ثقة صالح، وعبدة من رجال الشيخين.

[٣٦٢] وله طريق سادس مرسل، أخرج الحكيم الترمذي من طريق عبد الرحمن بن قيس الزعفراني، عن عبد الملك بن عبد الله بن الوليد، عن ذكوان «**أن رسول الله ﷺ لم يكن يُرى له ظل في شمس ولا قمر ولا أثر قضاء حاجة**». وله طريق سابع. يأتي في باب وفد الجن.

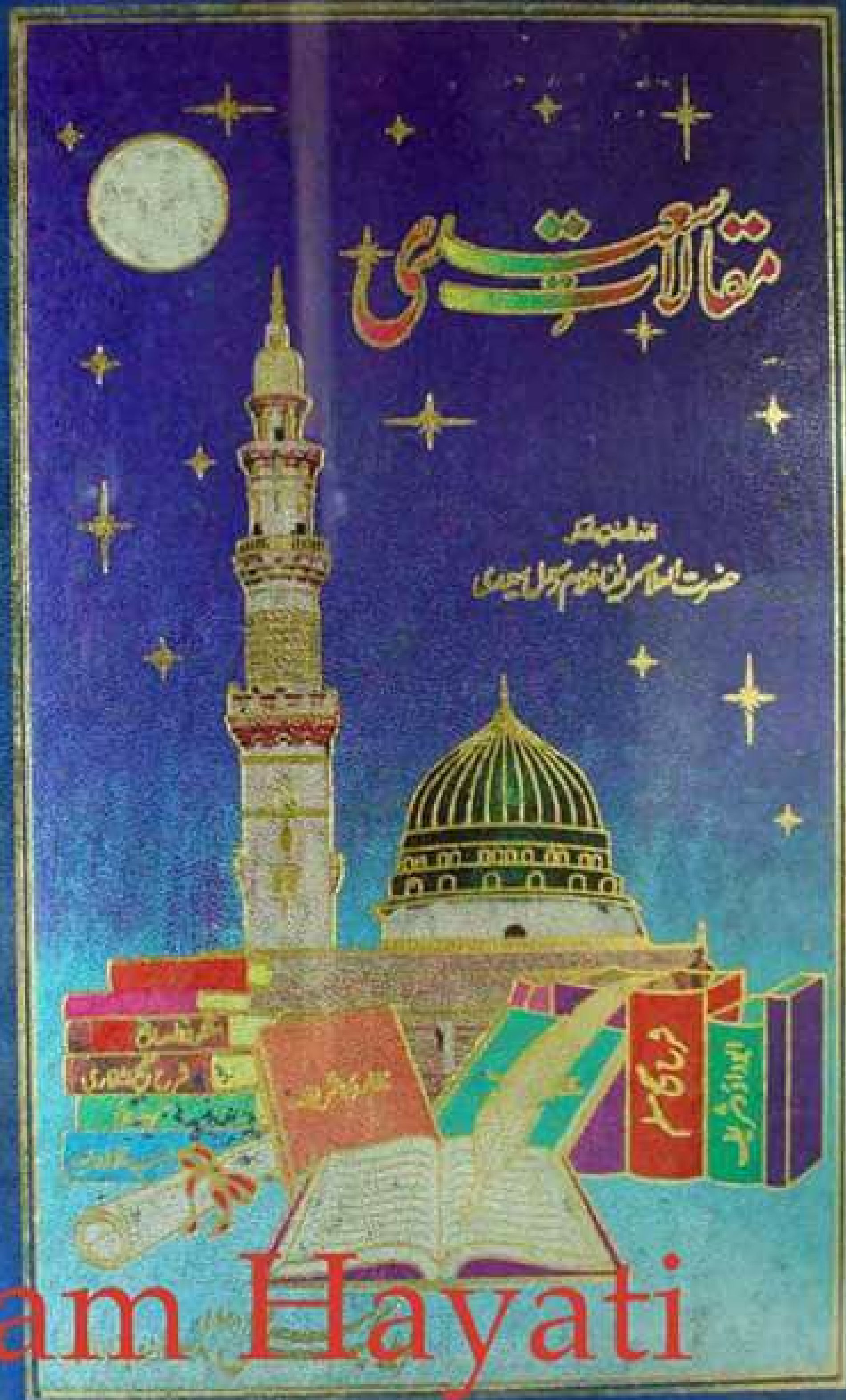
١٠- کتاب سے فقط احکام کا علم حاصل ہوتا ہے ان پر عمل کرنے کا طریقہ اور نمونہ صرف نبی کی ذات سے ملتا ہے۔ نبی صرف حامل کتاب نہیں ہوتا۔ مجسم کتاب ہوتا ہے۔ اس کی سیرت اور کردار عبارت کتاب کی اور عبارت کتاب اس کی سیرت اور کردار کی تعبیر ہوتی ہے۔

حقیقت نبوت اصطلاح شرع میں نبی اس انسان کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے مخلوق کے پاس بھیجا ہو۔

اور اس کی تائید معجزے سے فرمائی اور ہر نبی کے لئے معجزہ ضروری ہے۔ اولاً تو اس لئے کہ نبوت صادقہ اور کاذبہ کے درمیان فارق صرف معجزہ ہے اللہ تعالےٰ جھوٹے نبی کے صدق پر کوئی خارق عادت ظاہر نہیں فرماتا۔ اب اگر سچے نبی کے صدق پر بھی کوئی امر خارق ظاہر نہ کیا جائے تو سچے اور جھوٹے نبی کے درمیان امتیاز نہ ہو سکے گا اور یہ مقصد بعثت کے منافی ہے۔ ثانیاً اس لئے کہ بخاری شریف میں ہے کہ انبیاء میں سے کوئی نبی نہ تھا مگر اسے ایسی نشانیاں دی گئیں جو ایک بشر کے ایمان لانے کے لئے کافی تھیں۔

نبی اس انسان کو کہتے ہیں

علماء اصول نے نبی اور رسول میں فرق کیا ہے۔ نبی اس انسان کو کہتے ہیں جس پر وحی اتری — عام ازیں کہ وہ صاحب کتاب ہو یا نہ ہو اور رسول وہ شخص ہے جو کتاب اور وحی دونوں کا حامل ہو۔ اس جگہ ایک شبہ ہوتا ہے کہ فرشتہ نبی کے پاس جب وحی لے کر آتا ہے تو نبی کو کیسے یقین ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے۔ امام رازی نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ جس طرح نبی اپنے صدق کے اظہار کے لئے امت کے سامنے معجزہ پیش کرتا ہے اسی طرح جب فرشتہ نبی کے پاس وحی لے کر آتا ہے تو وہ بھی اپنے صدق کو ظاہر کرنے کیلئے نبی کے سامنے معجزہ لاتا ہے اور حق یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایک وصف دیا ہے جس کی وجہ سے ہم انسان اور حیوان کے درمیان امتیاز کر لیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نبی کو اس وصف کے ساتھ ایک اور وصف بھی



نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ مبارک

المستدرك على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلاء

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقابلة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق
مصطفى عبد القادر عطا

تتمة كتاب معرفة الصحابة، كتاب الأحكام، كتاب الأطعمة، كتاب الأشربة، كتاب البر والصلة، كتاب اللباس، كتاب الطب، كتاب الأضاحي، كتاب الذبائح، كتاب التوبة والإنابة، كتاب الأدب، كتاب الأيمان والنذور، كتاب النذور، كتاب الرقاق، كتاب الفرائض، كتاب الحدود، كتاب تعبير الرؤيا، كتاب الطب، كتاب الرقى والتمائم، كتاب الفتن والملاحم، كتاب الأهوال.

الجزء الرابع

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٨٤٠٧/١١٥ ـ حدثنا علي بن حمشاذ العدل، ثنا هشام بن علي، ثنا سليمان بن حرب، ثنا عمران القطان، عن قتادة، عن عبد الرحمن بن آدم، عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: لا تقوم الساعة حتى يبعث الله ريحاً لا تدع أحداً في قلبه مثقال ذرة من تقى أو نهى إلا قبضته ويلحق كل قوم بما كان يعبد آباؤهم في الجاهلية ويبقى عجاج من الناس لا يأمرون بمعروف / ولا ينهون عن منكر يتناكحون في الطرق كما ٤/٤٥٦
تناكح البهائم فإذا كان ذلك اشتد غضب الله على أهل الأرض فأقام الساعة.

٨٤٠٨/١١٦ ـ أخبرني محمد بن المؤمل، ثنا الحسن ثنا الفضل بن محمد البيهقي، ثنا نعيم بن حماد، أنبأ عبد الله بن وهب، أخبرني معاوية بن صالح، عن عيسى بن عاصم، عن زر بن حبيش، عن أنس بن مالك قال: بينما النبي ﷺ يصلي ذات ليلة صلاة إذ مد يده ثم أخرها فقلنا: يا رسول الله رأيناك صنعت في هذه الصلاة شيئاً لم تكن تصنعه فيما قبله؟ قال: «أجل إنه عرضت علي الجنة فرأيت فيها دالية قطوفها دانية فأردت أن أتناول منها شيئاً فأوحي إلي أن استأخر فاستأخرت، وعرضت علي النار فيما بيني وبينكم حتى رأيت ظلي وظلكم فيها فأومأت إليكم أن استأخروا فأوحي إلي أن أقرهم فإنك أسلمت وأسلموا وهاجرت وهاجروا وجاهدت وجاهدوا فلم أر لك فضلاً عليهم إلا بالنبوة فأولت ذلك ما يلقى أمتي بعدي من الفتن».

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

٨٤٠٩/١١٧ ـ حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا بحر بن نصر الخولاني، ثنا عبد الله بن وهب، أخبرني عمرو بن الحارث أن يزيد بن أبي حبيب حدثه أن عبد الرحمن بن شماسة حدثه أنه كان عند مسلمة بن مخلد وعنده عبد الله بن عمرو بن العاص فقال عبد الله: لا تقوم الساعة إلا على شرار الخلق هم شر من أهل الجاهلية لا يدعون الله بشيء إلا رده عليهم فبينما هم على ذلك إذ أقبل عقبة بن عامر فقال مسلمة: يا عقبة اسمع ما يقول عبد الله فقال عقبة: هو أعلم أما أنا فسمعت رسول الله ﷺ يقول: «لا تزال عصابة من أمتي يقاتلون على أمر الله قاهرين على العدو لا يضرهم من خالفهم حتى تأتيهم الساعة وهم على ذلك» فقال عبد الله: أجل ثم يبعث الله ريحاً ريحها ريح المسك ومسها مس الحرير فلا تترك نفساً في قلبه / مثقال حبة من الإيمان إلا قبضته ثم ٤/٤٥٧
يبقى شرار الناس عليهم تقوم الساعة.

٨٤٠٧ ـ قال في التلخيص: موقوف.

٨٤٠٨ ـ قال في التلخيص: صحيح.

٨٤٠٩ ـ قال في التلخيص: صحيح.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور بالکل نماز کی حالت میں اپنا ہاتھ اچانک آگے بڑھایا مگر پھر جلد ہی پیچھے ہٹالیا ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ نے خلاف معمول نماز میں نئے عمل کا اضافہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ میرے سامنے ابھی ابھی جنت پیش کی گئی میں نے اس میں بہترین پھل دیکھے تو جی میں آیا کہ اس میں سے کچھ اٹھا لوں مگر فوراً حکم ملا کہ پیچھے ہٹ جاؤ میں پیچھے ہٹ گیا پھر مجھ پر جہنم پیش کی گئی۔

حتی رأیت ظلی وظلکم ((اس کی روشنی میں میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا۔ دیکھتے ہی میں نے تمہاری طرف اشارہ کیا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ (صحیح ابن خزیمہ۔ جلد1۔ حدیث نمبر 892)۔

حتى لقد عُرضت عليّ النار وأقبل إليّ منها شرر(1) حتى حاذاني مكاني هذا، فخشيت أن يغشاكم».

٨٩١ ـ أنا أبو طاهر، نا أبو بكر، نا عيسى بن إبراهيم الغافقي، نا ابن وهب، عن معاوية بن صالح، حدثني ربيعة بن يزيد، عن أبي إدريس الخولاني، عن أبي الدرداء، أنه قال:

قام رسول الله ﷺ يصلي ثم بسط يده كأنه يتناول شيئاً، فلما فرغ من الصلاة، قلنا: يا رسول الله! رأيناك(2) بسطت يدك. قال:

«إن عدو الله إبليس جاء بشهاب من نار ليجعله في وجهي، فقلت: أعوذ بالله منك، فلم يستأخر، ثلاثاً، ثم أردت أخذه، ولولا دعوة أخينا سليمان ﷺ لأصبح موثقاً يلعب به ولدان أهل المدينة».

٨٩٢ ـ أنا أبو طاهر، نا أبو بكر، نا بحر بن نصر بن سابق الخولاني، نا ابن وهب، حدثني معاوية بن صالح، عن عيسى بن عاصم، عن زر بن حبيش، عن أنس بن مالك قال:

صلينا مع رسول الله ﷺ صلاة الصبح، قال: فبينما هو في الصلاة مدّ يده ثم أخّرها، فلما فرغ من الصلاة، قلنا: يا رسول الله! صنعت في صلاتك هذه ما لم تصنع في صلاة قبلها؟ قال:

«إني رأيت الجنة قد عُرضت عليّ ورأيت فيها دالية، قطوفها دانية، حبها كالدباء، فأردت أن أتناول منها، فأوحي إليها أن استأخري، فاستأخرت. ثم عُرضت عليّ النار، بيني وبينكم حتى رأيت ظلي وظلكم فأومأت إليكم أن استأخروا، فأوحي إليّ أن أقرهم فإنك أسلمت [و] أسلموا، وهاجرت

---

(1) في الأصل كلمة غير واضحة، لعلها: «شرر».

[891] إسناده صحيح رجاله كلهم ثقات، وقد أخرجه مسلم (2/72) من طريق أخرى عن ابن وهب ـ ناصر). انظر: الفتح الرباني 4/107.

(2) في الأصل: «أرأناك»، ولعل الصواب ما أثبته.

[892] إسناده صحيح. (وعيسى بن عاصم هو الأسدي الكوفي ـ ناصر).

وهاجروا، وجاهدت وجاهدوا، فلم أر لي عليكم فضلاً إلا بالنبوة».

(٣٤٠) باب أمر النساء بالتصفيق في الصلاة عند النائبة

صحيح ابن خزيمة

الإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري

(ولد سنة ٢٢٣هـ وتوفي سنة ٣١١هـ)

حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وقدم له

الدكتور محمد مصطفى الأعظمي

الجزء الأول

المكتب الإسلامي

[٨٨٨، طبع المكتب الإسلامي]. ـ ناصر). الفتح الرباني ٤/٨٢ من طريق وكيع.

آپ ﷺ کی حقیقت نور اور لباس بشر ماننا یہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں واضح نہیں

غلام رسول سعیدی رضاخانی کا عقیدہ

جید رضاخانی اکابر غلام رسول سعیدی قد جاء کم من اللہ نور والی آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ "اور جو یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی حقیقت نور حسی ہے اور صورت بشر ہے یا آپ ﷺ لباس بشری میں جلوہ گر ہوئے اور حقیقت اس سے ماوراء ہے سو دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس قول کا برحق ہونا ہم پر واضح نہ ہو سکا" (تبیان القرآن جلد سوئم صفحہ 139)

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ

تبیان القرآن

جلد سوم

المائدہ ○ الانعام

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

ناشر
فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس شے کی تخلیق فرمائی؟

(اہل علم کے لئے ایک خوبصورت پوسٹ)

بحوالہ

شہرہ آفاق عربی کتاب

البداية والنهاية

جلد اول

باب اول

پٹھان ساجد

وہی الفاظ مقرر کیے ہیں جن کا اخراج ترمذیؒ نے کرتے ہوئے اسے روایت حسن کہا ہے' تاہم ترمذی رحمہ اللہ نے یہ حدیث احمد بن منیع' ابن ماجہ' ابی بکر بن ابی شیبہ اور محمد بن صباح کے الفاظ میں یزید بن ہارون کے حوالے سے بیان کی ہے۔ البتہ اس بارے میں علمائے دین میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کونسی چیز تخلیق فرمائی۔ بہر حال کچھ علماء کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا اور اس کے بعد باقی تمام اشیاء تخلیق فرمائیں۔ ابن جریر اور ابن جوزی نے بھی یہی بات اختیار کی ہے جب کہ ابن جریر کہتے ہیں کہ قلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے رقیق بادل پیدا فرمایا' تاہم ان جملہ اصحاب نے اس حدیث مبارکہ پر اتفاق کیا ہے جو امام احمدؒ' ابوداؤدؒ' ترمذی اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ حدیث مبارکہ یہ ہے: "آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم تخلیق فرمایا اور قلم نے (اس کے حکم سے) پھر وہ تمام موجودات کون ومکان جو روز اول سے تا قیام قیامت وجود میں آنے والی تھیں۔ رقم کر دیں۔" اس حدیث مبارکہ کی روایت میں یہ امام احمدؒ کے الفاظ ہیں۔

تاہم اس حدیث کو حسن اور صحیح کے ساتھ غریب بھی لکھا ہے لیکن حدیث نبوی کے جن الفاظ پر جمہور علمائے دین کا اتفاق ہے اور جنہیں حافظ ابوالعلاء ہمدانی وغیرہ نے نقل کیا وہ "ان العرش مخلوق قبل ذالک" ہیں (سب سے پہلے یعنی قلم سے بھی پہلے عرش کی تخلیق ہوئی) یہ بہر حال ابن جریر کی روایت ہے جو انہوں نے ابن عباس کے حوالے سے پیش کی ہے اور اسی کی سند پر اسے مسلم نے اپنی کتاب احادیث صحیح مسلم میں درج کیا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی اضافہ کیے ہیں کہ ہم سے ابوطاہر نے کیے بعد دیگرے احمد بن عمر بن سرح' ابن وہب' ابوہانی خولانی' ابی عبدالرحمٰن الحبلی اور عبداللہ بن عمر ابن العاص کے حوالے سے بیان کیا کہ آخرالذکر کے بقول انہوں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "اللہ تعالیٰ نے ارض وسماوات کی پچاس ہزار سال میں تخلیق سے قبل جملہ موجودات کی تصاویر بنادی تھیں۔" اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: "ان جملہ مخلوقات سے قبل قلم کی تخلیق ہوئی"۔

اس حدیث کی تائید کرتے ہوئے بخاریؒ نے عمران بن حصین کے حوالے سے بیان کیا ہے جو کہتے ہیں کہ اہل یمن نے رسول اللہ ﷺ سے جب دریافت کیا کہ موجودات عالم میں سب سے پہلے کس چیز کی تخلیق ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وجود باری تعالیٰ سے قبل کوئی شے نہیں تھی۔ تاہم بعض روایات میں اس حدیث کے ساتھ یہ الفاظ بھی پائے جاتے ہیں:

و كان عرشه على الماء و كتب فى الذكر كل شي و خلق السموات والارض

البتہ تخلیق عالم کے سلسلے میں اہل یمن نے حدیث کے وہ الفاظ بیان نہیں کیے جو ابن رزین کی روایت کردہ حدیث میں ہیں جنہیں ہم نے سطور بالا میں من وعن نقل کیا ہے۔ البتہ ابن جریر اور متاخرین نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش سے قبل پانی پیدا فرمایا تھا۔ سدی نے ابن مالک' ابی صالح' ابن عباس اور مرہ ابن مسعود کے حوالے نیز متعدد دوسرے اصحاب رسول اللہ ﷺ کی زبانی بیان کیا ہے کہ: ان الله كان عرشه على الماء و لم يخلق شيئا غير ما خلق قبل الماء . یعنی اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا اور پانی سے قبل کوئی چیز اللہ تعالیٰ نے تخلیق نہیں فرمائی تھی۔

بہر حال ابن جریر ہی نے محمد بن اسحٰق کے حوالے سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ "سب سے پہلے اللہ تعالیٰ عزوجل نے نور وظلمت تخلیق فرمائے پھر انہیں ایک دوسرے سے ممیّز کرنے کے لیے ظلمت کو شب تاریک اور نور کو روز روشن کی شکل عطا فرما دی۔"

ابن جریر کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی کہا ہے کہ "ہمارے رب نے قلم کے بعد کرسی' کرسی کے بعد عرش کی تخلیق فرمائی۔ جس کے بعد ہوا اور ظلمت پیدا کیے اور اس کے بعد پانی پیدا کیا اور اس پر اپنا عرش مقرر فرمایا۔" واللہ اعلم بالصواب

معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ چاند اور سورج سے زیادہ حسین تھے۔ آپ کا چہرہ بہت منور اور روشن تھا اور آپ کے دانتوں کی جھری میں سے نور کی مانند کوئی چیز نکلتی تھی' لیکن اس کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کا خمیر مٹی سے بنایا گیا تھا اور آپ انسان اور بشر تھے' لیکن آپ انسان کامل اور سید البشر ہیں۔

امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

خطیب نے کتاب المتفق والمفترق میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہر بچہ کے ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا' یہاں تک کہ اسی میں دفن کیا جائے اور میں اور ابوبکر و عمر ایک مٹی سے بنے' اسی میں دفن ہوں گے۔ (فتاویٰ افریقیہ' ص ۱۰۰-۹۹' مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی' کراچی)

نیز امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ لکھتے ہیں:

اور جو مطلقاً حضور سے بشریت کی نفی کرے' وہ کافر ہے۔ قال تعالیٰ: قل سبحان ربی هل كنت الا بشرا رسولا○ (فتاویٰ رضویہ' ج ٦' ص ٦٧' مطبوعہ مکتبہ رضویہ' کراچی)

اور صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ نے آپ کے نور ہدایت ہونے کی تصریح کی ہے۔ زیر بحث آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

سید عالم ﷺ کو نور فرمایا گیا' کیونکہ آپ سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ انسان کامل اور سید البشر ہیں' کائنات میں سب سے زیادہ حسین ہیں۔ آپ نور ہدایت ہیں اور نور حسی سے بھی آپ کو حظ وافر ملا ہے۔ جو آپ کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں' وہ بد عقیدگی کا شکار ہیں اور جو یہ کہتے ہیں کہ آپ کی حقیقت نور حسی ہے اور صورت بشر ہے یا آپ لباس بشری میں جلوہ گر ہوئے اور حقیقت اس سے ماوراء ہے' سو دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس قول کا برحق ہونا ہم پر واضح نہیں ہو سکا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ اس کے ذریعہ سلامتی کے راستوں پر ان لوگوں کو چلاتا ہے' جو اس کی رضا کی پیروی کرتے ہیں' اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے' اور ان کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ (المائدہ: ۱٦)

قرآن مجید کے فوائد اور مقاصد

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ ان لوگوں کو سلامتی کے راستہ پر چلاتا ہے جن کا مقصد محض دین کی پیروی کے لیے اللہ کے پسندیدہ دین پر عمل کرنا ہو اور جو بغیر غور و فکر کے صرف اپنے باپ دادا کے طریقہ پر چلنا چاہتے ہوں' وہ اللہ کی رضا کے طالب نہیں ہیں۔

اللہ عزوجل کی رضا کا معنی کیا ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا اللہ کی رضا کا معنی یہ ہے کہ وہ کسی عمل کو قبول کرلے اور اس کی مدح و ثناء فرمائے۔ بعض علماء نے کہا اللہ جس کے ایمان کو قبول کرے اور اس کے باطن کو پاکیزہ کرے' وہ اس سے راضی ہے اور بعض نے کہا اللہ جس پر ناراض نہ ہو' وہ اس سے راضی ہے۔

سلامتی کے راستوں سے مراد وہ راستے ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے مشروع کیے ہیں اور جن پر چلنے کی بندوں کو دعوت دی ہے اور جن راستوں کی اس کے رسولوں نے پیروی کی ہے اور اس کا مصداق دین اسلام ہے۔ اللہ اسلام کے سوا اور کسی طریقہ کو قبول نہیں کرے گا۔ نہ یہودیت کو نہ عیسائیت کو اور نہ مجوسیت کو۔ ایک تفسیر یہ ہے کہ سلامتی کے رستوں سے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

اور ہم نے آپ پر اس کتاب کو نازل کیا جو ہر چیز کا روشن بیان ہے

تبیان القرآن

جلد سوئم

المائدہ ○ الانعام

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی۔ ۳۸

ناشر

فرید بک سٹال، ۳۸۔ اردو بازار لاہور۔۲

اور عورتیں بن گئے بعض نے آپ کی زبان اقدس دیکھی تو وہ بادشاہوں کے سفیر بن گئے، بعض نے آپ کے بابرکت گلے کو دیکھا تو وہ واعظ، مؤذن اور نصیحت کرنے والے بن گئے، بعض نے آپ کی داڑھی شریف دیکھی تو مجاہد فی سبیل اللہ بن گئے۔ بعض نے آپ کی متوازن گردن دیکھی تو وہ تاجر بن گیا۔

بعض نے آپ کے دونوں بازو دیکھے تو وہ نیزے باز اور شمشیر زن بن گئے، بعض نے آپ کا دایاں بازو دیکھا تو وہ خون نکالنے والے بن گئے، بعض نے آپ کا بایاں بازو دیکھا تو وہ مجاہد اور جلاد بن گئے، بعض نے آپ کی دائیں ہتھیلی دیکھی تو وہ صرّاف اور نقش ونگار بنانے والے بن گئے، بعض نے آپ کی بائیں ہتھیلی دیکھی تو وہ غلے کا ناپ تول کرنے والے بن گئے، بعض نے آپ کے دونوں ہاتھ دیکھے تو وہ سخی اور دانا بن گئے، بعض نے آپ کے دائیں ہاتھ کی پشت دیکھی تو وہ رنگریز بن گئے، بعض نے آپ کے بائیں ہاتھ کی پشت دیکھی تو وہ لکڑ ہارے بن گئے، بعض نے آپ کی انگلیوں کے پورے دیکھے تو وہ خوش نویس بن گئے، بعض نے آپ کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشت دیکھی تو وہ درزی بن گئے، بعض نے آپ کے بائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشت دیکھی تو وہ لوہار بن گئے۔

بعض نے آپ کا سینہ دیکھا تو وہ عالم، شکر گزار اور مجتہد بن گئے، بعض نے آپ کی پشت مبارک دیکھی تو وہ متواضع اور امر شریعت کو روشن کرنے والے بن گئے، بعض نے آپ کی روشن پیشانی دیکھی تو وہ غازی بن گئے، بعض نے آپ کا شکم اطہر دیکھا تو وہ قناعت پیشہ اور زاہد بن گئے، بعض نے آپ کے دونوں گھٹنوں کو دیکھا تو وہ رکوع وسجود کرنے والے بن گئے، بعض نے آپ کے پائے اقدس دیکھے تو وہ شکاری بن گئے، بعض نے آپ کے مقدس تلوے دیکھے تو پیدل چلنے کے عادی ہو گئے، بعض نے آپ کا سایہ دیکھا تو وہ گویئے اور طنبورے والے بن گئے اور بعض بدقسمت وہ تھے جنہوں نے آپ کی طرف دیکھا ہی نہیں تو وہ فرعون وغیرہ کی

اعتراض ہے جو ان پر فضائل کی ان احادیث اور بعض لوگوں کے خلاف احادیث کی روایت کرنے کے سلسلے میں کیا گیا ہے، جہاں تک ان کے سچے ہونے کا تعلق ہے تو مجھے امید ہے کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

علامہ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں ان کے بارے میں لکھا ہے: بڑے حافظ الحدیث، یمن کے نامور عالم، مستند اور شیعہ عالم تھے، میزان میں ہے کہ وہ مشہور اور ثقہ عالم تھے۔

ابن حبان نے ''الثقات'' میں لکھا ہے کہ انہوں نے تصنیف و تالیف کا کام کیا، حدیثیں یاد کیں اور علمی مذاکرات کیے، جب وہ اپنی یادداشت سے حدیث بیان کرتے تو خطا کر جاتے تھے، علاوہ ازیں ان میں تشیّع بھی پایا جاتا تھا۔

علامہ ابن حجر ''التقریب'' میں فرماتے ہیں: ثقہ، حافظ الحدیث، اور مشہور مصنف تھے، آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے تو ان کے حافظے میں تبدیلی آ گئی تھی، شیعہ مائل تھے۔ (وکان یتشیع)

میں کہتا ہوں کہ عبدالرزاق اہل سنت کے امام تھے، ان کا تشیّع محمود تھا اور دلیل شرعی سے متجاوز نہیں تھا، ان سے نہ تو سب و شتم منقول ہے اور نہ ہی لعنت۔ (۱)

---

(۱)۔ دور اول میں ''تشیع'' کے لفظ کا اطلاق اہل بیت کرام سے والہانہ محبت رکھنے والوں پر کیا جاتا تھا، جب کہ خلفاء ثلاثہ کے بے ادبوں اور گستاخوں کو رافضی کہا جاتا تھا، امام عبدالرزاق کے بارے میں امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بعض منصفانِ شیعہ مثل عبدالرزاق محدث، صاحب ''مصنّف'' نے باوصف تشیع، تفضیل شیخین اختیار کی اور کہا جب خود مولا (علی) کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ انہیں اپنے نفس کریم پر تفضیل دیتے تو مجھے اس اعتقاد سے کب مفر ہے؟ مجھے بـ گناہ کیا تھوڑا ہے کہ علی سے محبت رکھوں اور علی کا خلاف کروں؟

(اقامۃ القیامہ، مکتبہ قادریہ، لاہور صفحہ ۱۵ اور الصواعق المحرقۃ از علامہ ابن حجر مکی صفحہ ۶۲)

امام احمد رضا بریلوی ان کے بارے میں لکھتے ہیں: امام اجل سیدنا امام مالک ﷺ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا ا احمد بن حنبل کے استاذ اور امام بخاری و مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث، احد الاعلام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام۔

۱۲۔ شرف قاد (مجموعہ ...) طبع لاہور صفحہ ۷)

محافل میلاد میں بیان کی جانے والی حدیثِ نور اور حدیثِ نفی سایہ
اپنی صحیح سندوں کے ساتھ منظر عام پر جگمگانے لگیں۔

مصنّف عبد الرّزّاق

کی پہلی جلد کے دس گمشدہ ابواب

از امام جلیل القدر حافظ الحدیث امام

ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۲۶ھ وفات ۲۱۱ھ

تحقیق و تقدیم

ڈاکٹر عیسیٰ بن عبد اللہ ابن مانع حمیری حفظہ اللہ

ترجمہ

بقیۃ السلف شیخ الحدیث علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری رحمہ اللہ

مکتبہ زین العابدین

صحیح ابن خزیمہ (ج2 ص51 ح892) میں بھی صحیح سند کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ”حتي رأيت ظلي وظلكم“ الخ
>
> یہاں تک کہ میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا

اسے حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح کہا ہے۔(المستدرک للحاکم ج4 ص456)

(الجزء الرابع) — ٥٠- كتاب الفتن والملاحم — ٦٢٣

٨٤٧٢- أخبرني إسماعيل بن الفضل بن محمد الشعراني ثنا جدي ثنا إبراهيم بن المنذر الحزامي ثنا عبد العزيز بن محمد وأبو علقمة الفروي قالا ثنا صفوان بن سليم عن عبد الله ابن سلمان الأغر عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم: «إن الله يبعث ريحًا من اليمن ألين من الحرير فلا تدع أحدًا في قلبه مثقال حبة من إيمان إلا قبضته».

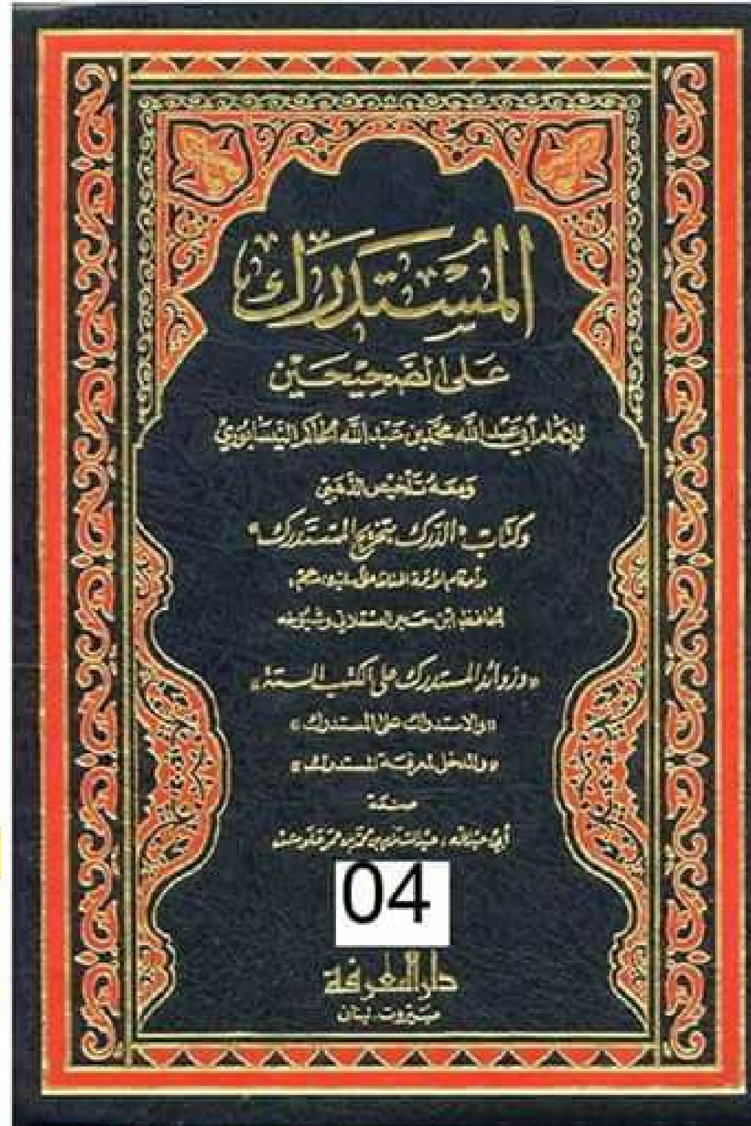
هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه[1]، وله شاهد موقوف على عبد الله بن عمرو.

٨٤٧٣- حدثنا علي بن حمشاذ العدل ثنا هشام بن علي ثنا سليمان بن حرب ثنا عمران القطان عن قتادة عن عبد الرحمن بن آدم عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: لا تقوم الساعة حتى يبعث الله ريحًا لا تدع أحدًا في قلبه مثقال ذرة من تقى أو نهى إلا قبضته ويلحق كل قوم بما كان يعبد آباؤهم في الجاهلية ويبقى عجاج من الناس لا يأمرون بمعروف ولا ينهون عن منكر يتناكحون في الطرق كما تتناكح البهائم فإذا كان ذلك اشتد غضب الله على أهل الأرض فأقام الساعة[2](*).

٨٤٧٤- أخبرني محمد بن المؤمل ثنا الفضل بن محمد البيهقي ثنا نعيم بن حماد أنبأ عبد الله بن وهب أخبرني معاوية بن صالح عن عيسى بن عاصم[3] عن زر بن حبيش عن أنس بن مالك قال: بينما النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم يصلي ذات ليلة صلاة إذ مد يده ثم أخرها فقلنا: يا رسول الله رأيناك صنعت في هذه الصلاة شيئًا لم تكن تصنعه فيما قبله قال: «أجل إنه عرضت علي الجنة فرأيت فيها دالية قطوفها دانية فأردت أن أتناول منها شيئًا فأوحي إلي أن استأخر فاستأخرت وعرضت علي النار فيما بيني وبينكم حتى رأيت ظلي وظلكم فيها فأومأت إليكم أن استأخروا فأوحي إلي أن أقرهم فإنك أسلمت وأسلموا وهاجرت وهاجروا وجاهدت وجاهدوا فلم أر لك فضلًا عليهم إلا بالنبوة فأولت ذلك ما يلقى أمتي بعدي من الفتن».

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

(١) قد أخرجه مسلم (ج١ ص١٠٩).
(٢) موقوف ويخشى أن يكون من الزاملتين.
(*) (قلت): موقوف. (الذهبي).



۲۷۴۵۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرلے۔

أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ١٥٤١ ـ مَا جَاءَ فِي الَّذِي يُفَسِّرُ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ

٢٧٤٥ ـ حدثنا محمود بن غيلان نا بشر بن السري نا سفيان عن عبدالاعلى عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٢٧٤٦ ـ حدثنا سفيان بن وكيع نا سويد بن عمرو الكلبي نا ابوعوانة عن عبدالاعلى عن سعيد بن جبير عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اتقوا الحديث عني الا ما علمتم من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار ومن قال في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار

یہ حدیث حسن ہے۔

٢٧٤٧ ـ حدثنا عبد بن حميد نا حبان بن هلال نا سهيل بن عبدالله وهو ابن ابي حزم اخو حزم القطعي نا ابوعمران الجوني عن جندب بن عبدالله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال في القرآن برأيه فاصاب فقد اخطأ

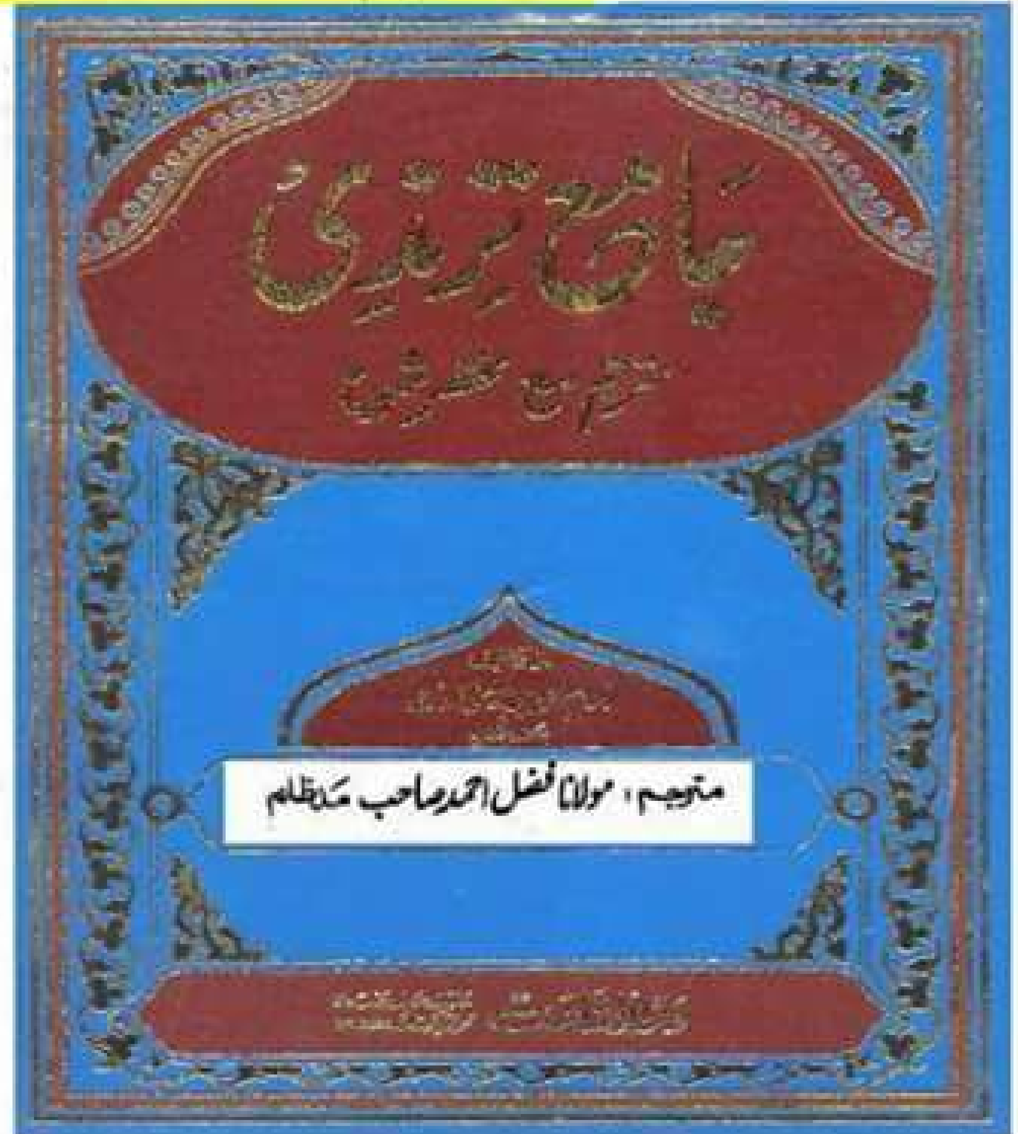
قرآن کی تفسیر کے متعلق آنحضرت ﷺ سے منقول احادیث کے ابواب

باب ۱۵۴۱۔ جو شخص اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرے۔

۲۷۴۵۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرلے۔

۲۷۴۶۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری طرف سے کوئی بات اس وقت تک نقل نہ کرو جب تک تمہیں یقین نہ ہو کہ یہ میرا ہی قول ہے اور جو شخص میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے گا وہ اور ایسا شخص جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے، دونوں جہنم میں اپنا ٹھکانہ تلاش کرلیں۔

۲۷۴۷۔ حضرت جندبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی اور وہ صحیح تھی تب بھی اس نے غلطی کی۔



كَمَا تَتَنَاكَحُ الْبَهَائِمُ، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَقَامَ السَّاعَةَ

(التعليق - من تلخيص الذهبي)8407 - موقوف

✦✦ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا، جو ایسے کسی آدمی کو زندہ نہیں چھوڑے گی جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا۔ اور ہر قبیلہ اسی عقیدے کی طرف لوٹ جائے گا، جو ان کے آباؤ اجداد زمانہ جاہلیت میں رکھتے تھے، نیز برے قسم کے لوگ باقی بچ جائیں گے، نہ یہ نیکی کا حکم دیں گے اور نہ برائی سے روکیں گے، جانوروں کی طرح گلیوں بازاروں میں زنا کریں گے، جب یہ حالات پیدا ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کا غضب زمین والوں پر بہت شدید ہو جائے گا، تب قیامت قائم ہو جائے گی۔

8408 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُؤَمَّلِ، ثنا الْحَسَنُ، ثنا الْفَضْلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَيْهَقِيُّ، ثنا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، أنبأ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةً إِذْ مَدَّ يَدَهُ، ثُمَّ أَخَّرَهَا، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْنَاكَ صَنَعْتَ فِي هَذِهِ الصَّلَاةِ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ فِيمَا قَبْلَهُ، قَالَ: أَجَلْ إِنَّهُ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ فَرَأَيْتُ فِيهَا دَالِيَةً قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَنَاوَلَ مِنْهَا شَيْئًا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ اسْتَأْخِرْ فَاسْتَأْخَرْتُ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ حَتَّى رَأَيْتُ ظِلِّي وَظِلَّكُمْ فِيهَا فَأَوْمَأْتُ إِلَيْكُمْ أَنِ اسْتَأْخِرُوا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ أَقِرَّهُمْ فَإِنَّكَ أَسْلَمْتَ وَأَسْلَمُوا، وَهَاجَرْتَ وَهَاجَرُوا، وَجَاهَدْتَ وَجَاهَدُوا، فَلَمْ أَرَ لِي فَضْلًا عَلَيْهِمْ إِلَّا بِالنُّبُوَّةِ، فَأَوَّلْتُ ذَلِكَ مَا يَلْقَى أُمَّتِي بَعْدِي مِنَ الْفِتَنِ

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

(التعليق - من تلخيص الذهبي)8408 - صحيح

✦✦ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک رات نماز پڑھائی، پھر اپنا ہاتھ پھیلایا، پھر ہٹا لیا، (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آج ہم نے آپ کو نماز میں ایک عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے، اس سے پہلے آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا، اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ میرے سامنے جنت پیش کی گئی، میں نے اس میں گچھے لٹکتے ہوئے پائے، میں نے اس میں سے کچھ لینے کا ارادہ کیا، لیکن میری جانب وحی کی گئی کہ اس کو رہنے دیں، تب میں نے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا، اور مجھ پر دوزخ بھی پیش کی گئی، وہ اتنی قریب تھی کہ میں نے اپنا اور تمہارا سایہ اس میں دیکھا، میں نے تمہیں پیچھے رہنے کا اشارہ کیا، میری طرف وحی کی گئی کہ میں ان کو ان کے مقام پر روک کر رکھوں کیونکہ آپ اسلام لائے تو وہ بھی اسلام لائے، آپ نے ہجرت کی، انہوں نے بھی ہجرت کی، آپ نے جہاد کیا، انہوں نے بھی جہاد کیا، ہم آپ کی ان پر یہ فضیلت دیکھتے ہیں کہ آپ کو نبوت ملی ہے۔ میں نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ میری امت میرے بعد فتنوں میں مبتلا ہو جائے گی۔

المستدرك

على الصحيحين

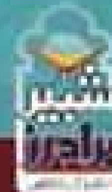
www.KitaboSunnat.com

(6)

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

ترجمہ

الشيخ الحافظ أبي الفضل محمد شفيق الرحمن القادري الرضوي



شمیسہ کو امام ابن معین نے ثقہ کہا ہے ۔(تاریخ عثمان بن سعید الدارمی:418)

٤١٥ ـ حدثنا عثمان قال: سألت يحيى عن شاذان؟ فقال: لا بأس به.

٤١٦ ـ قلت: هو أحبّ إليك أم شَبَابة؟ فقال: شبابة أحبّ إليّ[1].

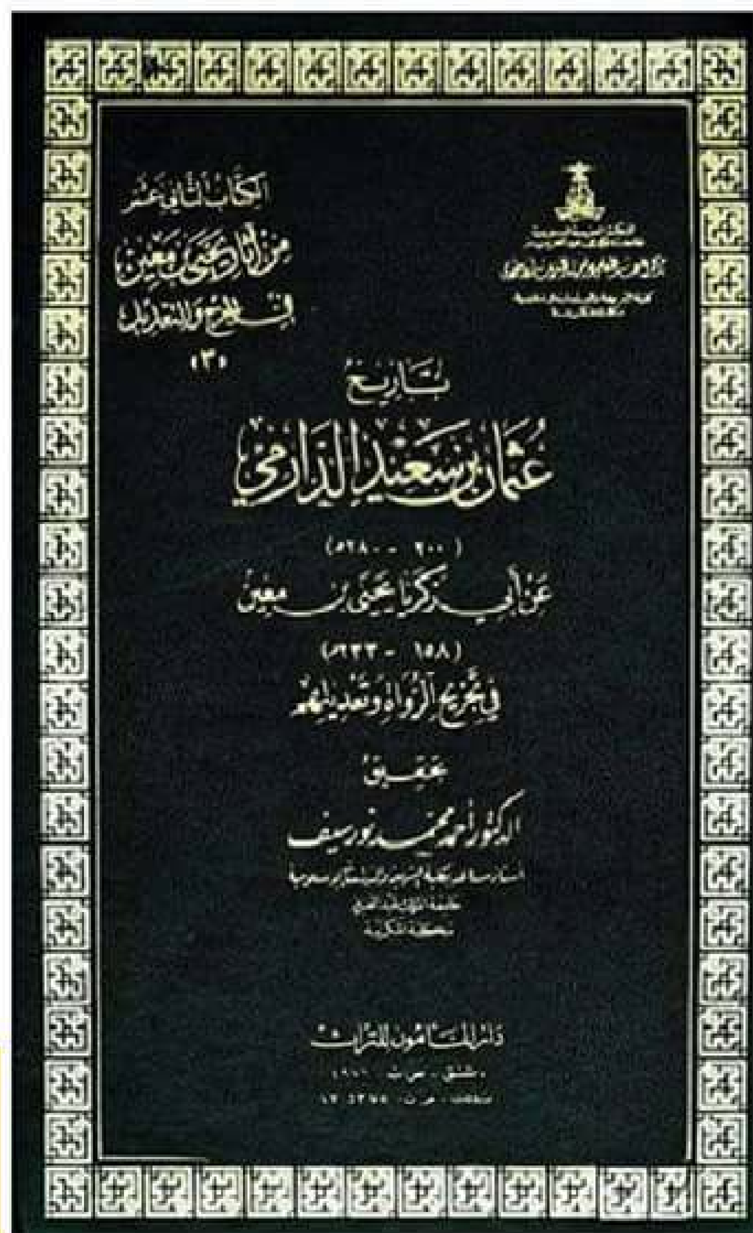
٤١٧ ـ وسألته / ١٥ أ / عن شِمْر بن عطية؟ فقال: ثقة.

٤١٨ ـ قلت: فشُمَيْسة تلك[2].؟ فقال: ثقة[3].

---

٤١٥ ـ الكامل ٨٧ ب. الجرح ١ / ١ / ٢٩٤. تاريخ بغداد ٧ / ٣٥. تهذيب الكمال ٥٦ ب.
٤١٦ ـ الكامل ٤٦٧ أ. تهذيب الكمال ٢٦٥ ب. تهذيب ٤ / ٣٠١. وانظر الرقم ١٠٨.
٤١٧ ـ الجرح ٢ / ١ / ٣٧٦.
٤١٨ ـ أقوال يحيى ٣٣٤. الجرح ٢ / ١ / ٣٩١. تهذيب الكمال ٨٤٢ ب. تهذيب ١٢ / ٤٢٨.

(١) شبابة بن سوّار المدائني، أصله من خراسان. يقال: كان اسمه مروان. ثقة حافظ. رمي بالإرجاء. من التاسعة ٢٠٤ / ع. تقريب ١ / ٣٤٥.
(٢) هكذا في الأصل.
(٣) قال ابن أبي حاتم: روى عنه شعبة. ثم ساق هذا النص قال المحقق: الصواب روى عنها. وهي مذكورة في التهذيب. ولم يذكر المزي ولا ابن حجر توثيق ابن معين لها، كأنها لم يعثرا على ذكرها في أسماء الرجال. اهـ الجرح.



کیجیے ان کی طرف کسی فرشتہ کو نبی اور رسول بنا کر نہیں بھیجا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے
لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا یعنی اے کفار! تمہارا یہ مطالبہ بے جا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری ہدایت اور اصلاح مقصود ہوتی تو کسی فرشتے کو ہمارے پاس نبی اور رسول بنا کر بھیجتا۔ ضروری تھا کہ ایک ہمارے جیسے بشر اور انسان کو ہمارے لیے نبی اور رسول بنایا جاتا کیونکہ نبی اور امت میں مناسبت ضروری ہوتی ہے لہذا زمین میں فرشتے موجود ہوتے اور ان کی ہدایت اور اصلاح مقصود ہوتی تو ہم ان کی طرف فرشتے رسول بنا کر بھیجتے قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا لیکن چونکہ تم اہل زمین انسان ہو جن کی رشد و ہدایت کا بندوبست مقصود ہے تو اس صورت میں اگر ہم کسی فرشتہ کو بھی نبی اور رسول بنائیں گے تو اسے بشر اور مرد بنا کر ہی بھیجیں گے۔ کیا دیکھتے نہیں ہو کہ جب انبیاء علیہم السلام کی باطنی قوت اور روحانی استعداد و صلاحیت اپنے معراج کمال کو پہنچ جاتی ہے اور ان کی طبیعت اور فطرت میں استعداد اور روشن اور منیر ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ اگر فطری استعداد کا زیتون آگ لگائے بغیر جل اٹھے اور روشن ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف ملائکہ کو مبعوث فرماتا ہے اور ان میں سے جو اعلیٰ درجہ کی استعداد باطنی اور روحانی صلاحیت کے مالک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ براہ راست اور بلا واسطہ کلام فرماتا ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میقات میں سر طور اور محمد کریم ﷺ کے ساتھ شب معراج کو لامکان میں کلام فرمایا"

بیضاوی علیہ الرحمہ نے یہاں پر وارد ہونے والے ایک سوال کا اجمالی طور پر جواب دیا تھا اور علامہ سید محمود آلوسی نے روح المعانی میں اور فاضل سیالکوٹی مولانا عبدالحکیم صاحب نے بیضاوی شریف کے حاشیہ میں اس سوال و جواب کو مفصل طور پر بیان فرمایا ہے۔

سوال:

طلیلہ اور غائب کی ضرورت تین صورتوں میں ہوتی ہے یا اصل غائب ہو، یا وہ اکیلے

تحقیقات

العلماء الکرام والائمۃ الاعلام
فی نبوۃ سید الانام ﷺ
فی عالمی الارواح والاجسام

مصنف

علامہ محمد اشرف سیالوی

جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام یونیورسٹی روڈ سرگودھا

رسول اللہ ﷺ نور نہیں نور ہدایت ہیں اور بشر ہیں

نور حسی سے نور علم اور نور ہدایت افضل ہوتا ہے

بریلوی غلام رسول سعیدی تبیان القرآن جلد ۷ صفحہ ۲۶۴ میں لکھتا ہے:

قرآن مجید میں آپ ﷺ پر نور کا اطلاق کیا گیا ہے اس سے مراد نور ہدایت ہے۔

بعض علماء اس نظریہ کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مادہ خلقت نور تھا اور بشریت آپ کا محض لباس تھا اور نور ہونا بشریت کے منافی نہیں ہے کیونکہ حضرت جبریل نور تھے اور حضرت مریم کے پاس بشری شکل میں آئے تھے' لیکن اس پر یہ کلام ہے کہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم ہی میں سے مبعوث کیا گیا ہے اور ہم نوع انسان سے ہیں اور بشر ہیں' عقیدہ کا مدار قطعی دلیل پر ہوتا ہے اور قرآن مجید میں یا کسی حدیث صحیح متواتر میں یہ وارد نہیں ہے کہ آپ کا مادہ خلقت نور ہے' شرح صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۰۴-۹۵' تبیان القرآن المائدہ: ۱۵' الکھف: ۱۱۰ میں ہم نے اس کی مکمل تحقیق کی ہے' البتہ قرآن مجید میں آپ پر نور کا اطلاق کیا گیا ہے اس سے مراد نور ہدایت ہے اور نور حسی سے بھی آپ کو وافر حصہ دیا گیا ہے۔ بشری کثافتوں سے آپ منزہ تھے' آپ کے تمام فضلات طیب وطاہر تھے اور آپ کے دانتوں کی جھریوں سے نور کی طرح کوئی چیز نکلتی تھی۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آپ نور حسی اور معنوی ہر ایک کی اصل ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ نبی صرف مرد ہوتا ہے اور نور میں مرد اور عورت نہیں ہوتے' اور نور حسی سے نور علم اور نور حدایت افضل ہے۔ نور حسی جیسے چراغ اور سورج اور چاند کا نور ہے جس سے دنیاوی اندھیرا دور ہوتا ہے اور نور ہدایت جیسے قرآن مجید اور انبیاء علیہم السلام کا نور ہے جس سے کفر کا اندھیرا دور ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق یہی نور ہے۔

بعض علماء اس نظریہ کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مادہ خلقت نور تھا اور بشریت آپ کا محض لباس تھا اور نور ہونا بشریت کے منافی نہیں ہے کیونکہ حضرت جبریل نور تھے اور حضرت مریم کے پاس بشری شکل میں آئے تھے' لیکن اس پر یہ کلام ہے کہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم ہی میں سے مبعوث کیا گیا ہے اور ہم نوع انسان سے ہیں اور بشر ہیں' عقیدہ کا مدار قطعی دلیل پر ہوتا ہے اور قرآن مجید میں یا کسی حدیث صحیح متواتر میں یہ وارد نہیں ہے کہ آپ کا مادہ خلقت نور ہے' شرح صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۰۴-۹۵' تبیان القرآن المائدہ: ۱۵' الکھف: ۱۱۰ میں ہم نے اس کی مکمل تحقیق کی ہے' البتہ قرآن مجید میں آپ پر نور کا اطلاق کیا گیا ہے اس سے مراد نور ہدایت ہے اور نور حسی سے بھی آپ کو وافر حصہ دیا گیا ہے۔ بشری کثافتوں سے آپ منزہ تھے' آپ کے تمام فضلات طیب وطاہر تھے اور آپ کے دانتوں کی جھریوں سے نور کی طرح کوئی چیز نکلتی تھی۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آپ نور حسی اور معنوی ہر ایک کی اصل ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ نبی صرف مرد ہوتا ہے اور نور میں مرد اور عورت نہیں ہوتے' اور نور حسی سے نور علم اور نور حدایت افضل ہے۔ نور حسی جیسے چراغ اور سورج اور چاند کا نور ہے جس سے دنیاوی اندھیرا دور ہوتا ہے اور نور ہدایت جیسے قرآن مجید اور انبیاء علیہم السلام کا نور ہے جس سے کفر کا اندھیرا دور ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق یہی نور ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مریم نے کہا میں تم سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تم اللہ سے ڈرنے والا ہے○ فرشتہ نے کہا میں تو صرف تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں تمہیں ایک پاکیزہ بیٹا دوں○ (مریم ۱۸-۱۹)

فرشتہ سے ہم کلام ہونا حضرت مریم کی نبوت کو مستلزم نہیں

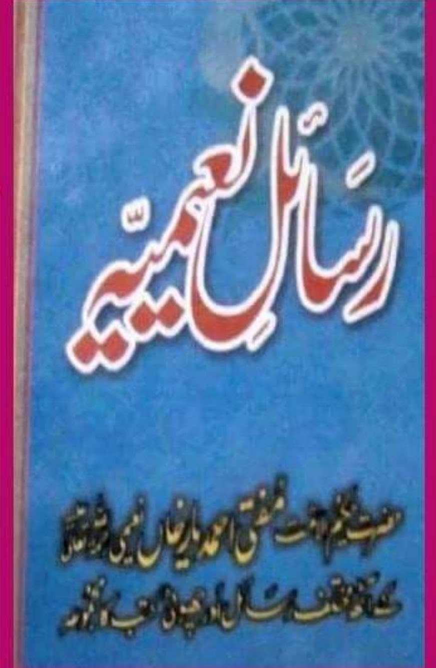
تبیان القرآن

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

فرید بک سٹال
۳۸ اردو بازار لاہور

بریلوی عالم نے خد اعتراف کر لیا کے حضورؐ رب کے نور کا تکڈا نہی



إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا۔

ہم نے انسان کو ملی ہوئی منی سے پیدا فرمایا۔ آزمائش کو ۔ پھر اسے سمیع و بصیر فرمایا۔

تمام صفات یہی حال ہے کہ رب تعالے بذاتِ خود بغیر کسی کی عطا کے صفات سے موصوف اور دوسری مخلوق عطائی طور پر رب تعالیٰ کے بنانے سے ان صفات سے عارضی موصوف ہے لفظ مشترک ہیں مگر معنی میں بڑا فرق ہے۔

۵۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے رب کا نور ہونے کے نہ تو یہ معنی ہیں کہ حضور خدا کے نور کا ٹکڑا ہیں نہ یہ کہ رب کا نور حضور کے نور کا مادہ ہے نہ یہ کہ حضور علیہ السلام خدا کی طرح ازلی ابدی ذاتی نور ہیں۔ نہ یہ کہ رب تعالیٰ حضور میں سرایت کر گیا ہے تاکہ شرک و کفر لازم آئے۔ بلکہ صرف یہ معنی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بلاواسطہ رب سے فیض حاصل کرنے والے ہیں اور تمام مخلوق حضور کے واسطے سے رب کا فیض لینے والی۔ جیسے ایک چراغ سے دوسرا چراغ جلا کر پھر دوسرے چراغ سے ہزاروں چراغ لگالو۔ یا ایک شیشہ سورج کے سامنے رکھو کہ وہ چمک جاوے پھر اسے ان شیشوں کی طرف کردو جو تاریک کوٹھری میں ہیں تو اس کے عکس سے تمام شیشے جگمگا جاویں گے۔ ظاہر ہے کہ پہلے شیشے میں نہ تو سورج اتر کر آ گیا نہ اس کا ٹکڑا کٹ کر شیشہ میں سما گیا۔ بلکہ صرف یہ ہوا کہ پہلے شیشے نے بلاواسطہ سورج سے روشنی حاصل کی اور باقی تمام نے اس شیشہ سے۔ کہ اگر یہ پہلا شیشہ درمیان میں نہ ہو تو ساری کوٹھڑی والے شیشے تاریک اور اندھیرے رہ جائیں۔ اس کی مثال یہ سمجھو کہ رب تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا :

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ۔

اور جب میں انہیں درست کر دوں اور ان میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب ان کے لئے سجدے میں گر جانا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا :

ہم دیوبندی پہلے سے ہی کہتے تھے۔۔۔۔۔کم سے کم اپنے عالموں کو پڑھوں

مقالاتِ کاظمی

از

امامِ اہلسنّت غزالیِ زماں
رازیِ دوراں حضرت علامہ

سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز

ناشر

کاظمی پبلی کیشنز جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

وَالرُّوْحُ النَّبَوِيَّةُ الْقُدْسِيَّةُ لُمْعَةٌ مِنْ نُوْرِهٖ وَالْمَلٰئِكَةُ شَرَرُ تِلْكَ الْاَنْوَارِ وَقَالَ ﷺ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَغَيْرُهٗ مِمَّا فِیْ مَعْنَاهُ" یعنی عقائد میں اہل سنت کے امام سیدنا ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے کہ کسی نور کی مثل نہیں اور حضور ﷺ کی روح مقدسہ اسی نور کی چمک ہے اور فرشتے انہی انوار سے جھڑے ہوئے پھول ہیں اور رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔

اس حدیث کے علاوہ اور بھی حدیثیں اس مضمون میں وارد ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں فرمایا "درحدیث صحیح وارد شد کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ (مدارج النبوۃ جلد۲ صفحہ۲)" پھر حدیث جابر کا مضمون بیان فرمایا۔ کثیر التعداد جلیل القدر ائمہ کا اس حدیث کو قبول کرنا، اس کی تصحیح فرمانا، اس پر اعتماد کر کے اس سے مسائل کا استنباط کرنا اس کے صحیح ہونے کی روشن دلیل ہے۔ خصوصاً سیدنا عبدالغنی نابلسی رضی اللہ عنہ کا حدیقہ ندیہ کے مبحث ثانی نوع ستین من آفات اللسان فی مسئلة ذم الطعام میں اس حدیث کے متعلق "اَلْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ" فرمانا صحت حدیث کو زیادہ واضح کر دیتا ہے۔ ان مختصر جملوں سے ان حضرات کو مطمئن کرنا مقصود ہے جو اس حدیث کی صحت میں متردد رہتے ہیں۔

اس حدیث میں نور کی اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے (زرقانی جلد اول صفحہ ۴۶) حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے نور پاک یعنی ذاتِ مقدسہ کو اپنے نور یعنی اپنی ذاتِ مقدسہ سے پیدا فرمایا، اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کی ذات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کا مادہ ہے یا نعوذ باللہ! حضور کا نور اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذَالِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا اگر کسی ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے۔ اس لئے کہ

علیہ وسلم کا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنا یا ھَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا کہنا اور انبیار کا اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنا اپنی ذات کے واسطے تواضعاً جائز ہے۔ لیکن ہم اُمتیوں کو انبیار علیہم السلام کی شان میں خصوصاً نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں اپنی مثل بشر کہنا توہین انبیار میں گرفتار ہونا ہے۔ اور سنتِ ابلیسی کے پیرو ہونا ہے۔ کیونکہ سب مخلوق سے پہلے شیطان نے آدم علیہ السلام کو لفظ بشر استعمال کیا۔ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَالَکَ اَلَّا تَکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ اے ابلیس تجھے کیا ہوا۔ تُونے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا یعنی سجدہ نہ کیا۔ تو اُس نے جواب دیا را) لَمْ اَکُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ میرے لئے یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تُو نے کیچڑ بجتے ہوئے سے پیدا کیا۔ ان کلمات سے ابلیس نے آدم علیہ السلام کی ڈبل توہین کی۔ آپ کو بشر کہا پھر خاکی کہا جب اُس نے یہ الفاظ آدم علیہ السلام کی نسبت استعمال کئے۔ حالانکہ نقل الفاظ خداوندی تھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے فرمایا فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ۔ تو نکل جا اُس (جنت) سے تو مردود ہے اور بلاشک تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

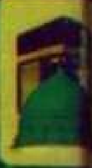
شیطان نے جب اس حکم خداوندی کو سُنا تو عذر نہ کرسکا کہ میں نے تیری بیان کردہ حقیقت کو دہرایا ہے۔ تُو نے بھی تو اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا کہا تھا۔ میں نے کہدیا تو کیا ہوا وہ سمجھ چکا تھا۔ کہ یہ الفاظ شانِ خداوندی کے لائق تھے۔ میرا کہنا گستاخی ہے۔ اور اسی گستاخی پر اڑا رہا۔ ایسے ہی تم بھی یہی الفاظ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی گستاخی میں استعمال کرکے لعنت کا طوق پہن کر اُلٹے دلائل پیش کرتے ہو۔

۱۴ قرآن کریم میں کئی مقام پر اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا۔ کہ کفار اپنے زمانہ کے انبیار پر مثل بشر کہتے آئے۔ تمام قرآن کریم میں یہ ثابت نہیں کہ کسی اُمتی نے بھی اپنے نبی علیہ السلام کو بشر کا خطاب کیا ہو۔ نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا۔

قُلْ لَوْ اِنَّمَا هُوَ بَشَرٌ مِّثْلُنَا اے لوگو تم کہا کرو کہ حضور علیہ السلام ہم جیسے بشر ہیں۔ بلکہ قل میں اس جانب اشارہ ہے کہ بشر وغیرہ کلمات تم کہہ دو ہم تو نہ کہیں گے۔ ہم تو فرمائیں گے۔ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ہم تو فرمائیں گے یٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ یٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ وغیرہ ہم تو آپ کی شان بڑھائیں گے آپ انکسارًا یہ فرما سکتے ہیں۔ نیز اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں۔ شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہی ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے ہم مسلمانوں سے فرمایا گیا اَيُّكُمْ مِثْلِيْ۔ طوطے کے سامنے آئینہ رکھ کر اور خود آئینہ کے پیچھے کھڑے ہو کر بولتے ہیں تاکہ طوطا اپنا عکس آئینہ میں دیکھ کر سمجھے کہ یہ میرے جنس کی آواز ہے انبیائے کرام رب کا آئینہ ہیں آواز و زبان ان کی ہوتی ہے اور کلام رب کا۔ گفت من آئینہ مصقول دوست۔ یہ عکس کا لحاظ ہے دوسرے اس طرح کہ مِثْلُكُمْ پر آیت ختم نہ ہوئی بلکہ آگے ارشاد ہے يُوْحٰۤى اِلَيَّ۔ يُوْحٰۤى اِلَيَّ کی قید ایسی ہے جیسے ہم کہیں کہ زید دیگر حیوانات کی طرح حیوان ہے مگر ناطق ہے تو ناطق کی قید نے زید اور دیگر حیوانات میں ذاتی فرق پیدا کر دیا کہ اس قید سے زید تو اشرف المخلوقات انسان ہوا۔ اور دوسرے حیوانات اور شئے اسی طرح وحی کی صفت نے نبی اور امتی میں بہت بڑا فرق بنا دیا۔ حیوان اور انسان میں صرف ایک درجہ کا فرق ہے مگر بشریت اور شان مصطفوی میں ۲۷ درجہ فرق ہے اولاً محض بشر پھر شہید پھر متقی پھر ولی پھر ابدال پھر اوتاد پھر قطب پھر غوث پھر غوث الاعظم پھر تابعی پھر صحابی پھر مہاجر پھر صدیق پھر نبی پھر رحمۃ للعالمین وغیرہ یہ ۲۷ مراتب کا اجمالی ذکر ہے۔ تفصیل دیکھنا ہو تو ہماری کتاب شان حبیب الرحمان میں ملاحظہ کرو۔ تو عام بشر اور مصطفیٰ علیہ السلام میں شرکت کیسی!؟ شرکت تو ایسی بھی نہیں جیسی کہ جنس عالی یا کسی عرض عام کے افراد کو انسان سے ہے یہ تو ایسا ہوا کہ کوئی کہے اللہ ہماری طرح موجود ہے۔ اللہ ہماری طرح سمیع و بصیر ہے کیونکہ کلمہ موجود و علیم ہر جگہ بولا جاتا ہے؟ جس طرح ہماری موجودیت اور رب کی موجودیت میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ ایسے ہی ہماری بشریت اور محبوب علیہ السلام کی بشریت میں کوئی نسبت نہیں سے مولانا مثنوی میں فرماتے ہیں۔

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر   بہر حق سوئے غریباں یک نظر

حضور علیہ السلام کی بشریت ہزار ہا جبریلی حیثیت سے اعلیٰ ہے۔



اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ارشادات کا مجموعہ

مسمّٰی بنام تاریخی

الملفوظ ۱۳۳۸ھ

معروف بہ

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

(مع تخریج و تسہیل)

(حصہ اوّل)

مؤلف: شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا

محمد مصطفٰے رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن







پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

مکتبۃ المدینہ

فیضان مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ کراچی، پاکستان

فون: 4921389-93/4126999 فیکس: 4125858

SC1286

سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا گیا؟

مولانا عبدُ الحکیم صاحب صِدّیقی میرٹھی (علیہ رحمۃ اللہ القوی) حاضرِ خدمت تھے انہوں نے

عرض کی: حُضُور سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی گئی؟

ارشاد: حدیث میں ارشاد فرمایا:

یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ قَدْخَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ (کشف الخفاء، ج ۱، تحت الحدیث ۸۲۶، ص ۲۳۷)

اے جابر بے شک **اللہ** سُبْحَانَہٗ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نُور اپنے نُور سے پیدا فرمایا۔

عرض: حضور میری مُراد دُنیا کی ہر چیز سے پہلے سے ہے۔

ارشاد: ربُّ الْعِزَّت تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ نے چار روز میں آسمان اور دو دن میں زمین (بنائی)۔ یک شنبہ تا چہار شنبہ (یعنی اتوار تا بدھ) آسمان، و پنجشنبہ (یعنی جمعرات) تا جمعہ زمین نیز اس جمعہ میں بَیْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِب (یعنی عصر و مغرب کے درمیان) آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو پیدا فرمایا۔ [1]

[1]: اس جواب میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت نے دو باتیں ارشاد فرمائیں (ایک) آسمان کا زمین سے پہلے پیدا ہونا اور (دوسرا) 4 دن میں آسمان اور 2 دن میں زمین کا پیدا ہونا۔

آسمان کا زمین سے پہلے پیدا ہونا: قرآن پاک کی چار آیات میں زمین و آسمان کی تخلیق کا ذکر ہے۔

قُلْ اَئِنَّکُمْ لَتَکْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَہٗ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِکَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (پ ۲۴، حٰم السجدۃ: ۹)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ کیا تم لوگ اس کا انکار رکھتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو وہ ہے سارے جہان کا رب۔

اور......

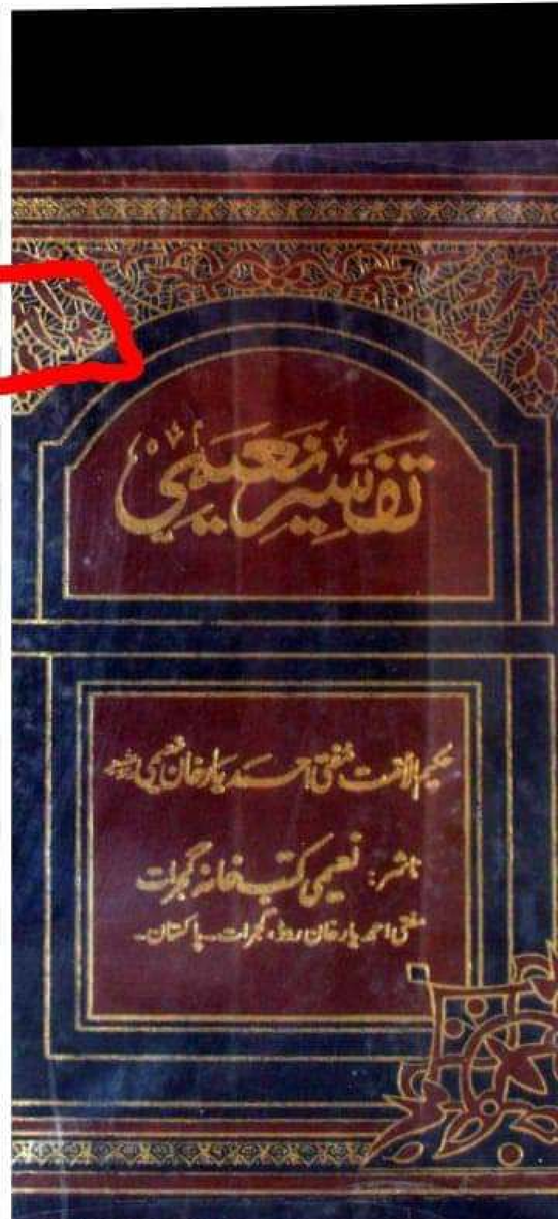
اگر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور من نور اللہ ہیں تو ساری مخلوق بھی نور ہے

دوسری توجیہہ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ صرف حق تعالیٰ ہی موجود ہے۔ دنیا کی سب چیزیں اس کا سایہ اور اعتبار ہیں اور سائے کی تعریف حقیقت میں سائے والے کی تعریف لہٰذا جس کی تعریف کرو رب ہی کی تعریف ہے کیونکہ وہ اس کے وجود ہی کا ظل ہے۔ حقیقت محمد یہ اس کا اعتبار اول باقی سارا عالم اس کے اعتبارات۔ بلاتشبیہ یوں سمجھو کہ دھوپ میں ایک آئینہ رکھا ہے جس میں آفتاب کا عکس آ رہا ہے۔ اس کے مقابلے میں کسی کوٹھڑی میں بہت سے رنگ برنگ آئینے رکھے ہیں اس آئینے کی وجہ سے ان تمام آئینوں میں آفتاب کے عکس پہنچ رہے ہیں۔ لیکن چونکہ ان کے رنگ الگ الگ ہیں لہٰذا مختلف رنگ سے سورج کے عکس نظر آ رہے ہیں۔ دیکھو اصل تو وہ آفتاب ہے جو آسمان پر چمک رہا ہے۔ اس کا پہلا سایہ دھوپ والے آئینے میں ہے اور اس کے دیئے ہوئے عکس کوٹھڑی کے سارے آئینوں میں ہیں۔ اب ان عکسوں میں سے جس کے حسن و جمال اور نور کی تعریف کرو وہ حقیقت میں آسمان والے اصل سورج کی تعریف ہے۔ اسی طرح حقیقی نور حق تعالیٰ۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ حقیقت محمد یہ پہلا آئینہ باقی سارا عالم وہ کوٹھڑی والے رنگ برنگ [illegible] آئینے ہیں اب اگر ان میں [illegible] کوٹھڑی کے آئینے سب بے نور رہ جائیں اس حدیث کا یہی مطلب [illegible] کہ اَنَا نُوْرٌ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَ کُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ لہٰذا ثابت ہوا کہ ساری حمد اللہ کی ہے کیونکہ وہ خود ہی حامد اور خود ہی محمود اور خود ہی حمد ہے۔ [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذرے ذرے میں موجود ہونے کا مسئلہ حل ہو گیا اس مسئلہ کو صوفیائے کرام مسئلہ وحدت الوجود کہتے ہیں حقیقت میں یہ مسئلہ کسی حال والے سے سمجھنا چاہئے قال کا دائرہ بہت تنگ ہے۔

مسائل فقیہه: جمعہ کے خطبہ میں حمد پڑھنا واجب ہے اور خطبہ نکاح اور دعاء اور ہر جائز کام کے اول اور آخر میں ہر کھانے پینے کے بعد حمد کرنا مستحب ہے۔ چھینک آنے کے بعد حمد کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

اعتراضات

اعتراض: آریوں نے اس پر چند اعتراض کئے ہیں ایک تو یہ کہ یہ کلام اللہ کا نہیں کسی بندے کا بنایا ہوا ہے۔ اگر خدا کا ہوتا تو اس طرح ہوتا۔ اَلْحَمْدُ لِیْ دوسرے یہ کہ آگے آ رہا ہے ہم تجھی کو پوجتے ہیں۔ رب کس کو پوجتا ہے۔ تیسرے یہ کہ خدا اپنی تعریف اپنے آپ کرے یہ غرور ہے اور غرور کرنا اور شیخی مارنا بری بات ہے۔ **جواب:** یہ کلام اللہ کا ہے اور اپنے بندوں سے کہلوانے کیلئے اس طرح بولا گیا ہے۔ جیسے استاد شاگرد کو سامنے بٹھا کر کتاب خود پڑھتا ہے تا کہ شاگرد بھی اسی طرح پڑھے۔ نیز کبھی حاکم دوسرے کی زبان میں بات کرتا ہے۔ ممبری کے فارم چھپوائے جاتے ہیں۔ اس کی عبارت اس طرح ہوتی ہے کہ "میں اقرار کرتا ہوں کہ سارے قوانین کی پابندی کروں گا۔ ہمیشہ خیر خواہ رہوں گا۔ وغیرہ وغیرہ دیکھو ان فارموں کا مضمون بنانے والا کوئی اور ہے۔ لیکن چونکہ ممبروں سے یہ کہلوانا مقصود ہے اس لئے اس کی زبان میں یہ الفاظ لکھے گئے۔ تو اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے بندو! ہماری بارگاہ میں آ کر ایسے طرح کہا کرو۔ رب تعالیٰ اگر اپنی ذات وصفات خود ہم سے بیان نہ فرماتا تو ہم [illegible] شیخی نہیں [illegible] بادشاہ اپنی رعایا سے کہتا ہے



نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں دن کو پہاڑ نہ سوجھے کروڑ آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے
کس قہر کی آگ تھی جس میں ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو کافروں نے ڈالا کوئی پاس نہ جا سکتا تھا
گوپھن میں رکھکر پھینکا جب آگ کے مقابل پہنچے جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم حاضر ہوئے
اور عرض کی ابراہیم کچھ حاجت ہے۔ فرمایا ہے۔ مگر نہ تم سے۔ عرض کی پھر اسی سے کہیے جس سے
حاجت ہے فرمایا عِلْمُہٗ بِحَالِیْ کَفَانِیْ عَنْ سُؤَالِیْ اظہار احتیاج خود آنجا چہ حاجت است
ارشاد ہوا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا ابراہیم
پر اس ارشاد کو سن کر روئے زمین پر جتنی آگیں تھیں سب ٹھنڈی ہوگئیں کہ شاید مجھی سے
فرمایا جاتا ہو اور یہ تو ایسی ٹھنڈی ہوئی کہ علما فرماتے ہیں کہ اگر اس کے ساتھ وَسَلٰمًا کا لفظ نہ
فرمادیا جاتا کہ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا تو اتنی ٹھنڈی ہوجاتی کہ اسکی ٹھنڈک ایذا دیتی۔

عقائدِ متعلقہ نبوت

مسلمان کیلیے جسطرح ذات و صفات کا جاننا ضروری ہے کہ کسی ضروری کا انکار یا محال کا اثبات
اسکا فر نہ کردے اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لیے کیا جائز ہے اور کیا واجب
اور کیا محال کہ واجب کا انکار اور محال کا اقرار موجب کفر ہے اور بہت ممکن ہے کہ
آدمی نادانی سے خلاف عقیدہ رکھے یا خلاف بات زبان سے نکالے اور ہلاک
ہوجائے **عقیدہ ١** نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو
اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملٰئکہ میں بھی رسول ہیں **عقیدہ ٢** انبیا سب بشر
تھے اور مرد نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت **عقیدہ ٣** اللہ عزوجل پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں
اُس نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیا بھیجے **عقیدہ ٤** نبی ہونے
کے لیے اُس پر وحی ہونا ضروری ہے خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ
عقیدہ ٥ بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْن

بہارِ شریعت

حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ

قادری کتاب گھر
اسلامیہ مارکیٹ، بریلی شریف

1

يَا اَبَا بَكْرٍ لَمْ يَعْرِفْنِيْ حَقِيْقَةً غَيْرُ رَبِّيْ (حدیثِ نبوی)

تم ذاتِ خدا سے نہ جُدا ہو نہ خُدا ہو ۔۔۔ اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیئے کیا ہو

آنحضرت بتمام از فرق تا قدم ہمہ نور بود (مدارج)

عقیدۃُ الصّالحین فی نورِ سیّد المرسلین

از قلم

مناظرِ اسلام حضرت صوفی سردار محمد نشان

ناظم مدرسہ جامعہ قادریہ محلہ بلال پارک گلی کامونکی ضلع گوجرانوالہ

نورانی کتب خانہ ۔ کامونکی

سوال :- جناب نے صرف نور والی آیات ہی نقل کی ہیں - اور بشریت والی نقل کرنا قصداً چھوڑ گئے - سورہ کہف میں صریحاً آیت موجود ہے - قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اس آیت سے نبی پاک کا ہماری مثل ہونا بشر ثابت ہے - اور آپ نور کی بار بار رٹ لگا رہے ہیں -

جواب - جناب میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نوری بشر مانتے ہیں - اگر آپ کی حقیقت بشری ہے تو جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ثابت کریں - باقی جناب کی نقل کردہ آیت بھی جناب کے منافی ہے - لو خود صیاد اپنے جال میں پھنس گیا - سورہ کہف کی آیت کے الفاظ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور عاجزی کہے ہیں - اکثر مفسرین یہی فرماتے ہیں - لیجئے جناب کی تسلی کے واسطے جناب کے مسلم بزرگ اسماعیل دہلوی کی عبارت نقل کئے دیتا ہوں عبارت پوری یوں ہے -

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَلَا يَخْفٰى اَنَّ الْمُخَاطَبِيْنَ بِقَوْلِهٖ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ هُمُ الْمُشْرِكُوْنَ فَكَيْفَ مَثَّلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْبَشَرِيَّةِ نَبِيَّهٗ بِالْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ ثَبَتَ نَجَاسَتُهُمْ فِى الْقُرْاٰنِ - تفویۃ الایمان صـ۲۱۷

ترجمہ :- اے نبی اُن سے کہہ دے کہ میں بھی تم جیسا ایک آدمی ہوں - مجھ پر اس بات کی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود خدائے یکتا ہے - اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مِثْلُكُمْ کا خطاب مشرکین کی طرف ہے - پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بشریت میں ان مشرکوں کے برابر کیوں کر دیا جن کی نجاست قرآن سے ثابت ہے - کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے - کہ مشرک ناپاک ہیں -

لیجئے ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمایئے جو جناب کے بھی مسلم بزرگ ہیں -

8

تحقیقات

العلماء الکرام والائمۃ الاعلام
فی نبوۃ سید الانام ﷺ
فی عالمی الارواح والاجسام

مصنف
اشرف العلماء شیخ الحدیث
علامہ محمد اشرف سیالوی زید مجدہ العالی

جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام یونیورسٹی روڈ سرگودہا

سے احکام اور اوامر ونواہی وصول کر سکتے تھے اور اسی استعداد وصلاحیت میں ضعف اور کمزوری کیوجہ سے ان کی طرف کسی فرشتہ کو نبی اور رسول بنا کر نہیں بھیجا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا یعنی اے کفار! تمہارا یہ مطالبہ بے جا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری ہدایت اور اصلاح مقصود ہوتی تو کسی فرشتے کو ہمارے پاس نبی اور رسول بنا کر بھیجتا۔ ضروری تھا کہ ایک ہمارے جیسے بشر اور انسان کو ہمارے لیے نبی اور رسول بنایا جاتا کیونکہ نبی اور امت میں مناسبت ضروری ہوتی ہے لہذا زمین میں فرشتے موجود ہوتے اور ان کی ہدایت اور اصلاح مقصود ہوتی تو ہم ان کی طرف فرشتے رسول بنا کر بھیجتے قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا لیکن چونکہ تم اہل زمین انسان ہو جن کی رشد وہدایت کا بندوبست مقصود ہے تو اس صورت میں اگر ہم کسی فرشتہ کو بھی نبی اور رسول بنائیں گے تو اسے بشر اور مرد بنا کر ہی بھیجیں گے۔ کیا دیکھتے نہیں ہو کہ جب انبیاء علیہم السلام کی باطنی قوت اور روحانی استعداد وصلاحیت اپنے معراج کمال کو پہنچ جاتی ہے اور ان کی طبیعت اور فطرت میں استعداد مزید روشن اور مستنیر ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ انکی فطری استعداد کا زیتون آگ لگائے بغیر جل اٹھے اور روشن ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف ملائکہ کو مبعوث فرماتا ہے اور ان میں سے جو اعلیٰ درجہ کی استعداد باطنی اور روحانی صلاحیت کے مالک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ براہ راست اور بلا واسطہ کلام فرماتا ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میقات میں سر طور اور محمد کریم ﷺ کے ساتھ شب معراج کو لامکان میں کلام فرمایا"۔

بیضاوی علیہ الرحمہ نے یہاں پر وارد ہونے والے ایک سوال کا اجمالی طور پر جواب دیا تھا اور علامہ سید محمود آلوسی نے روح المعانی میں اور فاضل سیالکوٹی مولانا عبدالحکیم صاحب نے بیضاوی شریف کے حاشیہ میں اس سوال وجواب کو مفصل طور پر بیان فرمایا ہے۔

بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١٤﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا
جو کچھ کرتے تھے ف۵۳ اے کتاب والو ف۵۴ بے شک تمہارے پاس ہمارے
يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ
رسول ف۵۵ تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں ف۵۶ اور بہت
كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾ يَّهْدِيْ بِهِ
سی معاف فرماتے ہیں ف۵۷ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ف۵۸ اور روشن کتاب ف۵۹ اللہ اس
اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ
ہدایت دیتا ہے اُسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے ساتھ اور انہیں اندھیریوں سے روشنی کی طرف
اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٦﴾ لَقَدْ
لے جاتا ہے اپنے حکم سے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے بے شک
كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ
کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے ف۶۰ تم فرما دو
فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ
پھر اللہ کا کوئی کیا کر سکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کر دے مسیح
ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ
بن مریم اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو ف۶۱ اور اللہ ہی کے لیے ہے

(۵۳) یعنی روز قیامت وہ اپنے کردار کا بدلہ پائیں گے (۵۴) یہود و نصاریٰ (۵۵) سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (۵۶) جیسے کہ آیت رجم اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور حضور کا اس کو بیان فرمانا معجزہ ہے (۵۷) اور ان کا ذکر بھی نہیں کرتے نہ ان پر مواخذہ فرماتے ہیں کیونکہ آپ اسی چیز کا ذکر فرماتے ہیں جس میں مصلحت ہو (۵۸) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی (۵۹) یعنی قرآن شریف (۶۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نجران کے نصاریٰ سے یہ مقولہ سرزد ہوا اور نصرانیوں کے فرقہ یعقوبیہ و ملکانیہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ حضرت مسیح کو اللہ بتاتے ہیں کیونکہ وہ حلول کے قائل ہیں اور ان کا اعتقاد باطل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدن عیسیٰ میں حلول کیا معاذ اللہ و تعالیٰ اللہ عما یقولون علوا کبیرا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حکم کفر دیا اور اس کے بعد ان کے مذہب کا فساد بیان فرمایا (۶۱) اس کا جواب یہی ہے کہ کوئی کچھ نہیں کر سکتا تو پھر حضرت مسیح کو اللہ بتانا کتنا صریح باطل ہے



اے محبوبہ اس تہبند شریف کی برکت سے تمہاری آنکھوں سے غیب کے پردے کھل گئے یہ بارش نور تھی نہ کہ پانی کی بارش۔ اس کا بادل اور آسمان ہی دوسرا ہے۔ اے عائشہ یہ کسی کو نظر نہیں آیا کرتی۔ تم نے ہمارے تہبند کی برکت سے اس کو دیکھ لیا۔

ہد ہد کی آنکھ کو یہ طاقت ابراہیم علیہ السلام کی آگ پر پانی ڈالنے کی برکت سے ملی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی صحبت سے۔

(۹) اگر حضور ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو مدینہ پاک حاضر ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

جواب :- جب خدا ہر جگہ ہے تو کعبہ جانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور پھر معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عرش پر جانے کا کیا فائدہ تھا؟ جناب مدینہ منورہ دار السلطنت ہے اور خاص تجلی گاہ جیسے کہ برقی طاقت کیلئے پاور ہاؤس بلکہ اولیاء اللہ کی قبور مختلف پاوروں کے قمقے ہیں ان کی بھی زیارت ضروری ہے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر یا بھائی کہنے کی بحث

اس میں ایک مقدمہ اور دو باب ہیں

مقدمہ

نبی کی تعریف اور ان کے درجات کے بیان میں

عقیدہ :- نبی وہ انسان مرد ہیں جن کو اللہ نے احکام شرعیہ کی تبلیغ کے لئے بھیجا (شرح عقائد) لہذا نبی نہ تو غیر انسان ہو اور نہ عورت۔ قرآن فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ اور ہم نے آپ سے پہلے نہ بھیجا مگر ان مردوں کو جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔

معلوم ہوا کہ جن، فرشتہ، عورت وغیرہ نبی نہیں ہو سکتے۔

عقیدہ : نبی ہمیشہ اعلیٰ خاندان اور عالی نسب میں سے ہوتے ہیں اور نہایت عمدہ اخلاق ان کو عطا ہوتے ہیں ذلیل قوم اور ادنیٰ حرکات سے محفوظ (بہار شریعت) بخاری جلد اوّل کے شروع میں ہے کہ جب ہرقل بادشاہ روم کے پاس حضور علیہ السلام کا فرمان عالی پہنچا کہ اَسْلِمْ

عقائد اہل سنت پر لاجواب دلائل

جاء الحق

مخالفین کے منہ بند کر دینے والی لاجواب تصنیف

تصنیف لطیف

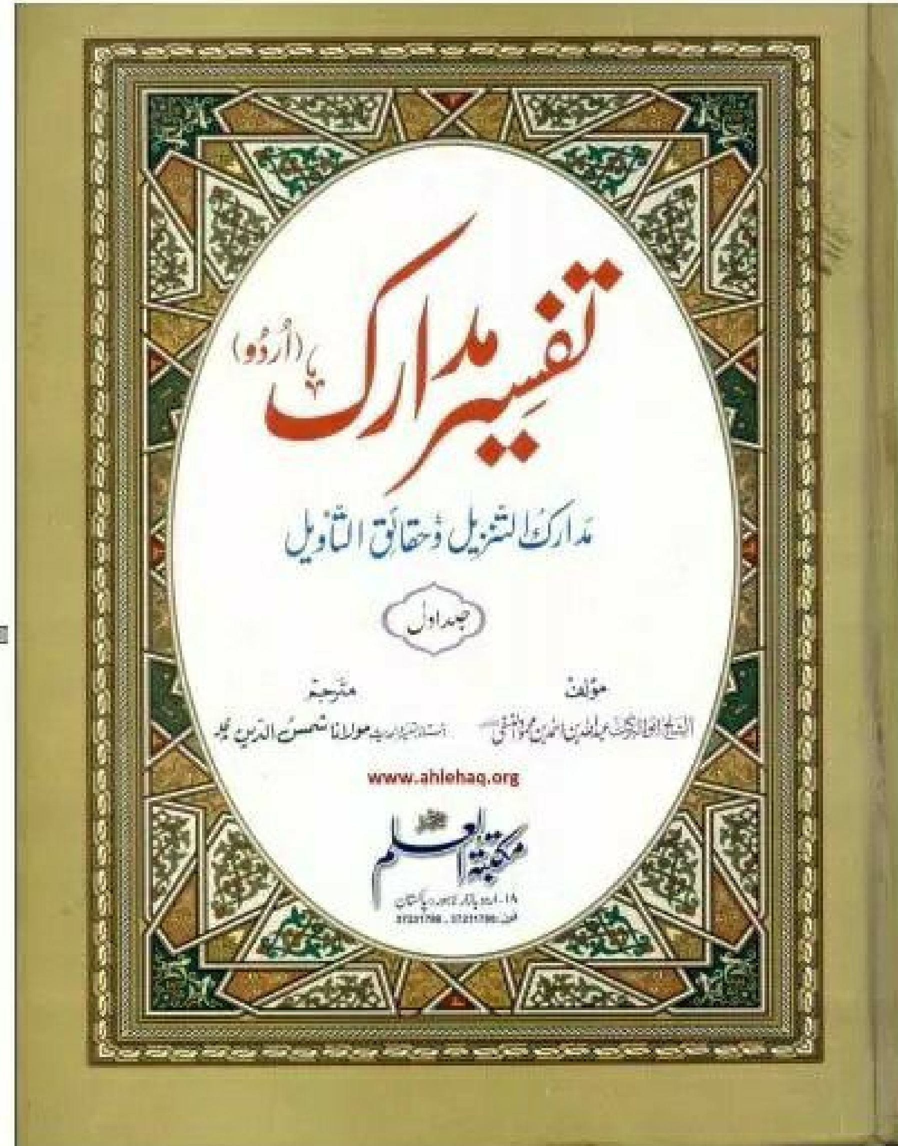
مفسر شہیر حضرت علامہ مفتی

احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

آیت ۱۵: یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ (اے اہل کتاب) یہ یہود و نصاریٰ کو خطاب ہے۔ اور الکتاب جنس ہے اس لیے واحد لائے۔ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا (تحقیق آیا تمہارے پاس ہمارے رسول) سول سے مراد محمد ﷺ ہیں یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتٰبِ (وہ کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تمہارے سامنے وہ بہت سی باتیں جو تم کتاب میں سے چھپاتے تھے) جیسے رسول اللہ ﷺ کی صفات اور حکم رجم وغیرہ۔ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ (اور وہ بہت سے امور سے اعراض کر لیتا ہے) ان میں سے جن کو تم چھپا لیتے ہو۔ وہ بیان نہیں کرتے یا تم میں سے بہت سے لوگوں سے درگزر کرتے ہیں مواخذہ نہیں کرتے۔

نور کی مراد:

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی) نور سے مراد قرآن مجید ہے کیونکہ وہ شرک و شک کی ظلمتوں کو کھولتا ہے۔ جو حق لوگوں پر مخفی تھا اس کو واضح کرتا ہے۔ یا اس لئے نور کہا کہ اس کا معجزہ ہونا ظاہر ہے۔ یا نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ کیونکہ ہدایت آپ ﷺ سے حاصل کی جاتی ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر آپ کو سراج فرمایا گیا۔



فرتے بھی انہیں ان کے اعمال کی پوری تنبیہ عنقریب ہوگی۔ انہوں نے بھی اللہ کی نصیحتوں کو بھلا دیا ہے اور اللہ پر تہمتیں لگائی ہیں۔ اس پر بیوی اور اولاد والا ہونے کا بہتان باندھا ہے۔ یہ قیامت کے دن بری طرح پکڑے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ واحد و احد فرد الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ ہے۔

علمی بددیانتی: ☆☆ (آیت: ۱۵-۱۶) فرماتا ہے کہ رب العلی نے اپنے عالی قدر رسول حضرت محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تمام مخلوق کی طرف بھیج دیا ہے' معجزے اور روشن دلیلیں انہیں عطا فرمائی ہیں۔ جو باتیں یہود و نصاریٰ نے بدل ڈالی تھیں' تاویلیں کر کے دوسرے مطلب بنا لئے تھے اور اللہ کی ذات پر بہتان باندھتے تھے' کتاب اللہ کے جو حصے اپنے نفس کے خلاف پاتے تھے انہیں چھپا لیتے تھے ان سب علمی بددیانتیوں کو یہ رسول' بے نقاب کرتے ہیں۔ ہاں جس کے بیان کی ضرورت ہی نہ ہو بیان نہیں فرماتے۔ مستدرک حاکم میں ہے "جس نے رجم کے مسئلہ کا انکار کیا اس نے بے علمی سے قرآن سے انکار کیا" چنانچہ اس آیت میں اسی رجم کے چھپانے کا ذکر ہے۔

پھر قرآن عظیم کی بابت فرماتا ہے کہ اسی نے اس نبی کریم پر اپنی یہ کتاب اتاری ہے' جو جویائے حق کو سلامتی کی راہ بتاتی ہے' لوگوں کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے جاتی ہے اور راہ مستقیم کی رہبر ہے۔ اس کتاب کی وجہ سے اللہ کے انعاموں کو حاصل کر لینا اور اس کی سزاؤں سے بچ جانا بالکل آسان ہو گیا ہے۔ یہ ضلالت کو مٹا دینے والی اور ہدایت کو واضح کر دینے والی ہے"۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؀

یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ بے شک مسیح ابن مریم اللہ ہی ہے تو ان سے کہہ دے کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم اور اس کی ماں اور روئے زمین کے سب لوگوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کون ہے جو اللہ پر کچھ بھی اختیار رکھتا ہو؟ آسمان و زمین اور ان دونوں کے درمیان کا کل ملک اللہ ہی کا ہے' وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ○

اللہ وحدہ لاشریک ہے: ☆☆ (آیت: ۱۷) اللہ تبارک و تعالیٰ عیسائیوں کے کفر کو بیان فرماتا ہے کہ انہوں نے اللہ کی مخلوق کو الوہیت کا درجہ دے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ شرک سے پاک ہے' تمام چیزیں اس کی محکوم اور مقدور ہیں۔ ہر چیز پر اس کی حکومت اور ملکیت ہے۔ کوئی نہیں جو اسے کسی ارادے سے باز رکھ سکے۔ کوئی نہیں جو اس کی مرضی کے خلاف لب کشائی کی جرات کر سکے۔ وہ اگر مسیح کو ان کی والدہ کو اور روئے زمین کی تمام مخلوق کو نیست و نابود کر دینا چاہے تو بھی کسی کی مجال نہیں کہ اس کے آڑے آئے اسے روک سکے۔ تمام موجودات اور مخلوقات کا موجد و خالق وہی ہے۔ سب کا مالک اور سب کا حکمران وہی ہے' جو چاہے کر گزرے' کوئی چیز اس کے اختیار سے باہر نہیں' اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا۔ اس کی سلطنت و مملکت بہت وسیع ہے' اس کی عظمت و عزت بہت بلند ہے۔ وہ عادل و غالب ہے۔ جسے جس طرح چاہتا ہے بناتا بگاڑتا ہے۔ اس کی قدرتوں کی کوئی انتہا نہیں۔

کتب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور

تفسیر ابن کثیر

امام المفسرین
حافظ عماد الدین ابو الفداء ابن کثیر

مترجم
خطیب الہند مولانا محمد جونا گڑھی

مکتبہ قدوسیہ

نورانی کیفیت ہوتی ہے اسے نور کہتے ہیں اور یہ نور محسوس کیا جاتا ہے۔

بعض مواقع پر حضور ﷺ سے حسی نور کا بھی ظہور ہوا ہے جیسے احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ جب آپ ﷺ کوئی قول ارشاد فرماتے تو آپ ﷺ کے دندان مبارک سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ رُئِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْهَا ثَنَايَا .

(مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۰۷ - ترمذی شریف)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول ﷺ کے سامنے کے دو دانتوں میں خلاء تھا جب آپ کوئی کلام ارشاد فرماتے تو ان دونوں دانتوں کے درمیان سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔

اسی طرح بخاری شریف کی حدیث میں ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَعَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا وَفَوْقِيْ نُوْرًا وَتَحْتِيْ نُوْرًا وَاَمَامِيْ نُوْرًا وَخَلْفِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا .

(بخاری شریف ج ۲ ص ۹۳۵ - مسلم شریف)

ترجمہ: اے اللہ میرے قلب میں نور کر دے میری آنکھوں میں نور کر دے میری سماعت میں نور کر دے میرے دائیں نور کر دے میرے بائیں نور کر دے میرے اُوپر نور کر دے میرے نیچے نور کر دے میرے آگے نور کر دے میرے پیچھے نور کر دے اور مجھے سراپا نور کر دے۔

تشریح: شارحین فرماتے ہیں کہ یہاں نور سے مراد نور حسی ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے دعا کی۔

(۲) معنوی: یعنی وہ صفت کہ جس کے ذریعے جہالت وگمراہی کی تاریکیوں کو دُور کیا جائے یہی وجہ ہے کہ علم کو بھی نور کہتے ہیں اور یہ نور محسوس نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات تو لاریب تسلیم شدہ ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ علم کے اعتبار سے نور ہیں اور یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ کفر وشرک اور جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو دُور کرنا عمل انبیاء ﷺ ہے اور یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ افضل نور وہی ہے جو علم وہدایت کا نور ہے۔ اسی طرح قرآن ودین اسلام بھی نور ہیں اور یہ نور معنوی ہے۔ مذکورہ بالا تفصیل کے بعد جان لینا چاہیے کہ آپ ﷺ سے نوری کیفیت کا ظہور آپ کی بشریت کے منافی نہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ید بیضا اور آپ ﷺ کے بشر ہونے میں کوئی تفاوت نہیں۔



حق پر کون؟



...معلوم ہوا کہ انبیاء
سے روک دیتا ہے جنہوں
دیکھا وہ کافر رہے جیسے
رسول اللہ ﷺ کو دیکھا
صدیق اکبر ❷ یعنی یہ کیے
رسول بنا کر بھیجے رسالت
کم جن چاہئے ان بے وقوفوں کی حماقت تو دیکھو کہ
انسان کے بشر ہونے پر تعجب کرتے تھے مگر لکڑی
پتھروں کو خدا مان لیتے تھے ❸ خیال رہے کہ زمین
پر بعض فرشتے رہتے تو ہیں مگر بستے نہیں ان کا اصل
مقام عالم غیب ہے اس لئے یَمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ
فرمایا گیا ہے یہاں زمین پر فرشتے ایسے رہتے ہیں
جیسے کسی جگہ حکام و پولیس انتظام کے لئے مقیم ہوں
ان کا وطن اور جگہ ہو لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ
زمین پر فرشتوں کا رہنا احادیث سے ثابت ہے ❹
یعنی اگر زمین میں بجائے انسانوں کے فرشتے بستے
ہوتے تو نبی بھی فرشتہ ہی آتا کیونکہ نبی تبلیغ
کے لئے تشریف لاتے ہیں اور قوم کو تبلیغ وہ
ہی کر سکتا ہے جو قوم کی زبان اس کے طور
طریقوں سے واقف ہو ان کے دکھ درد وں
سے خبردار ہو اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ نبی
قوم کی جنس سے ہو۔ تعجب ہے کہ کفار فرشتوں کو
انسان سے افضل سمجھتے تھے اس لئے کہتے تھے کہ
فرشتہ نبی کیوں نہ ہوا حالانکہ انسان فرشتوں سے
افضل ہے فرشتوں نے انسان کو سجدہ کیا نہ کہ انسان
نے فرشتوں کو ❺ حضور کے معجزات سے بے جان
چیزوں کا کلمہ پڑھنا آفتاب و چاند کا حضور کی
اطاعت کرنا یہ سب رب کی گواہی ہے پھر
تا قیامت اللہ کے مقبول بندوں کا مومن ہونا بھی
رب کی گواہی کی بنا پر ہے ❻ کہ کون ہدایت
پر ہے کون گمراہی پر اور کس کا انجام کس حال
میں ہوگا آپ سے یہ مطالبے کرنے ان کے
انجام خراب ہونے کی علامت ہے۔ ❼ اس
سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے
لئے دنیا اور آخرت میں مددگار مقرر فرما دیئے ہیں

الحصص

ع ۱۱

...إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ
...جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو
...لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ
...اگر زمین میں فرشتے ہوتے چین سے چلتے ف۳
...مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا
...فرشتہ اتارتے ف۴ تم فرماؤ اللہ بس ہے گواہ میرے
...إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ يَهْدِ
...وہ اپنے بندوں کو جانتا دیکھتا ہے ف۶ اور جسے اللہ راہ
...وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِهِ
...تو ان کے لئے اس کے سوا کوئی حمایت والے نہ پاؤ گے ف۷
...الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا مَأْوَاهُمْ
...اٹھائیں گے اندھے اور گونگے اور بہرے ف۸ ان کا ٹھکانا
...زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ﴿۹۷﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا
...اور بھڑکا دیں گے ف۹ یہ ان کی سزا ہے اس پر کہ انہوں نے ہماری آیتوں
...كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا
...جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا سچ مچ ہم نئے بن کر اٹھائے
...أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
...کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ف۱۲
...مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَا رَيْبَ فِيهِ
...اور اس نے ان کے لئے ایک میعاد ٹھہرا رکھی ہے جس میں کچھ شبہ
...كُفُورًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَوْ أَنْتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ
...تم فرماؤ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے
...خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا ﴿۱۰۰﴾
...کہ خرچ نہ ہو جائیں ف۱۵ اور آدمی بڑا کنجوس ہے ف۱۶

...یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث سے وہی فیض لیتا ہے جس کے دل میں ہدایت کا تخم قدرت نے بویا ہو قرآن و حدیث
...آخرت میں دل کا حال اعضاء پر ظاہر ہوگا۔ جس کا دل اندھا تھا وہاں اس کی آنکھ اندھی ہوگی اور جس کا دل بہرا تھا وہاں اس کے
...میں ہوگا پھر سب کو نہایت تیز آنکھیں اور کان دیئے جائیں گے رب فرماتا ہے۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ
...اندھا بہرا ہو جائے گا اور وہاں پہنچ کر اندھیرا ہوگا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں مختلف...

نور العرفان

احمد رضا خان بریلوی

احمد یار خان نعیمی بدایونی

وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ
فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَسَوْفَ
يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١٤﴾

اور جو اپنے آپ کو نصرانی کہتے ہیں[1] ہم نے ان سے بھی عہدو پیمان لیا' انہوں نے بھی اس کا بڑا حصہ فراموش کر دیا جو انہیں نصیحت کی گئی تھی' تو ہم نے بھی ان کے آپس میں بغض و عداوت ڈال دی جو تاقیامت رہے گی[2] اور جو کچھ یہ کرتے تھے عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں سب بتا دے گا۔ (۱۴)

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ
كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ
وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ
وَكِتَابٌ مُبِينٌ ﴿١٥﴾

اے اہل کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آچکا جو تمہارے سامنے کتاب اللہ کی بکثرت ایسی باتیں ظاہر کر رہا ہے جنہیں تم چھپا رہے تھے[3] اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے' تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔[4] (۱۵)

---

(۱) نَصَارَىٰ نُصْرَةٌ "مدد" سے ہے۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوال ﴿ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ ﴾ "اللہ کے دین میں کون میرا مددگار ہے؟" کے جواب میں ان کے چند مخلص پیروکاروں نے جواب دیا تھا ﴿ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ ﴾ "ہم اللہ کے مددگار ہیں" اسی سے ماخوذ ہے۔ یہ بھی یہود کی طرح اہل کتاب ہیں۔ ان سے بھی اللہ نے عہد لیا' لیکن انہوں نے بھی اس کی پرواہ نہیں کی' اس کے نتیجے میں ان کے دل بھی اثر پذیری سے خالی اور ان کے کردار کھوکھلے ہو گئے۔

(۲) یہ عہد الٰہی سے انحراف اور بے عملی کی وہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر قیامت تک کے لیے مسلط کر دی گئی۔ چنانچہ عیسائیوں کے کئی فرقے ہیں جو ایک دوسرے سے شدید نفرت و عناد رکھتے اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے معبد میں عبادت نہیں کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ امت مسلمہ پر بھی یہ سزا مسلط کر دی گئی ہے۔ یہ امت بھی کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے' جن کے درمیان شدید اختلافات اور نفرت و عناد کی دیواریں حائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

(۳) یعنی انہوں نے تورات و انجیل میں جو تبدیلیاں اور تحریفات کیں' انہیں طشت ازبام کیا اور جن کو وہ چھپاتے تھے' ظاہر کیا' جیسے سزائے رجم۔ جیسا کہ احادیث میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

(۴) نُورٌ اور کِتَابٌ مُبِينٌ دونوں سے مراد قرآن کریم ہے ان کے درمیان واؤ' مغایرت مصداق نہیں مغایرت معنی کے لئے ہے اور یہ عطف تفسیری ہے جس کی واضح دلیل قرآن کریم کی اگلی آیت ہے جس میں کہا جا رہا ہے يَهْدِي بِهِ اللَّهُ "کہ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ہدایت فرماتا ہے" اگر نور اور کتاب یہ دو الگ الگ چیزیں ہوتیں تو الفاظ يَهْدِي بِهِمَا اللَّهُ ہوتے "یعنی اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ذریعے سے ہدایت فرماتا ہے" قرآن کریم کی اس نص سے واضح ہو گیا کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد ایک ہی چیز یعنی قرآن کریم ہے۔ یہ نہیں ہے کہ نور سے آنحضرت ﷺ اور کتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔ جیسا کہ وہ اہل بدعت باور کراتے ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی بابت نُورٌ مِنْ نُورِ اللَّهِ کا عقیدہ گھڑ رکھا ہے۔ اور آپ ﷺ کی بشریت کا انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح اس خانہ ساز عقیدے کے اثبات کے لئے ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے سب سے پہلے نبی ﷺ کا نور پیدا کیا اور پھر اس نور سے ساری کائنات پیدا کی۔ حالانکہ یہ حدیث' حدیث کے کسی بھی مستند مجموعے میں موجود نہیں ہے علاوہ ازیں یہ اس صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے قلم پیدا فرمایا (إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ) یہ روایت ترمذی اور ابو داود میں ہے۔ محدث البانی لکھتے ہیں (فَالْحَدِيثُ صَحِيحٌ بِلَا رَيْبٍ، وَهُوَ مِنَ الْأَدِلَّةِ الظَّاهِرَةِ عَلَى بُطْلَانِ الْحَدِيثِ الْمَشْهُورِ «أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورُ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ») (التعلیقات المشکوٰۃ جلد ا ص ۳۲) "مشہور حدیث جابر کہ اللہ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا' باطل ہے۔ (خلاصہ ترجمہ)

هذا المصحف الشريف وترجمة معانيه
هدية من خادم الحرمين الشريفين الملك فهد بن عبد العزيز آل سعود
توزع مجانا



مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف

حضور اکرم ﷺ کی عظمت وشان

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں میں سے عربوں کو منتخب فرمایا اور ان تمام عربوں میں سے مجھے منتخب فرمایا۔[1]

اور حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں سے حضرت ابراہیمؑ کو منتخب فرمایا اور انہیں اپنا دوست بنایا، پھر حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل کا انتخاب فرمایا، پھر حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے نزار کا انتخاب فرمایا پھر نزار کی اولاد میں سے مضر کا انتخاب فرمایا پھر مضر کی اولاد میں بنی کنانہ کو منتخب فرمایا پھر بنی کنانہ میں قریش کو منتخب فرمایا، پھر قریش میں بنی ہاشم کو منتخب فرمایا پھر بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا۔[2] الغرض حضور اکرم ﷺ کل کائنات کا لب لباب اور مقصود اصل ہیں اور آپ کی شرافت و فضیلت کائنات کی ہر چھوٹی اور بڑی چیز پر حاوی ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر، ایک روایت ہے جس کو جعفر ابن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

میرے پاس جبرئیل آئے اور انھوں نے مجھ سے کہا۔

اے محمد: اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا، میں نے دنیا کے مشرق و مغرب اور میدان اور پہاڑوں میں چکر لگایا مگر مجھے مضر کے سوا تمام جانداروں میں کوئی چیز (ان سے بڑھ کر) اچھی اور بہتر نہیں ملی۔

پھر میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر بنی مضر میں بھی گھوما مگر مجھے کنانہ کے سوا کوئی بہترین انسان نہیں ملا پھر میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر بنی قریش میں بھی گھوما مگر مجھے بنی ہاشم سے بہتر انسان نہیں ملے، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں بنی ہاشم میں سے کسی ایک کا انتخاب کروں تو مجھے آپ ﷺ سے بہترین کوئی انسان نہ ملا، سبحان اللہ[3] یہاں وحی سے آپ کی فضیلت و برتری کی بلندی معلوم ہوتی ہے۔

اور شفاء میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے اور مجھے ان میں سے بنایا ہے جو اپنی قسم کے اعتبار سے بہترین تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔

اصحاب الیمین و اصحاب الشمال[4] دائیں طرف والے اور بائیں طرف والے اور میں اصحاب یمین میں سے ہوں اور پھر اصحاب یمین میں سے بھی بہتر ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے ان دو قسموں کی تین قسمیں بنائیں اور میں ان تین قسموں میں سے بھی بہتر ہوں۔ اور یہ تین قسمیں اللہ کے اس فرمان میں ہیں۔

اصحاب المیمنة واصحاب المشئمة والسابقون السابقون ۝

[1] سیرت حلبی۔ [2] سابق [3] سیرت حلبی ۱۰۲۔ [4] ۝ سورۂ واقعہ

مستند ترین اور شہرۂ آفاق کتاب کا اردو ترجمہ

اردو

قصص الانبیاء

مع اضافات

قصص و حالات نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف

علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ

رسائلِ نعیمیہ

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے آٹھ مختلف رسائل اور چھوٹی کتب کا مجموعہ

صاحبزادہ اقتدار احمد خاں نعیمی قادری بدایونی مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

ناشر:

الفاروق بک فاؤنڈیشن، لاہور

حضراتِ مفسّرین کے ارشادات

(۱) تفسیر جلالین شریف میں آیت نمبر ۱ کے ماتحت فرمایا۔ یعنی قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔

هُوَ نُوْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نور سے مراد نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) تفسیر صاوی شریف میں اس آیت کے ماتحت ہے۔

قولہ هُوَ النَّبِيُّ۔ اَیْ سَمّٰی نُوْرًا لِاَنَّهٗ يُنَوِّرُ الْبَصَائِرَ وَيَهْدِيْهَا الرَّشَادَ وَلِاَنَّهٗ اَصْلُ كُلِّ نُوْرٍ حِسِّيٍّ وَمَعْنَوِيٍّ۔

رب نے اس آیتہ میں حضور کو نور اس لئے فرمایا کہ حضور بصائروں کو نورانی کرتے ہیں اور کامیابی کی طرف ہدایت دیتے ہیں اور حضور ہر حسّی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔

(۳) تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ يَعْنِيْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا سَمَّاهُ اللّٰهُ نُوْرًا لِاَنَّهٗ يُهْتَدٰى بِهٖ كَمَا يُهْتَدٰى فِي الظَّلَامِ بِالنُّوْرِ

یعنی اس آیت میں نور محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم ہیں رب نے انہیں نور اس لئے فرمایا کہ حضور سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے جیسے کہ اندھیری میں نور سے ہدایت لی جاتی ہے۔

(۴) تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے ماتحت ہے۔

وَقِيْلَ يُرِيْدُ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مفسّرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں نور سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۵) تفسیر مدارک میں اسی آیت کے ماتحت ہے۔

اَوِ النُّوْرُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ يُهْتَدٰى بِهٖ كَمَا سُمِّيَ سِرَاجًا۔

نور سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لیے کہ حضور سے ہدایت ملتی ہے۔ جیسے کہ رب نے انہیں سورج فرمایا۔

طہارت اور نیک اعمال کے اثرات

﴿الحدیث......۲۳﴾

عَنْ أَبِی مَالِكٍ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمٍ الْأَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

"اَلطُّهُورُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلأُ الْمِیزَانَ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلآنِ- أَوتَمْلأُ- مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ، وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْعَلَیْكَ، كُلُّ النَّاسِ یَغْدُوا فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْمُوبِقُهَا"

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"طہارت نصف ایمان ہے الحمد للہ کہنا میزان کو بھر دیتا ہے سبحان اللہ اور الحمد للہ یہ دونوں کلمات آسمان اور زمین کے درمیانی پاٹ کو بھر دیتے ہیں- نماز ایک نور ہے صدقہ ایک دلیل ہے- صبر ایک روشنی ہے- قرآن ایک حجت ہوگا تیرے حق میں یا تیرے خلاف- ہر شخص صبح اٹھتا ہے تو اپنے نفس کا سودا کرنے والا ہوتا ہے یا وہ اسے آزاد کرنے والا ہوتا ہے یا ہلاک کر دینے والا ہوتا ہے" (بحوالہ مسلم)

RAZAKHANI ALLAH KE RASOOL (S.A.W)
KI BASHARIYAT KA MUNKIR HAI TO ISKE
MAULVI KI HISAB SE TO ALLAH KE RASOOL
(S.A.W) JANNAT ME NHI JAYEGE...
MAAZ-ALLAH SUMMA MAAZ-ALLAH

س۔ جنت و دوزخ میں انسان کے سوا دوسری مخلوق بھی جاویگی یا نہیں ؟

ج۔ جنت صرف نیک انسانوں کے لئے ہے اور دوزخ انسانوں اور جنّات کے لئے۔ ہاں دوزخ میں کفار کے باطل معبود، پتھر، درخت، سورج بھی جائیں گے۔ مگر عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ کافروں کو عذاب دینے اور اپنی بے بسی ظاہر کرنے کے لئے۔

س۔ دوزخ میں فرشتے ہوں گے یا نہیں۔ اگر ہوں گے تو انہوں نے کیا گناہ کیا ہے ؟

ج۔ ہونگے مگر عذاب پانے کے لئے۔ بلکہ دوزخیوں کو عذاب دینے کیلئے۔ جیسے جیل میں پولیس کے سپاہی یا جیلر اور داروغہ جیل میں رہتے ہیں۔

س۔ شیطان بھی اگر دوزخ میں گیا تو اُسے عذاب کیا ہوگا۔ وہ جن ہے۔ آگ کی پیدائش ہے۔ آگ کو آگ سے کیا تکلیف ؟

ج۔ آگ کو آگ سے تکلیف پہنچ سکتی ہے جیسے اگر کوئی آپ کے سر میں مٹی کا ڈھیلا یا اینٹ مارے تو آپ کو زخم پہنچ جاتا ہے۔ حالانکہ وہ بھی مٹی ہے اور آپ بھی مٹی کے ہیں۔

س۔ فرشتوں کو جنت کیوں نہیں ملتی وہ بھی تو بڑے عابد ہیں۔

ج۔ ان کے پاس نفس نہیں۔ لہذا انہیں عبادت میں کچھ تکلیف نہیں ان کے لئے عبادت ایسی ہے جیسے ہمارے لئے سانس لینا۔ ثواب عبادت ہوتا ہے نہ کہ عادت کا۔ جزا کے لئے جنت میں پہنچانے والی چیز نفس امارہ ہے۔ جب اس کے منہ میں شریعت کی لگام ہو۔

س۔ جنات کے پاس تو نفس ہے پھر ان کے لئے جنت کیوں نہیں کہ ان سے جو پرہیزگار ہوں وہ جنت میں جاویں۔

رسائلِ نعیمیّہ

حضرت حکیمُ الامت مُفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کے آٹھ مختلف رسائل اور چھوٹی کتب کا مجموعہ

صاحبزادہ اقتدار احمد خاں نعیمی قادری بدایونی مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

ناشر:
الفاروق بک فاؤنڈیشن لاہور

مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام نفس انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں اور حقیقت اور ذات میں سب باہم متحد ہیں تفاضل یعنی ایک کا دوسرے سے افضل ہونا صفات کاملہ کے اعتبار سے ہے.

جس میں ویسی روشنی اور انجلا نہیں ہے' زیادہ ہے اور دوسرا شخص کہہ دے کہ یہ دونوں آئینے برابر ہیں اور ان میں کسی قسم کی زیادت اور نقصان نہیں ہے۔ فرق صرف انجلا اور نمائندگی میں ہے جو ان دونوں آئینوں کی صفات ہیں۔ پس دوسرے شخص کی نظر صائب ہے اور حقیقت شے تک نافذ ہے اور شخص اول کی نظر کوتاہ ہے اور صفت سے بڑھ کر ذات تک نہیں پہنچتی ہے۔ یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ پ۲۸ ع۲-۱۱ اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو بلند کرتا ہے اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ لوگ صاحب درجات بلند ہیں۔

اس تحقیق سے کہ جس کے اظہار کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس فقیر کو توفیق بخشی مخالفوں کے وہ سب اعتراض جو انہوں نے ایمان کے کم وبیش نہ ہونے پر کئے ہیں' زائل ہو گئے اور عام مومنوں کا ایمان تمام وجوہ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ایمان کی طرح نہ ہوا کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ایمان جو کامل طور پر منجلی اور نورانی ہے۔ عام مومنوں کے ایمان سے جو مومنوں کے درجوں کے اختلاف کے بموجب بہت سی ظلمتیں اور کدورتیں رکھتا ہے اور اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان جو وزن میں اس امت کے ایمان سے زیادہ ہے۔ انجلا اور نورانیت کے اعتبار سے سمجھنا چاہئے اور زیادت کو صفات کاملہ کی طرف راجع کرنا چاہئے کیا نہیں دیکھتے کہ انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام نفس انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں اور حقیقت اور ذات میں سب باہم متحد ہیں۔ تفاضل یعنی ایک کا دوسرے سے افضل ہونا صفات کاملہ کے اعتبار سے ہے اور جس میں یہ صفات کاملہ نہیں ہیں' گویا وہ اس نوع سے خارج ہے اور اس نوع کے فضائل اور خواص سے محروم ہے لیکن باوجود اس تفاوت کے نفس انسانیت میں زیادت اور نقصان کا کوئی دخل نہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ انسانیت زیادت ونقصان کے قابل ہے۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ الْمُلْهِمُ لِلصَّوَابِ۔

اور نیز کہتے ہیں کہ تصدیق ایمانی سے مراد بعض کے نزدیک تصدیق منطقی ہے۔ جو ظن اور یقین کو شامل ہے۔ اس تقدیر پر نفس ایمان میں زیادت اور نقصان کی گنجائش ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ اس جگہ تصدیق سے مراد دلی یقین اور اذعان ہے نہ کہ معنی عام جو ظن کو بھی شامل ہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اَنَا مُؤْمِنٌ '' حَقًّا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اَنَا مُؤْمِنٌ '' اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی' درحقیقت ان میں نزاع لفظی ہے لیکن مذہب اول باعتبار ایمان حال کے ہے اور مذہب ثانی باعتبار ایمان انجام اور عاقبت ہے لیکن صورت استثناء سے کنارہ کرنا بہتر اور مناسب ہے۔ كَمَا لَا يَخْفٰى عَلَى الْمُنْصِفِ جیسا کہ منصف آدمی پر مخفی نہیں ہے۔

مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے اسرار شریعت اور معارف طریقت سے بھرپور گرانقدر مجددانہ مکاتیب

جلد اوّل

تصنیف

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

حضرت مولانا قاضی عالم الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

اِسلامی عقائد و نظریات پر ایک عام فہم اور آسان کتاب

کِتابُ العقائد

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی



کُتب خانہ امام احمد رضا

مرآۃ المناجیح

اردو ترجمہ وشرح

مشکوٰۃ المصابیح

مصنف

جلد (ہشتم)

حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی

نعیمی کتب خانہ گجرات

ج: وہ پیدا نہیں ہوا نہ فنا ہوگا۔ پیدا وہ چیز ہوتی ہے جو پہلے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ سب کو وہی پیدا کرتا ہے۔ اُس کو کسی نے پیدا نہیں کیا وہی سب کو فنا کرتا ہے اُس کو کوئی فنا نہیں کرسکتا۔

س: کیا اکیلے اسی نے ساری دُنیا بناڈالی یا اور کوئی بھی اُس کے ساتھ شریک ہے؟

ج: کوئی اُس کا شریک نہیں سب اُس کے بندے ہیں اور اس کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ وہ اکیلا تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اُس کی بڑی قدرت ہے کوئی ذرہ بغیر اُس کے حکم کے ہل نہیں سکتا۔

نبوت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے خلق کی ہدایت اور رَہنمائی کے لیے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے واسطے بھیجا اُن کو نبی کہتے ہیں۔ انبیاء وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی (۱) آتی ہے۔ یہ وحی کبھی فرشتہ کی معرفت آتی ہے کبھی بے واسطہ، انبیاء گناہوں سے پاک ہیں۔ ان کی عادتیں خصلتیں نہایت پاکیزہ ہوتی ہیں۔ اُن کا نام نسب، جسم، قول، فعل، حرکات، سکنات، سب اعلیٰ درجہ کے اور نفرت انگیز (۲) باتوں سے پاک ہوتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ عقلِ کامل عطا فرماتا ہے۔ دُنیا کا بڑے سے بڑا عقلمند اُن کی عقل کے کروڑویں درجہ تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ انہیں اللہ تعالیٰ غیب (۳) پر مطلع فرماتا ہے وہ دن رات اللہ تعالیٰ کی اطاعت (۴) و عبادت (۵) میں مشغول رہتے ہیں اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم پہنچاتے اور اس کا رستہ دکھاتے ہیں۔

نبوت بہت بلند اور بڑا مرتبہ ہے۔ کوئی شخص عبادت وغیرہ سے حاصل نہیں کرسکتا چاہے عمر بھر روزہ دار رہے، رات بھر سجدوں میں رویا کرے، تمام مال و دولت خدا کی راہ میں صدقہ کر دے اپنے آپ بھی اسی دین پر فدا ہو جائے مگر اس سے نبوّت نہیں پا سکتا۔ نبوت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

نبی کی فرماں برداری اور اطاعت فرض ہے۔ انبیاء تمام مخلوق سے افضل ہیں اُن کی تعظیم و

(۱) وحی: پیغام الٰہی (۲) نفرت انگیز: نفرت پیدا کرنے والی (۳) غیب: چھپی چیزیں جو حواس اور عقل سے نہ معلوم ہو سکیں۔۱۲ (۴) طاعت: بندگی (۵) عبادت: پرستش (پوجا)

ے یعنی اللہ تعالٰی نے مجھے ذاتی شرافت بھی بخشی اور خارجی و بیرونی شرافتیں بھی،بنی ہاشم افضل ہیں مجھے بنی ہاشم سے پیدا فرمایا ہے "لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ" بعض قرأت میں انفسکم میں ف کا فتحہ بمعنی نفیس ترین بہترین،یعنی تم میں وہ رسول تشریف لائے جو تم سب میں سب سے زیادہ نفیس اور شریف ہیں۔

۸ خیال رہے کہ عرب میں چھ طبقات ہوتے ہیں: شعب،قبیلہ،عمارہ،بطن،فخذ،فصیلہ،حضور ان چھ طبقات میں سے بہترین میں تشریف لائے۔خیال رہے کہ ہمیشہ انبیاء کرام اعلیٰ نسب اونچے خاندان میں تشریف لاتے رہے جیساکہ ہرقل والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔بہترین شکل،بہترین آواز،بہترین اخلاق سے موصوف ہوتے ہیں،کشش والی ہر چیز اللہ انہیں بخشتا ہے۔یہ بھی خیال رہے کہ نبوت محض اللہ تعالٰی کے فضل سے ملتی ہے اس میں کسب کو یا کسی اور شرف کو دخل نہیں،ہاں جسے رب نے نبوت دی اسے ہر طرح اشرف بنایا،رب فرماتا ہے:"اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَيۡثُ يَجۡعَلُ رِسَالَتَهٗ" اور فرماتا ہے:"وَاللّٰهُ يَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ" حضور انور تو نبیوں کے سردار ہیں بعد خدا تمام مخلوق سے بہتر آپ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کے لئے نبوت کب ثابت ہوئی فرمایا جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے ا(ترمذی)

ا یعنی جب کہ حضرت آدم کے جسم میں روح پھونکی نہ گئی تھی اس وقت ہم نبی تھے۔اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ ہم علم الٰہی میں نبی تھے کہ اللہ تعالٰی جانتا تھا کہ ہم نبی ہوں گے کیونکہ اللہ تعالٰی تو تمام انبیاء کرام کی نبوت کو جانتا تھا پھر اس میں حضور کی خصوصیت کیا،بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کی نبوت کا اعلان اس وقت ہوچکا تھا،فرشتے حضور پر کروڑوں سال سے درود پڑھ رہے تھے،تمام روحوں کے سامنے سارے نبیوں سے حضور پر ایمان لانے،آپ کی نصرت و مدد کرنے کا عہد و پیمان لیا گیا تھا"وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ النَّبِيّٖنَ" الخ۔عرش اعظم،آسمان،جنت کے محلوں،دریچوں میں،وہاں کے درختوں کے پتوں پر،حوروں کی پتلیوں میں،فرشتوں کی آنکھوں میں،غلمان کے سینوں پر،طوبٰی کے غنچے و گل میں حضور انور کا نام لکھ دیا گیا تھا،ان شاءاللہ ہم لوگ بھی وہاں جاکر یہ ساری بہار اپنی آنکھوں دیکھیں گے۔صوفیاء فرماتے ہیں کہ عالم ارواح میں حضور سارے نبیوں کے نبی تھے،آپ ان کی روحوں کو تعلیم و تربیت دیتے تھے،سارے نبی حضور کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرکے دنیا میں تشریف لائے اور حضور سے سیکھے ہوئے علوم مخلوق کو سکھائے۔(اشعۃ اللمعات) اللھم صل علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم۔یہاں مرقات نے فرمایا کہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے مروی ہے۔چنانچہ ابن سعد نے اور ابو نعیم نے حلیہ میں،طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس سے یوں روایت کی کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد،امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور حاکم نے اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ سے مرفوعًا روایت کی کنت اول النبی فی الخلق واخرھم فی البعث ہم

رہی یہ بات کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ لکھ چکے ہیں تو یہ بے شک صحیح ہے۔ یقیناً ہر
اہل ایمان کے لیے بندۂ سرکار مدینہ ہونا فخر ہے مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ خود کو ان کا بندہ کہنا معاذ اللہ انہیں خدا کہنا ہے
یہ معترض اور اس کی جماعت کی عقل کے شایان ہے قرآن میں ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا گیا۔ وانکحوا الایامٰی
منکم والصالحین من عبادکم وامائکم یعنی تم میں جو عورتیں بے شوہر ہیں ان کو بیاہ دو اور تمہارے بندوں اور
باندیوں میں جو لائق ہیں ان کا نکاح کر دو معترض بہادر اب یہی الزام خدا کو دو ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فرسہ صدقۃ مسلمان پر اس کے بندے اور
اس کے گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں۔ یہ حدیث صحیح بخاری۔ صحیح مسلم اور باقی سب صحاح میں ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع صحابہ میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع فرما کر علانیہ برسر منبر فرمایا کنت مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وکنت عبدہ وخادمہ۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں حضور کا بندہ تھا
اور حضور کا خدمت گار رہتا۔ یہ حدیث وہابیہ کے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے دادا اور زعم طریقت میں پردادا پیر
شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ازالۃ الخفاء میں بحوالہ ابوحنیفہ و کتاب الریاض النضرۃ لکھی اور اس سے سند لا کر
مقبول رکھی۔ مثنوی شریف میں قصۂ خریداری بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔ سیدنا صدیق اکبر نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ
وسلم سے کیا عرض کی شعر گفت ما دو بندگان کوئے تو۔ کردمش آزاد ہم بر روئے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے قل یعبادی الذین
اسرفوا علٰی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا۔ انہ ہو الغفور الرحیم
اے محبوب تم اپنی تمام امت سے یوں خطاب فرماؤ کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت
سے ناامید نہ ہو۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی ہے بخشنے والا۔
مہربان :۔ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں

بندۂ خود خواند احمد در رشاد
جملہ عالم را بخواں قل یعباد

[شمائم] امدادیہ میں قرآن کریم کا یہی مطلب ہونے کی تصریح [...] صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر فاروق اعظم اور مولانا
[...] کہ تمام جہان رسول [...]
روم علیہ الرحمہ کو بھی کیا شرک کا الزام دیں گے۔ نیز شاہ ولی اللہ صاحب کو کیا کہیں گے اور اپنے حکیم الامت تھانوی امداد
کے لیے کیا کہیں گے۔ اور شیخ محمود حسن دیوبندی رشید احمد گنگوہی کے لیے کہہ رہے ہیں۔ ع۔ عبید سود کا ان کے لقب ہے
یوسف ثانی) مرثیہ گنگوہی یعنی رشید احمد گنگوہی کے کالے غلام بھی یوسف ثانی ہیں۔ ان کے لیے بھی جواب سوچ رکھیے
آگے معترض صاحب بہادر منہ کھولتے ہیں۔ اور بعض معتقد تو کھلے طور پر بشریت سے انکار کر چکے ہیں۔ اسی گروہ کا
ہمنوا الہ آبادی کہتے ہیں" شعر

تجھے کہہ سکوں بشر میں یہ کہاں مری حقیقت
میں زمیں پہ مر رہا ہوں تری عرش تک رسائی

بہت برے ہیں وہ لوگ جو حضور کی بشریت سے منکر ہیں۔ خارج از اسلام ہیں۔ وہ ہمارے گروہ میں سے نہیں ہم
نہ بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر اور تمہاری طرح نہ انہیں ایسا بشر کہنے کے قائل جو عجز و نادانی میں ہمارے
برابر ہو۔ ہمارے نزدیک دونوں مردود جو ان کی بشریت کا منکر ہو وہ بھی اور جو انہیں اپنے جیسا کہے۔ وہ بھی لیکن معترض

انوارِ رضا
رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ملکِ کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

لامکاں تک اُجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سارے اچھوں میں اچھا سمجھیے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سارے اونچوں میں اونچا سمجھیے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

انبیاء سے کروں عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جس نے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے
نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سب چمک والے اُجلوں میں چمکا کئے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جس نے مُردہ دِلوں کو دی عمرِ اَبد
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً وَّ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا

سرکارِ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت

مولانا **احمد رضا خان** صاحب بریلوی

قدس سرہٗ کے نعتیہ کلام کا مجموعہ

حدائقِ بخشش

حصہ اوّل

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ۔ غزنی سٹریٹ ۔ اُردو بازار ۔ لاہور
فون: 7124354

جواب: ہم کہتے ہیں کہ وہ پانا تحقیقی نہیں ہے بلکہ تخیلی ہے اور اس تخیل کا منشا قلب وقالب کا ان لطائف میں سے جنہوں نے قدم باہر رکھا ہے۔ زیادہ لطیف لطیفے کے رنگ میں رنگا جانا ہے اور اگر یہ کہیں کہ اگر چہ صورت شریعت کی تکلیفات قلب وقالب پر مخصوص ہیں لیکن شریعت کی حقیقت کو قلب سے آگے بھی گنجائش ہے تو پھر مطلق شریعت سے قدم باہر رہنے کے کیا معنی ہوئے تو ہم کہتے ہیں کہ شریعت کی حقیقت بھی روح وسر سے آگے نہیں گزرتی اور خفی واخفیٰ تک نہیں پہنچتے اور قدم باہر رہے ہوئے حقیقت میں یہی خفی اور اخفی ہیں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ اور حقیقت حال کو اللہ ہی جانتا ہے۔

...یْنَ عَلٰی مُتَابَعَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَعَلٰی ... ہم کو اور تمام مسلمانوں کو سید المرسلین ﷺ کی متابعت پر ثابت قدم رکھے۔

مکتوب (۱۷۳)

ایک سوال کے جواب میں مع بعض اسرار غریبہ کے بیان میں جو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی نفی واثبات کے متعلق ہیں۔ میر محمد نعمان کی طرف لکھا ہے۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد سیادت کی پناہ والے کو معلوم ہو کہ آپ نے پوچھا تھا کہ جب جو کچھ دید ودانش میں آئے۔ کلمہ لا کے ساتھ اس کا نفی کرنا ضروری ہے کیونکہ مطلوب مثبت دید ودانش کے ماوراء ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا مشہود بھی نفی کے لائق ہو اور مطلوب مثبت اس کے ماوراء ہیں متحقق ہو۔

اے بھائی! حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی باوجود اس قدر بلند شان ہونے کے بشر تھے اور حدوث وامکان کے داغ سے داغدار تھے۔ بشر خالق بشر کی نسبت کیا معلوم کر سکتا ہے اور ممکن واجب کی نسبت کیا حاصل کر سکتا ہے اور حادث قدیم کو کیسے احاطہ کر سکتا ہے لَا یُحِیْطُوْنَ بِہٖ عِلْمًا نص قاطع ہے۔ شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نے بنی کہ شاہے چوں پیمبر | نیافت فقر کل تو رنج کم بر

ترجمہ: نہ پایا جبکہ محمد نے فقر کا کل گنج | تو اس کے لینے کی خاطر اٹھانا نہ مطلق رنج

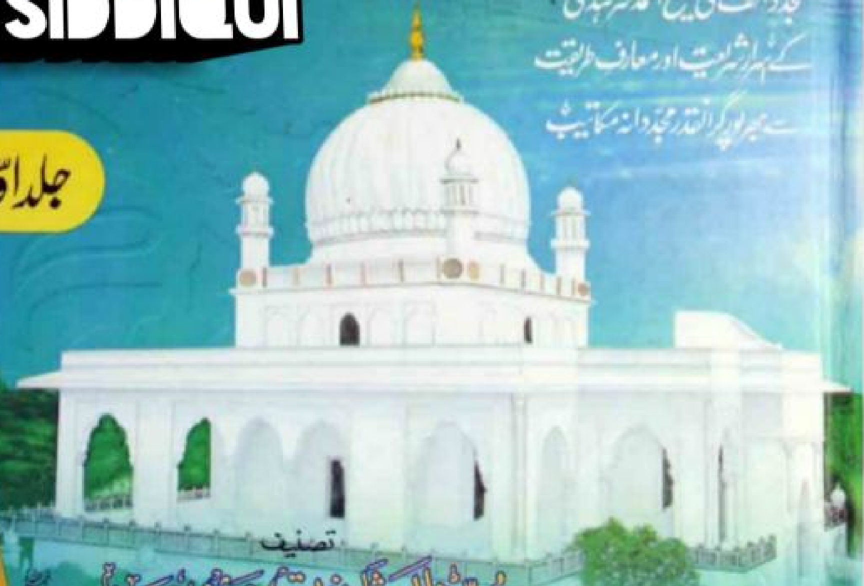
اے عزیز یہ مقام تفصیل چاہتا ہے گوش وہوش سے سننا چاہئے۔

جاننا چاہئے کہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کے دو مقام نفی اور اثبات اور نفی واثبات میں سے ہر

مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
کے بہار شریعت اور معارف طریقت
سے بھرپور گرانقدر مجددانہ مکاتیب

جلد اوّل



تصنیف

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ



مترجم

حضرت مولانا قاضی عالم الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام برکت التیام کتاب مستطاب لاجواب در ردید اولی الالباب

مسمیٰ بہ

فیصلہ البشریت

(از تصنیف لطیف و تالیف منیف)

جناب مولانا مولوی محمد امام بخش صاحب فریدی مدظلہم العالی

(باہتمام سعادت انجام مولوی کمال الدین حسنی حنفی چشتی عفی عنہ ڈیروی)

مقبول عام پریس ہوسیین باہتمام مولوی نواب الدین منیجر چھپا

رسالت کہ دو منافی صفتوں میں سے صفت بشریت پر مقصور ہے یعنی بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں دعووں کی اس پاک کلام قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ میں تردید مدعا کی قلب سے تمام کی ہے کیونکہ فرمایا ہے۔ کیوں کر فرمایا ہے کہہ دو یا رسول اللہ بجز اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں مثل تمہارے وحی کی جاتی ہے طرف میرے پہلے دعوے کی تردید یوں ہوئی کہ بشریت اور رسالت یہ دو صفتیں آپس میں منافی نہیں ایک موصوف میں جمع ہو سکتی ہیں ان کے پہلے دعویٰ کی تردید بطریق قلب مدعا ثابت ہوئی یوں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم صورت بشری میں بظاہر کافروں کے ہمشکل تھے۔ اس واسطے بشر ہونے کو تسلیم کر لیا۔ اور دوسرے دعوے کی تردید یوں بیان فرمائی کہ بجائے کلمہ ما الا کے کلمہ انما کا جو ما الا کے معنے کو ادا کرتا ہے لایا ہے کا قانون ہے کہ قصر کلمہ انما کے بعد کے کلام کی جزو اخیر پر ہوتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ میں در حقیقت رسالت پر مقصور ہوں یعنی بندہ ہوں بشریت حقیقی مجھ میں نہیں اب دوسرے دعوے کی بھی تردید بطریق قلب مدعا کے ہوگئی یعنی کافر کہتے تھے کہ تم بشریت پر مقصور ہو رسالت تم میں نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ میں رسالت پر مقصور ہوں حقیقی بشریت مجھ میں نہیں تمام جواب کا حاصل یہ ہے کہ میں شکل بشری میں تمہارے برابر ہوں لیکن فقط رسول ہوں یہ تفسیر اللہ تعالیٰ کے قول وما محمد الا رسول کے موافق ہے گویا وما محمد الا رسول قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ کی تفسیر کر رہا ہے کیونکہ قرآن شریف کی تفسیر یا خود قرآن شریف کرتا ہے یا حدیث شریف اور یہ تفسیر اس کے بھی موافق ہے جو تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں اسی آیت کی تفسیر بیان کی ہے وہ یہ ہے۔ قولہ تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما علم اللہ تعالیٰ رسولہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم التواضع لئلا یزہی علی خلقہ فامرہ ان یقر فیقول انا آدمی مثلکم الا انی خصصت بالوحی واکرمنی اللہ بہ وھو قولہ تعالیٰ یوحیٰ الیّ

... ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد

كنز الإيمان

القرآن الكريم

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣﴾ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ

بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں اور وہ جنہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نصاریٰ ہیں

أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ

ہم نے ان سے عہد لیا ف٥٠ تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں ف٥١ تو ہم نے ان کے

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ

آپس میں قیامت کے دن تک بیر اور بغض ڈال دیا ف٥٢ اور عنقریب اللہ انہیں

اللّٰهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١٤﴾ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ

بتا دے گا جو کچھ کرتے تھے ف٥٣ اے کتاب والو ف٥٤ بے شک تمہارے پاس

رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ

ہمارے یہ رسول ف٥٥ تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں ف٥٦

وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾

اور بہت سی معاف فرماتے ہیں ف٥٧ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ف٥٨ اور روشن کتاب ف٥٩

يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم

اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اُسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے ساتھ اور انہیں

مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ

اندھیریوں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے اور اُنہیں سیدھی راہ

مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾ لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ

دکھاتا ہے بے شک کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے

مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ

ف٦٠ تم فرما دو پھر اللہ کا کوئی کیا کر سکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کر دے

عہد کیا پھر توڑا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع فرمایا اور یہ آیت نازل کی اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ اُن کی اس عہد شکنی سے درگزر کیجیے جب تک کہ وہ جنگ سے باز رہیں اور جزیہ ادا کرنے سے منع نہ کریں۔

ف٥٠ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کا۔

ف٥١ انجیل میں اور انہوں نے عہد شکنی کی

ف٥٢ قتادہ نے کہا کہ جب نصاریٰ نے کتاب الٰہی (انجیل) پر عمل کرنا ترک کیا اور رسولوں کی نافرمانی کی فرائض ادا نہ کیے حدود کی پرواہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان عداوت ڈال دی۔

ف٥٣ یعنی روزِ قیامت وہ اپنے کردار کا بدلہ پائیں گے۔

ف٥٤ یہود و نصرانیو۔

ف٥٥ سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ف٥٦ جیسے کہ آیت رجم اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور حضور کا اس کو بیان فرمانا معجزہ ہے۔

ف٥٧ اور ان کا ذکر بھی نہیں کرتے نہ ان پر مؤاخذہ فرماتے ہیں کیونکہ آپ اسی چیز کا ذکر فرماتے ہیں جس میں مصلحت ہو۔

ف٥٨ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی۔

ف٥٩ یعنی قرآن شریف۔

ف٦٠ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نجران کے نصاریٰ سے یہ مقولہ سرزد ہوا اور نصرانیوں کے فرقہ یعقوبیہ و ملکانیہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ حضرت مسیح کو اللہ بتاتے ہیں کیونکہ وہ حلول کے قائل ہیں اور ان کا اعتقاد باطل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدن عیسیٰ میں حلول کیا معاذ اللہ و تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حکم کفر دیا اور اس کے بعد ان کے مذہب کا فساد بیان فرمایا۔

...نہیں، وہ لنگ، وہ کیڑے مکوڑے، سانپ، بچھو تک کو اپنا خدا بنا لیتا ہے۔ چاند، سورج اور ستارے بھی اس کے معبود بن ... کے سامنے بھی ماتھا ٹیکتا اور پیشانی رگڑتا ہے۔ وہ درختوں کو بھی اپنا معبود سمجھتا ہے، وہ پتھروں کو بھی اپنا معبود بنا ... کو بھی، پانی کو بھی۔ غرض کائنات کی کوئی شے ایسی نہیں جس کو یہ بشر خدائی کا درجہ نہیں دیتا۔ یہی بشر جب ... مائل ہوتا ہے تو ابوبکر صدیق بنتا ہے، عمر فاروق بنتا ہے، عثمان غنی اور حیدر کرار بنتا ہے، حسن مجتبیٰ اور حسین اعظم بنتا ... غوث اعظم بنتا ہے، خواجہ غریب نواز بنتا ہے، امام احمد رضا و حضور مفتی اعظم ہند بنتا ہے۔ لیکن جب مائل بہ شر ہوتا ... شیطانیت غالب آتی ہے تو پھر فرعون بنتا ہے، نمرود بنتا ہے اور شداد بنتا ہے، ابوجہل اور ابولہب بنتا ہے، یزید پلید ... بنتا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں آخر مصطفیٰ کی بشریت کا کون سا رخ متعین کیا جائے؟ ان کی آدمیت کو ہم کس ... جائیں۔ پروردگار عالم نے جو کچھ کہا وہ ہمارے لیے سند ہے، اس لیے تمام سندوں کو بے سند چھوڑیے اور ہمیں کہنے دیجئے۔

دھوکہ میں نہ آ جائے کہیں فکر و آگہی
آقائے کائنات لباس بشر میں ہے

سرور عالم کی بشریت کا پس منظر کیا ہے؟ سرور عالم کی آدمیت کا بیک گراؤنڈ کیا ہے؟ ذرا ایک حیثیت سے اور سمجھئے۔ بشر، آگ، پانی، ہوا اور مٹی سے بنتا ہے۔ انہی چار چیزوں کی باہمی ترکیب سے ایک وجود تیار ہوا جسے ہم نے انسان کہا۔ آدمی کے لیے مٹی بھی ضروری، پانی بھی ضروری، آگ بھی ضروری، ہوا بھی ضروری، آدمی ان چار چیزوں کا محتاج ہے، ان چاروں کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ ہوا اگر ساتھ چھوڑ دے اس کی ہوا نکل جائے گی، پانی اگر ساتھ چھوڑ دے تو اس کا پانی مر جائے گا، مٹی اگر ساتھ چھوڑ دے تو آدمی کے لیے خاک بسر ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں، آگ اگر ساتھ چھوڑ دے تو زندگی کی ساری حرارت سرد ہو جائے اور آدمی ایک لاشہ بے جان ہو کر رہ جائے۔۔۔۔۔۔ یہ اس لیے کہ انسان چاروں چیزوں کا محتاج ہے، یہی چار چیزیں اس کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ مگر اے لوگو! جب ان چار چیزوں کی بنیاد پر تمہاری تخلیق ہوئی، جب یہ چار چیزیں تمہاری تخلیق کے لیے ملبہ بنیں تو پھر ان چاروں کی تخلیق بھی تو کسی کی بنیاد پر ہوئی ہوگی، یہ چیزیں بھی تو کسی کے طفیل پیدا ہوئی ہوں گی، ان کی تخلیق کے لیے بھی تو کوئی مال مسالہ چاہیے، ان کا خمیر بھی تو کسی مٹی سے تیار کیا گیا ہوگا، ان کا ہیولیٰ بھی تو کسی میٹریل سے بنایا گیا ہوگا۔ مٹی سے جو پیدا ہوا وہ بشر ہے، آگ سے جو پیدا ہوا وہ بشر ہے، ہوا سے جو پیدا ہوا وہ بشر ہے، پانی سے جو پیدا ہوا وہ بشر ہے مگر مٹی سے پہلے اگر کوئی وجود ہو تو اس کے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا؟ پانی سے پہلے اگر کوئی وجود ہو تو اس کو کیا کہیں گے آپ؟ آگ اور ہوا سے پہلے اگر کوئی وجود ہو تو اس کو کیا کہا جائے گا؟ آپ آدمیت کے نقطہ آغاز کا ذرا جائزہ لیں، آدمیت کی ابتدا حضرت آدم سے ہوتی ہے۔ ہم آدمی کہلاتے ہیں، اسی لیے کہ حضرت آدم کی اولاد ہیں۔ ہمیں بشر اسی لیے کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم سے ہماری نسل چلی ہے۔ اب ذرا حضرت آدم سے پوچھئے: اے ابوالبشر! اے فخر آدمیت! اے امید انسانیت! آپ بتلائیے کہ آپ سے ہمارے نبی کا کیا رشتہ ہے؟ تو وہ کہیں گے۔

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابوالبشر کی ہے

اے لوگو! ظاہر میں جو میرا نخل ہے وہی میری اصل ہے، یعنی گلشن کائنات کی اولین فصل بہاری کا نام مصطفیٰ جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اب مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ جو آدم کی آدمیت سے پہلے ہو وہ بشر کیسے کہلائے گا۔ مصطفیٰ خود فرما

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقیاس نور

جنید زماں پیر طریقت مناظر اسلام
ابوعبدالوہاب مولانا محمد عمر اچھروی

الناشر:
مکتبہ سلطانیہ — مدینہ منزل
۱۸۰ اے جناح کالونی بسطامی روڈ کسن آباد روڈ لاہور
فون: ۷۵۸۴۴۵۷

قَدْ جَاءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام برکت التیام کتاب مستطاب لاجواب نو رسیدہ اولی الالباب

مسمّٰی بہ

فیصلہ البشریت

(از تصنیف لطیف و تالیف منیف)

جناب مولانا مولوی محمد امام بخش صاحب فریدی مدظلہم العالی

(باہتمام سعادت انجام مولوی کمال الدین حسینی حنفی چشتی عفی عنہ ڈیروی)

مقبول عام پریس ہوسین باہتمام مولوی نواب الدین منیجر چھپا

بشریت کے دو منافی صفتوں میں سے صفت بشریت پر مقصور ہے یعنی بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں دعووں کی اس پاک کلام قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی میں تردید مدعا کی قلب کے ساتھ کی ہے کیونکہ فرمایا ہے۔ کیوں کر فرمایا ہے کہہ دو یا رسول اللہ بجز اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں مثل تمہارے وحی کی جاتی ہے طرف میرے پہلے دعوے کی تردید یوں ہوئی کہ بشریت اور رسالت یہ دو صفتیں آپس میں منافی نہیں ایک موصوف میں جمع ہو سکتی ہیں ان کے پہلے دعوی کی تردید بطریق قلب مدعا ثابت ہوئی یوں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم صورت بشری میں بظاہر کافروں کے ہم شکل تھے۔ اس واسطے بشر ہونے کو تسلیم کر لیا۔ اور دوسرے دعوے کی تردید یوں بیان فرمائی کہ بجائے کلمہ ما الا کے کلمہ انما کا جو ما الا کے معنے کو ادا کرتا ہے لایا ہیں کا قانون یہ ہے کہ قصر کلمہ انما کے بعد کے کلام کی جزو اخیر پر ہوتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ میں درحقیقت رسالت پر مقصور ہوں یعنی بندہ ہوں بشریت حقیقی مجھ میں نہیں اب دوسرے دعوے کی بھی تردید بطریق قلب مدعا کے ہو گئی یعنی کافر کہتے تھے کہ تم بشریت پر مقصور ہو رسالت تم میں نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ میں رسالت پر مقصور ہوں حقیقی بشریت مجھ میں نہیں تمام جواب کا حاصل یہ ہے کہ میں شکل بشری میں تمہارے برابر ہوں لیکن فقط رسول ہوں یہ تفسیر اللہ تعالیٰ کے قول وما محمد الا رسول کے موافق ہے گویا وما محمد الا رسول قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی کی تفسیر کر رہا ہے کیونکہ قرآن شریف کی تفسیر یا خود قرآن شریف کرتا ہے یا حدیث شریف اور یہ تفسیر اس تفسیر کے بھی موافق ہے جو تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں اسی آیۃ کی تفسیر بیان کی ہے وہ یہ ہے۔ قولہ تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم اللہ تعالیٰ رسولہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم التواضع لئلا یزھی علی خلقہ فامرہ ان یقر فیقول انا آدمی مثلکم الا انی خصصت بالوحی واکرمنی اللہ بہ وھو قولہ تعالیٰ یوحی الی

یعنی ... رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد

سلسلۂ تبلیغ جماعت اہلِ سنت

الحمدللہ القدیر کہ دریں زمانِ فرحِ نو

کتابِ لاجواب

مُعلم تقریر

یعنی

نئی تقریریں



حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

فاروقیہ بُکڈپو

۴۲۲ مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۶

اس آیت میں انسان اور بیان میں تین احتمال ہیں:

ایک یہ کہ انسان سے مراد عام انسان ہو۔ اور بیان سے مراد تمام اسماء کا علم، دوسرے یہ کہ انسان سے مراد آدم علیہ السلام ہوں۔ اور بیان سے مراد تمام اسماء کا علم۔ تیسرے یہ کہ انسان سے مراد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ اور بیان سے مراد مَاکَانَ وَمَا یَکُوْنُ۔ کا علم ہو۔ یہ ہی تین تفسیریں روح البیان اور تفسیر صاوی وغیرہ تفاسیر میں مذکور ہیں۔

پہلی تفسیر کی بنا پر اس آیت کا منشاء یہ ہوگا کہ چار عناصر میں خاک عاجز اور کمزور مخلوق ہے کہ اس پر گندگی وغیرہ رہتی ہے سب سے نیچی ہے اس میں سکون ہے، اضطراب نہیں، اس پر گناہ وغیرہ ہوتے ہیں، تو چاہئے تو یہ تھا کہ اس ادنیٰ چیز سے ادنیٰ مخلوق پیدا ہوگی۔ مگر ہماری قدرت تو دیکھو ایسی ادنیٰ مخلوق سے اشرف المخلوقات، حضرت انسان کو پیدا کیا۔ اس پر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ بسایا۔ اسی سے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔ اسی میں ان کی قیام گاہ بنایا۔ جس سے اس کا درجہ عرش سے بڑھ گیا۔

لطیفہ: صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ عجز و نیازی بڑی اعلیٰ نعمت ہے مولانا فرماتے ہیں ؎

عجز کارِ انبیاء و اولیاء است
عاجزی محبوب درگاہ خدا است

دیکھو آگ و پانی میں تکبر ہے۔ اور خاک میں عجز مگر باغ، کھیت، اور سونے چاندی کی کانیں خاک میں ہیں۔ آگ میں نہیں، بلکہ اگر آگ اُگے ہوئے کھیت میں پہنچ جائے تو برباد کردے۔

ایسے ہی اگر تکبر کی آگ عبادت کی کھیتی میں پہنچے تو راکھ بنادے۔ جیسا کہ شیطان کا حال ہوا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارکہ کے متعلق امام سیوطی رحمہ اللہ نے جو روایت حکیم ترمذی کے حوالہ سے نقل کی ہے. اسی روایت کے راوی کے متعلق خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں محدثین کی رائے نقل کرکے اس کو جھوٹا قرار دیا ہے.
منقول

كفاية الطالب اللبيب في خصائص الحبيب
المعروف بـ
الخصائص الكبرى
تأليف
الإمام جلال الدين عبد الرحمن السيوطي
(849 - 911 هـ)
تحقيق
اللجنة الفنية بالدار
المجلد الأول
المكتبة التوفيقية
ت / ف : ٠٢٠٢٥١٠٠٤٥٦

يخرج من الأنبياء ولا يرى منه شيء». وأخرجه أبو نعيم من هذا الطريق.

[٣٥٩] وله طريق ثالث: قال أبو نعيم، حدثنا محمد بن إبراهيم، حدثنا علي بن أحمد بن سليمان المصري، حدثنا زكريا بن يحيى البلخي، حدثنا شهاب بن معمر العوفي، حدثنا عبد الكريم الخزاز، حدثنا أبو عبد الله المدني، عن ليلى مولاة عائشة قالت: قلت يا رسول الله إنك تدخل الخلاء فإذا خرجت دخلت إثرك فما أرى شيئًا إلا أني أجد رائحة المسك. قال: «إنا معشر الأنبياء تنبت أجسادنا على أرواح أهل الجنة فما خرج منها من شيء ابتلعته الأرض».

[٣٦٠] وله طريق رابع، قال الحاكم في (المستدرك) أخبرني مخلد بن جعفر، حدثنا محمد بن جرير، حدثنا موسى بن عبد الرحمن المسروقي، حدثنا إبراهيم بن سعد، حدثنا النهال بن عبيد الله عمن ذكره، عن ليلى مولاة عائشة، عن عائشة قالت: دخل رسول الله ﷺ لقضاء حاجته، فدخلت فلم أر شيئًا ووجدت ريح المسك، فقلت: يا رسول الله إني لم أر شيئًا قال: «إن الأرض أمرت أن تكفته منا معاشر الأنبياء».

[٣٦١] وله طريق خامس، قال الدارقطني في (الأفراد) حدثنا محمد بن سليمان الباهلي، حدثنا محمد بن حسان الأموي، حدثنا عبدة بن سليمان، عن هشام بن عروة،

تاريخ بغداد
أو مدينة السلام
تأليف
الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي
الخطيب البغدادي
المتوفى ٤٦٣ هـ
دراسة وتحقيق
مصطفى عبد القادر عطا

أخبرنا أحمد بن علي بن الحسين التوزي، حدثنا محمد بن الحسين بن موسى النيسابوري. قال: مات أبو سليمان الداراني سنة خمس عشرة ومائتين.

قلت: والشاميون أعرف بهذا من غيرهم، فالله أعلم.

٥٣٦٨ - عبد الرحمن بن قيس، أبو معاوية الضبي الزعفراني:

حدث عن محمد بن عمرو بن علقمة، وحميد الطويل، وداود بن أبي هند، وعبد الله بن عون، والنهاس بن قهم، وعباد بن راشد، وهشام بن حسان. روى عنه الطيالسي، وعبد الصمد بن عبد الوارث، ومقاتل بن صالح الهاشمي، وأبو النضر إسماعيل بن عبد الله العجلي، وعلي بن شعيب البزاز، ومحمد بن إسحاق الصاغاني، وعلي بن سهل بن المغيرة. وهو من أهل البصرة سكن بغداد مدة وحدث بها، ثم انتقل إلى نيسابور فنزلها.

أخبرني الحسين بن أحمد السلماسي، حدثنا محمد بن عبد الرحمن المخلص، حدثنا محمد بن هارون الحضرمي، حدثنا علي بن شعيب السمسار قال: حدثنا عبد الرحمن بن قيس، أبو معاوية البصري الزعفراني - حدثنا محمد بن عمرو بن علقمة، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن أول كرامة المؤمن أن يغفر لمشيعيه»[1].

أخبرني محمد بن علي المقرئ، أخبرنا محمد بن عبد الله النيسابوري الحافظ، أخبرني أبو جعفر محمد بن صالح بن هانئ، حدثنا الحسين بن محمد بن زياد قال: حدثني محمد بن يحيى قال: سألت عبد الصمد بن عبد الوارث، عن أبي معاوية

BARELVI AQEEDA NOOR KA RADD BARELVI TAFSEER SE

SURAH MAEDA KI AYAT NO 15 KO BARELVI APNE AQEEDA NOOR MIN NOOILLAH SAABIT KERNE KE LIYE PESH KERTE HAI MAGAR AHLE BIDDAT KE MUFASSIR ISY AYAT ME NOOR SE SIRF NOOR E HIDAYAT MAANTE HAIN NA KI NOOR MIN NOORILLAH

بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١٤﴾ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا

تھا جو کچھ کرتے تھے ف۵۳ اے کتاب والو ف۵۴ بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ

يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ

رسول ف۵۵ تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں ف۵۶ اور بہت

كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ﴿١٥﴾ يَهْدِي بِهِ

سی معاف فرماتے ہیں ف۵۷ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ف۵۸ اور روشن کتاب ف۵۹ اللہ اس سے

اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ

ہدایت دیتا ہے اسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے راستے اور انہیں اندھیریوں سے روشنی کی طرف

إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾ لَقَدْ

لے جاتا ہے اپنے حکم سے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے بے شک

كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ

کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے ف۶۰ تم فرما دو

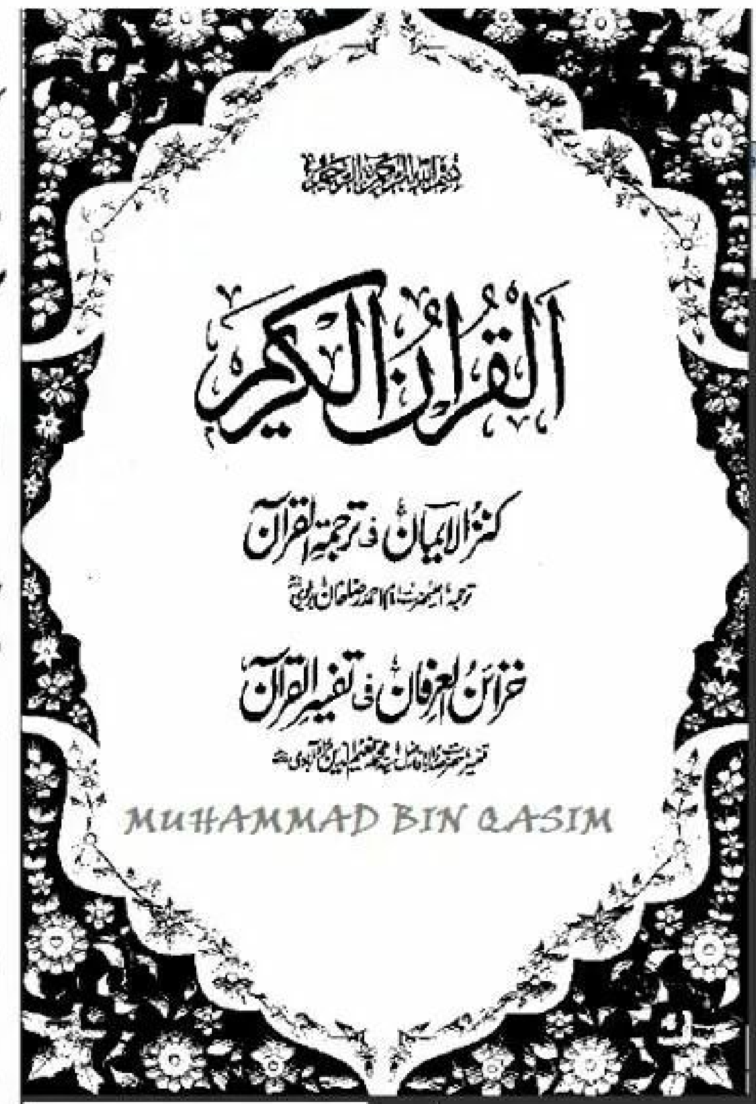
فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ

پھر اللہ کا کوئی کیا کر سکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کر دے مسیح

ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ

بن مریم اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو ف۶۱ اور اللہ ہی کے لیے ہے

(۵۳) یعنی روز قیامت وہ اپنے کردار کا بدلہ پائیں گے (۵۴) یہود و نصاریٰ (۵۵) سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (۵۶) جیسے کہ آیت رجم اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور حضور کا اس کو بیان فرمانا معجزہ ہے (۵۷) اور ان کا ذکر بھی نہیں کرتے نہ ان پر مواخذہ فرماتے ہیں کیونکہ آپ اسی چیز کا ذکر فرماتے ہیں جس میں مصلحت ہو (۵۸) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہ حق واضح ہوئی (۵۹) یعنی قرآن شریف (۶۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نجران کے نصاریٰ سے یہ مقولہ سرزد ہوا اور نصرانیوں کے فرقہ یعقوبیہ و ملکانیہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ حضرت مسیح کو اللہ بتاتے ہیں کیونکہ وہ حلول کے قائل ہیں اور ان کا اعتقاد باطل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدن عیسیٰ میں حلول کیا معاذ اللہ وتعالیٰ اللہ عما یقولون علوًا کبیرًا ۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حکم کفر دیا اور اس کے بعد ان کے مذہب کا فساد بیان فرمایا (۶۱) اس کا جواب یہی ہے کہ کوئی کچھ نہیں کر سکتا تو پھر حضرت مسیح کو اللہ بتانا کتنا صریح باطل ہے



APNE HI GIRATE HAIN NASHEMAN PE BIJLIYAN

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذوالنورین ہونے کا مطلب

آج کل موبائل میسیجز پر حضور ﷺ کی بشریت کا انکار کرنے کیلیے اور آپ ﷺ کو نوری مخلوق ثابت کرنے کیلیے یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر حضور ﷺ نور نہیں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے اگرچہ اس کے کئی منہ توڑ جوابات موجود ہیں مگر آئے اس کا جواب خود ایک بریلوی مولوی کے قلم سے دے دیتے ہیں اس کتاب پر ۳۱ جید بریلوی اکابرین کی تقریظات موجود ہیں www.RazaKhaniMazhab.com

باطنی طور پر متصرف ہوتا ہے جیسے اقطاب۔ اور بعض میں ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی خلافتیں جمع ہوتی ہیں جیسے خلفائے راشدین ابوبکر اور عمر بن عبدالعزیز (نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۲۱۵)۔

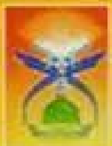
حضرت علامہ سید آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لَا تَحْزَنْ کے تحت لکھتے ہیں: اس میں اشارہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں وہی منزلت حاصل تھی جو حضور ﷺ کو اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں حاصل تھی، وہ اللہ کے حبیب کے حبیب ہیں (روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۳۰۲)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ: مولانا شیخ خالد نقشبندی قدس سرہ نے ایک دن خطاب فرمایا کہ کاملین کے مرتبے چار ہیں۔ نبوت جسکے قطب مدار ہمارے نبی ﷺ ہیں، پھر صدیقیت جسکے قطب مدار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر شہادت جسکے قطب مدار عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر ولایت جس کے قطب مدار علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہیں۔ کسی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا کہ ان کا مرتبہ نبوت کے بعد تین خلفاء کے مراتب میں کیا ہے؟ فرمایا آپ رضی اللہ عنہ کو شہادت کے مرتبے میں سے بھی حصہ ملا ہے اور ولایت کے مرتبے میں سے بھی حصہ ملا ہے، اور آپ کے ذوالنورین ہونے کا عارفین کے نزدیک یہی مطلب ہے (روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۱۰۶ تحت اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم الآیۃ وقال لم اظفر علی التفصیل الذی ذکرہ مولانا الشیخ)۔

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: جو صدیقین کی گردنوں کو پھلانگ جاتا ہے وہ نبوت میں جا پہنچتا ہے، اور یہ دروازہ اس وقت بند ہے۔ شیخ اکبر قدس سرہ نے نبوت اور صدیقیت کے درمیان ایک مقام ثابت کیا ہے جسے مقام قربت کا نام دیا ہے، اور یہ وہ راز ہے جو ابوبکر کے سینے میں ڈالا گیا ہے جسکی طرف حدیث میں اشارہ ہے، پس نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان اصلاً کوئی آدمی نہیں فَلَيْسَ بَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ رَجُلٌ اَصْلاً (روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۱۰۷)۔

حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی الملفوظ میں خلفائے راشدین علیہم الرضوان کو اپنے اپنے دور کے غوث قرار دیا ہے (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۳۷)۔

ثالثاً ان کے بعد والے مقدس افراد بھی مولا علی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء علی نبینا وعلیہا الصلوۃ والسلام کی وجہ سے سادات ہیں۔ اگر آپ کا زعم تسلیم کرلیا جائے تو پھر بھی اس کا سبب سیدۃ النساء ہیں نہ کہ مولا علی۔ ورنہ مولا علی کی اولاد دیگر ازواج میں سے کثرت سے موجود تھی اور آج بھی موجود ہے۔ بلکہ روافض نے ایک خاص



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمانِ سیدنا علی المرتضیٰ

لَا اَجِدُ اَحَدًا فَضَّلَنِيْ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُهٗ حَدَّ الْمُفْتَرِيْ

میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر و عمر سے افضل کہتا ہے اسے الزام تراشی کی سزا کے طور پر اسی (۸۰) کوڑے ماروں گا

ضربِ حیدری

مدظلہ العالی

پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری

رحمۃ للعالمین پبلیکیشنز

بشیر کالونی سرگودھا

03013857510 - 048-3215204 - 03016002250

مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾

کتاب میں سے اور درگزر کرتا ہے بہت سی باتوں سے۔ تحقیق آ گئی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب واضح ○

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ

دکھاتا ہے ساتھ اس کے اللہ اس شخص کو کہ پیروی کرتا ہے وہ اس کی رضامندی کی راہیں سلامتی کی اور نکالتا ہے ان کو

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾

اندھیروں سے طرف روشنی کی اپنے حکم سے اور راہنمائی کرتا ہے ان کی طرف سیدھی راہ کی ○

جب اللہ تعالیٰ نے اس عہد اور میثاق کا ذکر کیا جو اس نے اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے لیا تھا مگر تھوڑے سے لوگوں کے سوا سب نے اس عہد کو توڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو حکم دیا کہ وہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ کی نبوت پر ایک قطعی دلیل کے ذریعے سے استدلال کیا۔ اور وہ یہ کہ آپ ﷺ ان کے سامنے وہ چیزیں بیان کرتے ہیں جو وہ عام لوگوں سے چھپاتے ہیں حتیٰ کہ خود اپنے عوام سے بھی چھپاتے ہیں ایس جب یہی لوگ علم کے بارے میں عوام کا مرجع تھے اور علم کے خواہش مند کے لئے ان کے بغیر علم حاصل کرنے کا کوئی راستہ نہیں تھا تو ان حالات میں رسول اللہ ﷺ کا قرآن کریم کے ساتھ مبعوث ہونا اور ان تمام امور کو کھول کھول کر بیان کر دینا جو وہ چھپاتے تھے دراں حالیکہ آپ ان پڑھ تھے اور لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے آپ ﷺ کی رسالت کی سب سے بڑی دلیل ہے، مثلاً ان کی کتابوں میں جناب محمد ﷺ کی صفات اور بشارتیں موجود تھیں۔ اسی طرح آیت رجم کو (جسے وہ چھپاتے تھے) رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا۔

﴿ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴾ ''اور درگزر کرتا ہے وہ بہت سی چیزوں سے'' یعنی آپ ﷺ نے بہت سی ایسی باتوں کو بیان نہیں فرمایا جن کو بیان کرنا حکمت کا تقاضا نہیں تھا ﴿ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ ﴾ ''تحقیق آ گیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور'' اس نور سے مراد قرآن کریم ہے جس سے جہالت کی تاریکیوں اور گمراہی کے اندھیاروں میں روشنی حاصل کی جاتی ہے ﴿ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴾ ''اور روشن کتاب۔'' مخلوق اپنے دین و دنیا کے جن امور کی محتاج ہے اس کتاب نے ان کو واضح کر دیا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ اس کے اسماء و صفات اور افعال کا علم احکام شرعی اور احکام جزائی کا علم' پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ کون ہے جو اس قرآن سے رہنمائی حاصل کرتا ہے اور وہ کون سا سبب ہے جو بندہ اس راہنمائی کے حصول کے لئے اختیار کرتا ہے۔ ﴿ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ ﴾ ''اللہ اس کے ذریعے سے ہدایت دیتا ہے اس کو جو اس کی رضامندی کی پیروی کرتا ہے' سلامتی کے راستوں کی'' یعنی جو کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا کا حریص ہوتا ہے اور پھر اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے اور اس کا قصد و ارادہ بھی صحیح ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سلامتی کے راستوں کی طرف اس کی راہنمائی کرتا ہے۔ جو اسے

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

تيسير الكريم الرحمن

في تفسير كلام المنان

المعروف

تفسیر السعدی (اردو)

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ

دار السلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

NABI SAW BASHER HAIN ALA HAZRAT KI TEQEEQ

is ibarat me 2 baat saaf hui ek ye ki nabi saw sirf basher hi hain awr doosri jo barelvi aqeeda noor min noorillah ka aqeeda rakhte hain uska khud unke abba ala hazrat ne khud hi rad ker diya ye keh keh ker ki nabi saw awr abu bakr rz awr umer rz ek hi mitti se banaaye gaye hain

ab barelvi ka aqeeda nabi saw allah ke noor se paida hue ye batil ho gaya

GHAR KO AAG LAG GAYI GHAR KE CHERAG SE

MUHAMMAD BIN QASIM

السنیۃ الانیقہ فی فتاویٰ افریقہ

فتاویٰ افریقہ

تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت

الشاہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ



مسئلہ ۶۲: حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور میرے نور سے سارے جہان کو۔ زید نے سوال کیا وہ نور محمدی ﷺ کتنا بڑا ہوگا فقیر نے جواب دیا اس میں کونسا شک ہے ایک شمع روشن کرو اور پھر لاکھوں کروڑوں شمعیں اس سے روشن کرلو اس کا نور کم نہیں ہوتا ایسا ہی نور محمد ﷺ کا نور پاک کم نہیں ہوتا۔

الجواب: زید کا اعتراض جاہلانہ اور سائل سلمہ اللہ تعالیٰ کا جواب صحیح و عالمانہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۳: حدیث شریف میں ہے کہ آدمی کی پیدائش جس زمین کی مٹی سے ہوتی ہے وہاں آدمی دفن ہوتا ہے زید سوال کرتا ہے یہ کیسے بن سکتا ہے کہ آدمی صحبت اندھیری رات میں کرتا ہے اور حمل قرار پانے کا کچھ وقت معلوم نہیں تو اس وقت کیسے مٹی ماں کے شکم میں بچہ دان میں پہنچ سکتی ہے فقیر نے کہا میاں کیا اللہ عزوجل کو اتنی قدرت نہیں کہ زمین سے مٹی اٹھالیوے یا بذریعہ ملک اس ساعت میں بچہ دان میں پہنچادے۔

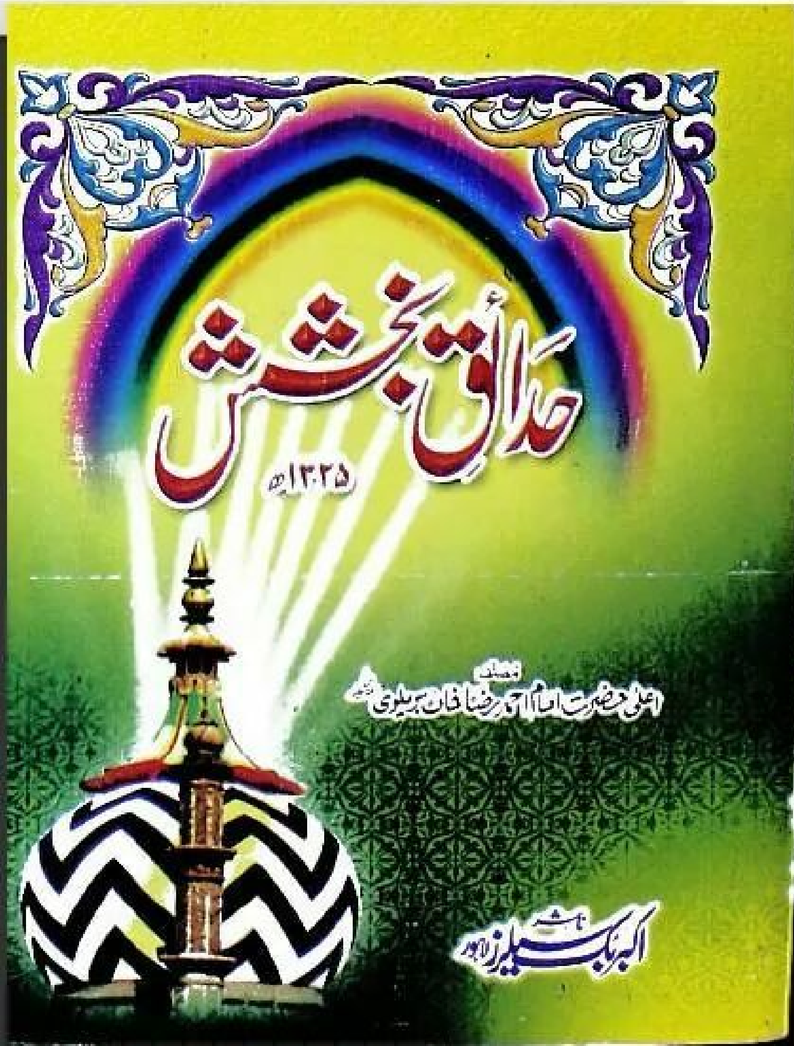
آدم سر دتن بآب و گل داشت　　کو حکم بملک جاں ودل داشت

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے منها خلقنکم وفيها نعيد كم ومنها نخرجكم تارة اخرىO زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لیجائیں گے اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔ ابونعیم نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مامن مولود الاوقدذر عليه من تراب حفرته کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس پر اس کی قبر کی مٹی نہ چھڑکی ہو۔ کتاب المتفق والمفترق میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مامن مولود الا وفى سرته من تربته التى خلق منها حتى يدفن فيها وانا و ابوبكر و عُمر و خلقنا من تربة واحدة فيها ندفن ہر مولود کی ناف میں اس کی قبر کی مٹی ہوتی ہے جس سے اسے پیدا کیا اور اسی میں وہ دفن ہوتا ہے اور میں اور ابوبکر و عمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہوں گے۔ امام ترمذی حکیم عارف نو اور میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے راوی کہ فرشتہ جو رحم زن پر مؤکل ہے جب نطفہ رحم میں قرار پاتا ہے اسے رحم سے لے کر

AHMAD RAZA KHAN PAAGAL BEWAQOOF

PEHLI LINE ME LIKHTA-: HAI TU HAI SAYA NOOR KA ISME ISNE TASLEEM KIYA HAI KI NOOR KA SAYA HOTA HAI

DOOSRI LINE ME LIKHTA-: SAAYE KA SAYA NAHI HOTA NA SAYA NOOR KA ISMNE ISNE NOOR KA SAYA NAHI HOTA



مصحفِ عارض پہ ہے خطِ شفیعہ نور کا
لو سیہ کارو مبارک ہو قبالہ نور کا

آب زر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا
مصحفِ اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نور کا

پیچ کرتا ہے فدا ہونے کو لمعہ نور کا
گرد سر پھرنے کو بنتا ہے عمامہ نور کا

ہیبت عارض سے تھراتا ہے شعلہ نور کا
کفش پا پر گر کے بن جاتا ہے گپھا نور کا

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زُجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

میل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا ترے سجدے سے سیما نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

AHMAD RAZA KHAN BARELVI KHUD EK BAAT SAABIT KER KE FIR USKI NAFI KER GAYA
AISE JAAHIL AWR BEWAQOOF INSAAN SHAYAD HI KOI HO APNA HI JOOTA AWR APNA HI SIR

AWR ISSE BADI JAAHIL BEWAQQOF ISKI AWAAM HAI AB AHMAD RAZA KHAN KA JO HAM AQEEDA NA HO WOH KAAFIR HAI KITAB (ASSAWAREMUL HINDIA) TO EK BAAT TO AAP TARQ KARENGE HI AHMAD RAZA KI FIR AAP APNE HI MASLAQ KE FATWE KI ZADD ME HAIN

JIS TARF DIL HO NIKAL JAAO JOOTE TO PADNE HI HAIN

الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○

فرقوں کے درمیان روز قیامت تک دشمنی اور کینہ لگا دیا ہے اور عنقریب[ا] خدا انہیں اُس سے آگاہ کرے گا جو وہ کیا کرتے تھے ○

١٥ - يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○

١٥ - اے اہل کتاب ہمارا رسول تمہارے پاس آیا ہے کتاب کی بہت سی باتیں جو تم چھپاتے تھے، تم پر کھولتا ہے اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے۔ خدا سے تمہارے پاس روشنی اور کھلی کتاب آئی ہے (یعنی قرآن) ○

١٦ - يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

١٦ - اس کتاب سے خدا اسے جو اُس کی مرضی کے تابع ہے، سلامتی کی راہیں دکھلاتا ہے اور اپنے حکم سے انہیں تاریکیوں سے روشنی میں لاتا ہے اور انہیں راہ راست دکھلاتا ہے[ب] ○

اغراء عداوت

[ا] عیسائی بھی یہودیوں کی طرح اصل پیغام کو چھوڑ بیٹھے اور لاطائل بت پرستانہ مسائل میں اُلجھ گئے اور مذہب یہ قرار دیا کہ یہودیوں کی مخالفت کی جائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہودی بھی عیسائیوں کے خلاف دل میں کینہ اور بغض رکھنے لگے۔ قرآن کریم نے اس آویزش کا نام اغراء عداوت و بغض رکھا ہے۔

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ سے مراد یہ نہیں کہ یہ دونوں قیامت تک باقی بھی رہیں گے۔ بلکہ مدت مدید سے کنایہ ہے۔ کیونکہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کے ماتحت ایک وقت آئے گا جب کہ اسلام کی عالم افروز روشنی ساری دنیا کو جگمگا دے گی۔

روشنی کا لیمپ

[ب] اس آیت میں بتایا ہے کہ قرآن روشنی کا لیمپ ہے جو جہل و تعصب کی تاریکیوں سے نکالتا ہے اور علم و رواداری کی پُرنور وادیوں میں جگہ دیتا ہے۔ یہی وہ روشنی ہے جو صراط مستقیم کی طرف ہماری رہنمائی کرتی ہے اور یہی وہ پیغام ہے جس کی اطاعت سے دل کے تمام اندھیرے کافور ہو جاتے ہیں۔

حل لغت

اَلْبَغْضَآءَ - دشمنی۔
سُبُلَ - جمع سبیل - راہ۔

القرآن الحکیم

تفسیر سراج البیان

از

علامہ محمد حنیف صاحب ندوی



ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار۔ لاہور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر ماننا ضروریات دین میں سے ہے

علامہ طحطاوی الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر ماننا اور عرب ماننا صحت ایمان کیلئے شرط ہے کہ اس بات پر دلائل قطعیہ متواترہ شاہد ہیں۔ لو جی علامہ طحطاویؒ بھی دیوبندی نکلے

حاشية الطحطاوي

جو بریلوی یہ کہتا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر بھی مانتا ہے اور نور بھی وہ اپنے ہی مولوی کے فتویٰ کے تحت کافر ہے کیونکہ کنزالایمان میں لکھا ہے کہ قرآن میں انبیا کو بشر کہنے والا کافر ہے۔۔۔ کون کون سا بریلوی کافر ہوا اپنے مولوی کے فتویٰ کے تحت؟؟؟

وہ ایمان والے نہیں یعنی کلمہ پڑھنا اسلام کا مدعی ہونا نماز روزہ ادا کرنا مومن ہونے کیلئے کافی نہیں جب تک دل میں تصدیق نہ ہو۔ مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ جتنے فرقے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور کفر کا اعتقاد رکھتے ہیں سب کا یہی حکم ہے کہ کافر خارج از اسلام ہیں شرع میں ایسوں کو منافق کہتے ہیں ان کا ضرر کھلے کافروں سے زیادہ ہے مِنَ النَّاسِ

اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو ۲۱ تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ

سنتا ہے! وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں اور جب ان سے کہا جائے

اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ

ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں ۲۲ تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں ۲۳ سنتا ہے!

فرمانے میں لطیف رمز یہ ہے کہ یہ گروہ بہتر صفات انسانی کمالات سے ایسا عاری ہے کہ اس کا ذکر کسی وصف و خوبی کے ساتھ نہیں کیا جاتا یوں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی آدمی ہیں مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے اسلئے قرآن پاک میں جابجا انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا اور درحقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے بعض مفسرین نے فرمایا مِنَ النَّاسِ سامعین کو تعجب دلانے کے لئے فرمایا گیا کہ ایسے فریبی مکار اور ایسے احمق بھی آدمیوں میں ہیں ۲۰ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو کوئی دھوکا دے سکے وہ اسرار و مخفیات کا جاننے والا ہے مراد یہ ہے کہ منافق اپنے گمان میں خدا کو فریب دینا چاہتے ہیں یا یہ کہ خدا کو فریب دینا یہی ہے کہ رسول علیہ السلام کو دھوکا دینا چاہیں کیونکہ وہ اسکے خلیفہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اسرار کا علم عطا فرمایا ہے، وہ ان منافقین کے چھپے کفر پر مطلع ہیں اور مسلمان ان کے اطلاع دینے سے باخبر تو ان بے دینوں کا فریب نہ خدا پر چلے نہ رسول پر نہ مومنین پر بلکہ درحقیقت وہ اپنی جانوں کو فریب دے رہے ہیں مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تقیہ بڑا عیب ہے جس مذہب کی بنا تقیہ پر ہو وہ باطل ہے تقیہ والے کا حال قابل اعتماد نہیں ہوتا۔ توبہ نا قابل اطمینان ہوتی ہے اس لئے علماء نے فرمایا لَا تُقْبَلُ تَوْبَةُ الزِّنْدِیْقِ ۲۱ بدعقیدگی کو قلبی مرض فرمایا گیا اس سے معلوم ہوا کہ بدعقیدگی روحانی زندگی کے لئے تباہ کن ہے مسئلہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جھوٹ حرام ہے اس پر عذاب الیم مرتب ہوتا ہے ۲۲ مسئلہ کفار سے میل جول ان کی خاطر دین میں مداہنت اور اہل باطل کے ساتھ تملق و چاپلوسی اور ان کی خوشی کے لئے صلح کل بن جانا اور اظہار حق سے باز رہنا شان منافق اور حرام ہے، اسی کو منافقین کا فساد فرمایا گیا آجکل بہت لوگوں نے یہ شیوہ کر لیا ہے کہ جس جلسہ میں گئے ویسے ہی ہو گئے، اسلام میں اس کی ممانعت ہے ظاہر و باطن

كنز الايمان

نبی کریم ﷺ کو "بشر" ماننا ضروریات دین میں سے ہے

علامہ آلوسی حنفی رح فرماتے ہیں کہ شیخ ولی الدین عراقی سے پوچھا گیا کہ اس بات کا علم ہونا کہ نبی ﷺ بشر ہیں یا عرب میں سے ہے صحت ایمان کیلئے ضروری ہے یا فرض کفایہ (یعنی بعض لوگوں کو اس کا علم ہو تو کافی ہے) میں سے تو شیخ نے فرمایا کہ اس بات کا علم ہونا ایمان کے صحیح ہونے کیلئے ضروری ہے اور جو شخص یہ نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ بشر ہیں یا نہیں تو وہ کافر ہے کہ اس نے قرآن کا انکار کیا کیونکہ نبی کریم ﷺ کو بشر ماننا ضروریات دین میں سے ہے (روح المعانی ج۴ ص۱۱۳)

معلوم ہوا کہ اب جو نبی کریم ﷺ کو بشر نہ مانے بلکہ نور مانے وہ کافر اور ضروریات دین کا منکر ہے لو جی علامہ آلوسی حنفی اور شیخ عراقی بھی دیوبندی وہابی نکلے

كان يعني الرفيع مكانه وقع في مرض التعليل فإن عليه معظم المحققين. والجار إما متعلق (ببعث) أو بمحذوف وقع صفة (رسولا). والامتنان بذلك إما لحصول الأنس بكونه من الإنس فيسهل التلقي منه وزوال الوحشة والنفرة الطبيعية التي بين الجنسين المختلفين، وإما ليفهموا كلامه بسهولة ويفتخروا على سائر أصناف نوع بني آدم، وإما ليفهموا ويفتخروا ويكونوا واقفين على أحواله في الصدق والأمانة فيكون ذلك أقرب إلى تصديقه والوثوق به صلى الله تعالى عليه وسلم، وتخصيص المؤمنين بالامتنان مع عموم نعمة البعثة لا يدل عليه قوله تعالى: (وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين) لمزيد انتفاعهم على اختلاف الأقوال فيهم بها، ونظير ذلك قوله تعالى: (هدى للمتقين) وقرئ (لمن من الله) بمن الجارة ومن المشددة النون على أنه خبر لمبتدأ محذوف مثل معلوم بعثه وحذف لقيام الدلالة، وجوز الزمخشري أن تكون إذ في محل الرفع كإذا في قولك: أخطب ما يكون الأمير إذا كان قائماً بمعنى لمن من الله تعالى على المؤمنين وقت بعثه، ولا يخفى عليك أن هذا يقتضي أن تكون (إذ) مبتدأ والجار والمجرور خبراً (وقد اعترض ذلك) بأنه لم يعلم أن أحداً من النحويين قال بوقوع (إذ) كذلك، وما قال إذا لا إذ، وهي أيضاً فيه ليست مبتدأ أصلا، وإنما جوزوا فيها وجهين: النصب على أن الخبر محذوف وهي سادة مسده، والرفع على أنها هي الخبر، وعلى الأول يكون الكلام من باب جد جده لأن الأمير أخطب في حال القيام لا كونه، وعلى الثاني من باب نهاره صائم والوجه الأول هو المشهور، وجوز الثاني عبد القاهر تمسكا بقول بعضهم: أخطب ما يكون الأمير يوم الجمعة بالرفع فكأن الزمخشري قاس إذ على إذا والمبتدأ على الخبر، وانتصر بعضهم للزمخشري، بأنه قد صرح جماعة من محققي النحاة بخروج إذ عن الظرفية فتكون مفعولا به، وبدلا من المفعول وهذا في قوة تصريحهم بوقوعها مبتدأ أو خبراً مثلا إذ هو قول بتصرفها ومن قال به فالت جميع الأحوال مستوية في جواز الإقدام عليها من غير تفرقة بين حال وحال إلا لمانع يمنع من ذلك الحال فيها وفي غيرها من سائر الأسماء وهو أمر آخر وراء ما نحن فيه، نعم حكى الشلوبين في شرح الجزولية عن بعضهم أن مأخذ التصرف في الظروف هو السماع فإن كان هذا حكم أصل التصرف فقط دون أنواعه لم يتم الاعتبار عما قاله الزمخشري بناء على ما ذكرنا بلا خفاء، وإن كان حكم الأنواع أيضاً كذلك فلا يقدم على القاطعية بمجرد ثبوت المفعولية ولا على الابتدائية بمجرد ثبوت الخبرية مثلا إلا بورود سماع في ذلك، ففي صحة كلام الزمخشري تردد يتبين لأن مجرد تصريحهم حينئذ بوقوع (إذ) مفعولا وبدلا وبوقوع إذا خبراً مثلا لا يجدي نفعا لجواز ورود السماع بذلك دون غيره ولا يخفى وقرأته رسول الله وفاطمة صلى الله تعالى عليه وعليها وسلم (من أنفسهم) بفتح الفاء أي من أشرفهم لأنه ﷺ من أشرف القبائل وبطونها وهو أمر معلوم غني عن البيان يتعين اعتقاده لكل مؤمن،

وقد سئل الشيخ ولي الدين العراقي هل العلم بكونه ﷺ بشراً ومن العرب شرط في صحة الإيمان أو من فروض الكفاية؟ فأجاب بأنه شرط في صحة الإيمان، ثم قال: فلو قال شخص: أؤمن برسالة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم إلى جميع الخلق لكن لا أدري هل هو من البشر أو من الملائكة أو من الجن، أو لا أدري هل هو من العرب أو العجم؟ فلا شك في كفره لتكذيبه القرآن وجحده ما تلقته قرون الإسلام خلفا عن سلف وصار معلوماً بالضرورة عند الخاص والعام، ولا أعلم في ذلك خلافاً، فلو كان غبيا لا يعرف ذلك وجب تعليمه إياه فإن جحده بعد ذلك حكمنا بكفره انتهى، وهل يقاس اعتقاد أنه صلى الله تعالى عليه وسلم من أشرف القبائل والبطون على ذلك فيجب ذلك في صحة الإسلام أو لا يقاس؟ فحينئذ يصح إسلام من لم يعرف ذلك لكنه

روح المعاني

في

تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني

الجزء الرابع

إدارة الطباعة المنيرية

دار إحياء التراث العربي

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے بشر ہیں بریلویوں کا اعتراف

اگر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا (باعتبار جنس کے) کہہ دیں تو بریلوی آسمان سر پر اُٹھا لیں کہ تم گستاخ ہو مگر ذرا نام نہاد بریلوی سلطان المناظرین مولوی اشرف سیالوی کی بھی سُن لیں جو کہتا ہے کہ:

کفار تمھارا یہ مطالبہ بے جا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری ہدایت اور اصلاح مقصود ہوتی تو کسی فرشتے کو ہمارے پاس نبی اور رسول بنا کر بھیجتا۔ ضروری تھا کہ ایک ہمارے جیسے بشر اور انسان کو ہمارے لئے نبی اور رسول بنایا جاتا کیونکہ نبی اور امت میں مناسبت ضروری ہوتی ہے

(تحقیقات، ص ۹۱)

امید کرتا ہوں کہ بریلوی حضرات اپنے مفتی پر بھی وہی فتویٰ لگائیں گے جو وہ اہلحق پر لگاتے ہیں

نبی ہمارے جیسے بشر

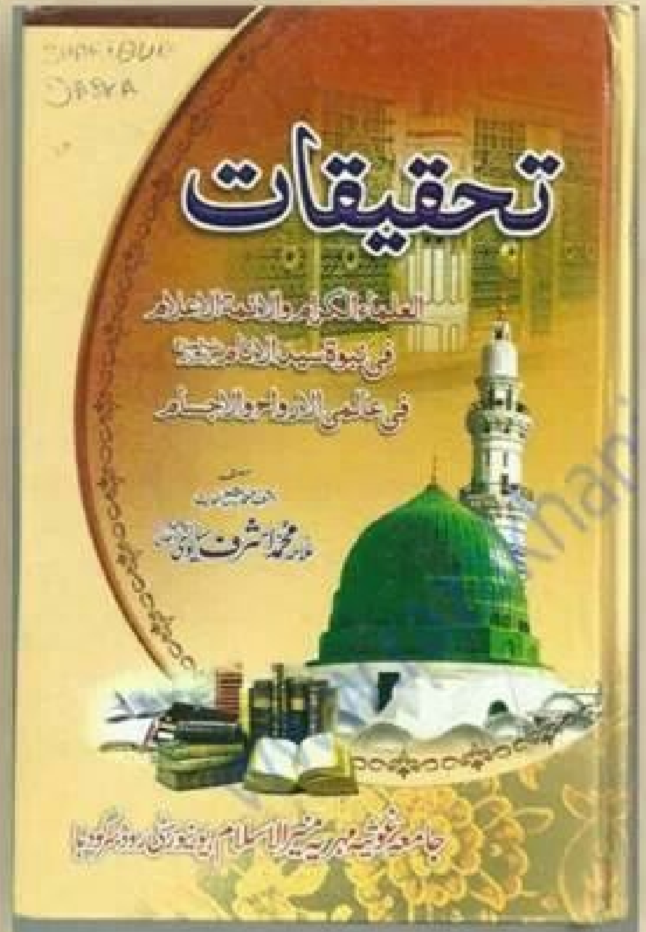
91 تحقیقات

کیونکہ ان کی طرف کسی فرشتہ کو نبی اور رسول بنا کر نہیں بھیجا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا یعنی اے کفار تمہارا یہ مطالبہ بے جا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری ہدایت اور اصلاح مقصود ہوتی تو کسی فرشتے کو ہمارے پاس نبی اور رسول بنا کر بھیجتا۔ ضروری تھا کہ ایک ہمارے جیسے بشر اور انسان کو ہمارے لیے نبی اور رسول بنایا جاتا کیونکہ نبی اور امت میں مناسبت ضروری ہوتی ہے لہذا زمین میں فرشتے موجود ہوتے اور ان کی ہدایت اور اصلاح مقصود ہوتی تو ہم ان کی طرف فرشتے رسول بنا کر بھیجتے قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا لیکن چونکہ تم اہل زمین انسان ہو جن کی رشد و ہدایت کا بندوبست مقصود ہے تو اس صورت میں اگر ہم کسی فرشتہ کو بھی نبی اور رسول بنائیں گے تو اسے بشر اور مرد بنا کر ہی بھیجیں گے۔ کیا دیکھتے نہیں ہو کہ جب انبیاء علیہم السلام کی باطنی قوت اور روحانی استعداد و صلاحیت اپنے معراج کمال کو پہنچ جاتی ہے اور ان کی طبیعت اور فطرت میں استعداد اور روشن اور مستنیر ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ انکی فطری استعداد کا زیتون آگ لگائے بغیر جل اٹھے اور روشن ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف ملائکہ کو مبعوث فرماتا ہے اور ان میں سے جو اعلیٰ درجہ کی استعداد باطنی اور روحانی صلاحیت کے مالک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ براہ راست اور بلا واسطہ کلام فرماتا ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ میقات میں سرِ طور اور محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شب معراج کو لا مکان میں کلام فرمایا۔"

بیضاوی علیہ الرحمہ نے یہاں پر وارد ہونے والے ایک سوال کا اجمالی طور پر جواب دیا تھا اور علامہ سید محمود آلوسی نے روح المعانی میں اور فاضل سیالکوٹی مولانا عبد الحکیم صاحب نے بیضاوی شریف کے حاشیہ میں اس سوال و جواب کو مفصل طور پر بیان فرمایا ہے۔

سوال:

خلیفہ اور نائب کی ضرورت تین صورتوں میں ہوتی ہے یا اصل غائب ہو یا وہ اکیلے



بشر افضل المخلوقات ہے علامہ شامی حنفی رحمہ اللہ کا فتویٰ

رضاخانی میلادی خرافاتی مشرک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر ماننا گستاخی ہے اس لئے کہ بشر تو کمینہ گندہ لفظ ہے اس میں توہین کے پہلو ہیں حالانکہ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ بشر کو نوری (ملائکہ) پر فضیلت حاصل ہے اور آگے بشر کی تقسیم کرتے ہوئے کہا کہ بشر کی تین اقسام ہیں ان میں سب سے افضل اور خاص الخاص انبیاء ہیں (فتاوی شامی ج ۲ ص ۳۴۳)

بریلویوں معلوم کرو کہیں علامہ ابن عابدین بھی وہابی دیوبندی تو نہیں تھے؟



نورمن نوراللہ کا عقیدہ عیسائیوں کا ہے

بریلوی رضاخانیوں ابولہبی میلادیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ماننے کا عقیدہ عیسائیوں سے لیا ہے

پاس سے کینہ رکھتا ہے۔ وہ اُسے ہمیشہ کی زندگی کے لئے محفوظ
رکھے گا۔ اگر کوئی میری خدمت کرنا چاہے تو میری تقلید کرے
⊙ مجھ اور جہاں میں ہوں وہیں میرا خادم بھی ہوگا۔ اگر کوئی میری
خدمت کرے تو باپ اُس کی عزت کرے گا⊙
اب میری جان گھبراتی ہے اور میں کیا کہوں؟ یہ کہ
اے باپ مجھے اِس گھڑی سے بچا؟ لیکن میں اِسی سبب سے
اِس گھڑی تک پہنچا ہوں⊙ اے باپ اپنے نام کو جلال دے۔
⊙ تب آسمان سے آواز آئی کہ "میں نے جلال دیا ہے اور میں
پھر جلال دوں گا"⊙ پس جو ہجوم کھڑا سن رہا تھا وہ کہنے لگا کہ
بادل گرجا۔ مگر اور کہتے تھے کہ کوئی فرشتہ اُس سے بولا ہے⊙
یسوع نے جواب میں کہا کہ یہ آواز میرے لئے نہیں بلکہ
تمہارے لئے آئی ہے⊙ اب اِس دُنیا کی عدالت ہوتی ہے۔
اب اِس دُنیا کا سردار نکال دیا جائے گا⊙ اور میں جب زمین
سے اُوپر اُٹھایا جاؤں گا تو سب کو اپنے پاس کھینچوں گا⊙ اُس
نے یہ کہہ کر اشارہ کیا کہ میں کس موت سے مرنے کو ہوں⊙
پس ہجوم نے اُسے جواب دیا کہ ہم نے شریعت کی یہ
بات سُنی ہے کہ مسیح ہمیشہ تک رہے گا۔ پھر تُو کیوں کر کہتا ہے
کہ ضرور ہے کہ ابنِ انسان اُٹھایا جائے؟ یہ ابنِ انسان کون
ہے؟⊙ یسوع نے اُن سے کہا کہ اور تھوڑی دیر تک نُور تمہارے
درمیان ہے۔ جب تک نُور تمہارے پاس ہے چلے چلو۔ ایسا نہ
ہو کہ اندھیرا تمہیں آ پکڑے۔ اور جو اندھیرے میں چلتا ہے وہ
نہیں جانتا کہ کہاں جاتا ہے⊙ جب تک نُور تمہارے پاس ہے
نُور پر ایمان لاؤ تاکہ تم نُور کے فرزند بنو۔ یسوع یہ باتیں کہہ کر
چلا گیا اور اُن سے چھپ گیا⊙
اور اگرچہ اُس نے اُن کے رُوبرو اتنے کرشمے دکھائے
تو بھی وہ اُس پر ایمان نہ لائے⊙ تاکہ اشعیاہ نبی کا وہ کلام پورا
ہو جو اُس نے کہا کہ
اے خداوند جو ہم سے سُنا اُس کا کس نے یقین
کیا ہے؟
اور خداوند کا بازو کس پر ظاہر ہوا ہے؟⊙

۳۹ اِس لئے وہ ایمان نہ لا سکے۔ کیونکہ اشعیاہ نے یہ بھی کہا⊙
۴۰ اُس نے اُن کی آنکھوں کو اندھا
اور اُن کے دل کو سخت کر دیا۔
تا نہ ہو کہ آنکھوں سے دیکھیں۔
یا دل سے سمجھیں۔
اور رجوع کریں۔
اور میں اُنہیں شفا بخشوں⊙
۴۱ اشعیاہ نے یہ باتیں اِس لئے کہیں کہ اُس نے اُس کا
۴۲ جلال دیکھا۔ اور اُسی کی بابت اُس نے کلام کیا⊙ تاہم سرداروں
میں سے بھی بہت سے اُس پر ایمان لائے مگر فریسیوں کے
سبب سے اقرار نہ کرتے تھے۔ تاکہ عبادت خانے سے نکالے
۴۳ نہ جائیں⊙ کیونکہ خدا کی مجد کی نسبت اُنہیں انسانوں کی مجد
زیادہ پسند تھی⊙
۴۴ یسوع نے بلند آواز سے کہا کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے
وہ مجھ پر نہیں بلکہ اُس پر ایمان لاتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے⊙
۴۵ اور جو مجھے دیکھتا ہے وہ اُسے دیکھتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے⊙
۴۶ میں نور ہو کر دُنیا میں آیا ہوں۔ تاکہ جو کوئی مجھ پر ایمان لائے
۴۷ وہ اندھیرے میں نہ رہے⊙ اگر کوئی میری باتیں سُن کر اُن پر
عمل نہ کرے۔ تو میں اُس پر فتویٰ نہ لگاؤں گا کیونکہ میں اِس
لئے نہیں آیا کہ دُنیا پر فتویٰ لگاؤں بلکہ اِس لئے کہ دُنیا کو نجات
۴۸ دُوں⊙ جو مجھے حقیر جانتا اور میری باتوں کا یقین نہیں کرتا اُس
کا ایک فتویٰ لگانے والا ہے یعنی جو کلام میں نے کہا ہے وہی
۴۹ یومِ آخر میں اُس کے لئے فتویٰ ہوگا⊙ کیونکہ میں نے اپنی طرف
سے کچھ نہیں کہا ہے بلکہ باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اُسی نے
۵۰ مجھے حکم دیا ہے کہ کیا کہوں اور کیا بولوں⊙ اور میں جانتا ہوں
کہ اُس کا حکم ہمیشہ کی زندگی ہے۔ پس جو کچھ میں کہتا ہوں جس
طرح باپ نے مجھ سے کہا ہے اُسی طرح کہتا ہوں +

باب ۱۳

شاگردوں کے پاؤں دھونا

۱ عیدِ فسح سے پہلے یسوع یہ

کلامِ مقدس

مَا تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَصْنَعُهٗ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوْهُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوْا ذَالِكَ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيٍ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ ط

رواه مسلم

مشكوة ص ٢٠

کھجور کی شاخوں میں نر مادہ کی قلمیں لگاتے تھے آپؐ نے فرمایا ایسا کیوں کرتے ہو انہوں نے کہا ہم ہمیشہ ایسا کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا اگر ایسا نہ کرو تو شاید بہتر ہو۔ پس لوگوں نے اس عمل کو ترک کر دیا۔ لیکن پھل میں نقصان واقع ہوا چنانچہ انہوں نے آنحضرتؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا: میں بھی ایک بشر ہوں جب میں تم کو امرِ دین میں کسی چیز کا حکم دوں تو اُس پر عمل کرو اور جب میں اپنی رائے سے تم کو کسی دُنیاوی چیز کے متعلق کچھ کہوں تو آخر میں بھی بشر ہوں، یعنی تم لوگ اپنے تجربہ پر عمل کیا کرو۔

چوتھی حدیث

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ

اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدسؐ نے فرمایا بے شک میں ایک بشر ہوں اور تم لوگ میرے پاس اپنے جھگڑے لے کر آتے ہو۔

حدیث نمبر ۸

عن جابرؓ بن عبد الله رضؓ يقول سَمِعْتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يَقُولُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنِّي اشْتَرَطْتُ عَلَى رَبِّي أَيُّ عَبْدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ سَبَبْتُهُ أَنْ يَكُونَ ذَالِكَ لَهُ زَكَاةً وَأَجْرًا ؕ

حضرت جابرؓ بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا آپؐ نے فرمایا بے شک میں ایک بشر ہوں اس لئے میں نے اپنے رب سے (یہ بات) مشروط کی ہے۔ کہ اگر میں مسلمانوں میں سے کسی بندے کو سبّ وشتم کروں (بُرا بھلا کہوں) تو یہ اس کے لئے پاکیزگی اور اجر ثابت ہو۔

حدیث نمبر ۹

عن عائشةؓ قالت دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم رَجُلَانِ فَكَلَّمَاهُ بِشَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ فَأَغْضَبَاهُ فَلَعَنَهُمَا وَسَبَّهُمَا فَلَمَّا خَرَجَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لِمَنْ أَصَابَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا مَا أَصَابَهُ هٰذَانِ قَالَ

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں دو مرد حاضر ہوئے اور آپؐ سے کسی بات میں کلام کیا جو مجھے معلوم نہیں، پس انہوں نے آنحضرتؐ کو غصہ دلایا آپؐ نے انکو سبّ وشتم اور لعن وطعن کیا پس جب وہ نکل گئے تو میں نے کہا یا رسول اللہؐ ان دو مردوں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اپنا ارشاد کہ میں بھی تم جیسا بشر ہوں!

پہلی حدیث۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رض اَنَّ رَسُوْلَ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ مَاذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ ۝ (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۹۲ ج ۱)

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھائیں، عرض کیا گیا، حضرت نماز میں کیا کچھ زیادتی ہوگئی ہے، آپؐ نے فرمایا، کیا ہوا، صحابہؓ نے عرض کی آپ نے پانچ رکعتیں پڑھائی ہیں، چنانچہ آپؐ نے سلام کے بعد دو سجدے ادا کئے، اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں بھی تم جیسا بشر ہوں میں بھی بھول سکتا ہوں، جیسے تم بھولتے ہو، پس جب میں نماز میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کرا دیا کرو۔

دوسری حدیث۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَوْمًا خَطِيْبًا اِلٰى اَنْ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ!

حضرت زید بن ارقم بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: اما بعد!

وَ مَا ذَاكِ قَالَتْ قُلْتُ
لَعَنْتَهُمَا وَ سَبَبْتَهُمَا
قَالَ اَوَ مَا عَلِمْتِ مَا
شَارَطْتُ عَلَيْهِ رَبِّيْ
اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَيُّ
الْمُسْلِمِيْنَ لَعَنْتُهُ اَوْ
سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ
زَكَاةً وَّ اَجْرًا ہ

مسلم ص ۳۲۳ / ج ۲

کے پلے کیا نیکی باقی رہی آپ
نے فرمایا کیا ہوا؟ کہتی ہیں میں
نے عرض کیا آپ نے اُن دونوں
کو سب وشتم اور لعن طعن فرمایا۔
آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تجھے
معلوم نہیں کہ میں نے اپنے رب پر شرط
کیا ہے۔ کہ اے اللہ بیشک میں ایک
بشر ہوں پس جس مسلمان کو میں لعن وطعن
کروں یا اُسکو برا بھلا کہوں تو اُسکو
اس کیلئے پاکیزگی اور اجر بنادے۔

حدیث نمبر ۱۰

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
فَخَرَجَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ مُسْتَعْجِلَةً
تَلُوْثُ خِمَارَهَا حَتّٰى لَقِيَتْ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ لَهَا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مَالَكِ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ
اَدَعَوْتَ عَلٰى يَتِيْمَتِيْ قَالَ وَمَا ذَاكِ
يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ زَعَمَتْ اَنَّكَ
دَعَوْتَ اَنْ لَّا يَكْبَرَ
سِنُّهَا اَوْ لَا يَكْبَرَ

حضرت انسؓ ایک طویل حدیث
میں اپنی والدہ اُمِّ سلیم کا واقعہ
بیان فرماتے ہیں وہ سر پر دوپٹہ اوڑھے
ہوئے جلدی جلدی اپنے گھر سے نکلی
یہاں تک کہ حضورِ اقدسؐ سے
ملاقات کی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اُمِّ سلیم کیا بات ہے؟ عرض
کی اے اللہ کے نبی کیا میرے پاس
جو یتیم لڑکی ہے اُسکے متعلق آپ نے
کوئی دعا کی ہے؟ آپ نے فرمایا،

حدیث نمبر ۸

عن جابرؓ بن عبد اللہ رضؓ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول إنما أنا بشر وإني اشترطت على ربي أي عبد من المسلمين سببته أن يكون ذلك له زكاة وأجرا۔

حضرت جابرؓ بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا بے شک میں ایک بشر ہوں اس لئے میں نے اپنے رب سے (یہ بات) مشروط کی ہے۔ کہ اگر میں مسلمانوں میں سے کسی بندے کو سب وشتم کروں (برا بھلا کہوں) تو یہ اس کے لئے پاکیزگی اور اجر ثابت ہو۔

حدیث نمبر ۹

عن عائشةؓ قالت دخل على رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلان فكلماه بشيء لا أدري ما هو فأغضباه فلعنهما وسبهما فلما خرجا قلت يا رسول اللہ لمن أصاب من الخير شيئا ما أصابه هذان قال

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو مرد حاضر ہوئے اور آپؐ سے کسی بات میں کلام کیا جو مجھے معلوم نہیں، پس انہوں نے آنحضرتؐ کو غصہ دلایا آپؐ نے انکو سب وشتم اور لعن وطعن کیا پس جب وہ نکل گئے تو میں نے کہا یا رسول اللہؐ ان دو مردوں

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللّٰهم انی اتخذت عندك عهدا لن تخلفنیه فانما انا بشر فای المؤمنین اذیته شتمته لعنته جلدته فاجعلها له صلوة وزکوة وقربة ٥

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اے اللہ تحقیق میں نے تجھ سے عہد لیا ہے کہ ہرگز تو میرے ساتھ خلاف ورزی نہیں کرے گا بس میں بشر ہوں جس مومن کو میں نے کوئی اذیت پہنچائی ہو یا اسے سخت کلامی کی ہو یا میں نے اسکو لعن طعن کیا ہو یا اس کو میں نے مارا ہو، ان کیلئے انکو رحمت بنا دے اور گناہوں سے پاکیزگی اور قربت جسے وہ قیامت کے دن تیرا قرب حاصل کریں۔

حدیث نمبر

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللّٰهم انما انا بشر فایما رجل من المسلمین سببته او لعنته او جلدته فاجعلها له زکوة ورحمة ط

(رواہ مسلم . ص ۳۲۴ ج ۱)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ میں بھی ایک بشر ہوں، سو جس مسلمان مرد کو میں سب کروں یا لعن طعن کروں یا میں اس کو ماروں پس تو اس کو اس شخص کے لئے گناہوں سے پاکیزگی اور اس کیلئے رحمت بنا دے۔

قرنها قال فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال يا أم سليم أما تعلمين أن شرطي على ربي أني اشترطت على ربي فقلت إنما أنا بشر أرضى كما يرضى البشر وأغضب كما يغضب البشر فأيما أحد دعوت عليه من أمتي بدعوة ليس لها بأهل أن تجعلها له طهورا وزكاة وقربة تقربه بها منه يوم القيامة ط

اے اُمّ سلیم یہ کیسے؟ اُمّ سلیم نے کہا: لڑکی کہتی ہے کہ آپ نے دعا کی ہے۔ أن لا يكبر سنها أو لا يكبر قرنها (یعنی اسکی عمر بڑی نہ ہو) حضرت انسؓ کہتے ہیں پس آپؐ ہنس پڑے اور فرمایا، اُمّ سلیم تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر میری شرط ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ سے شرط قرار دیا ہے اور میں نے کہا ہے کہ بے شک میں ایک بشر ہوں کبھی ہشاش بشاش ہوتا ہوں جیسے دوسرا کوئی بشر خوش ہوتا ہے اور کبھی غصہ بھی آجاتا ہے جیسے دوسرے بشر کو غصہ آتا ہے، پس میں اپنی امت میں سے کسی کے لئے کوئی ایسی دُعا کروں جس کا وہ اہل نہیں ہے۔ تو اس کو اُس شخص کے لئے (اے اللہ) طہارت اور پاکیزگی اور قُربت بنا دے اور اس دُعا کو قیامت کے روز اس شخص کیلئے اپنے قُرب کا ذریعہ بنا دے۔

رواہ مسلم ص ۳۲۶ ج ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور ﷺ دینی بھائی ہونے کے اعتبار سے ہمارے برابر ہیں (معاذ اللہ)

بریلویوں کے زبدۃ السالکین عمدۃ العارفین خواجہ حسن جان جن کو عبد الحکیم شرف قادری نے تذکرہ اکابر اہلسنت میں اپنے اکابرین میں سے لکھا ہے نے عقائد پر اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ وہابیہ پتہ نہیں حضور ﷺ کو اپنا بڑا بھائی کیوں کہتے ہیں کیونکہ اگر دینی اعتبار سے بھائی مانیں تو اس میں چھوٹے بڑے کی تخصیص نہیں بلکہ سب برابر ہیں۔ معاذ اللہ۔ اب علمائے دیوبند پر بھونکنے والے کہ بڑا بھائی کہہ دیا تمہارا باپ برابر کا بھائی کہہ رہا ہے غیرت ہے تو لگاؤ کوئی فتوی۔

۴۷



ابن حنبل وهو من اثبت الناس وقال جعفر الطيالسي سمعت ابن معين قال سمعت من عبد الرزاق كلاما استدللت به على ماذكر عنه من المذهب فقلت له ان استاذيك الذين اخذت عنهم ثقات كلهم اصحاب سنة معمر ومالك وابن جريج والثوري والاوزاعي فعمن اخذت هذا المذهب قال قدم علينا جعفر ابن سليمان فرأيته فاضلا حسن الهدى فاخذت هذا عنه وقال محمد بن ابي بكر المقدمي وجدت عبد الرزاق ما افسد جعفرا غيره يعني في التشيع وقال ابن ابي خيثمة سمعت يحيى بن معين وقيل له قال احمد ان عبيد الله بن موسى يرد حديثه للتشيع فقال كان عبد الرزاق والله الذى لا اله الا هو اغلى فى ذلك منه مائة ضعف ولقد سمعت من عبد الرزاق اضعاف ما سمعت من عبيد الله وقال عبد الله بن احمد سألت ابي هل كان عبد الرزاق يتشيع و يفرط في التشيع فقال اما انا فلم اسمع منه في هذا شيئا وقال عبد الله بن احمد سمعت سلمة ابن شبيب يقول سمعت عبد الرزاق يقول والله ما انشرح صدرى قط ان افضل عليا على ابى بكر وعمر رحم الله ابا بكر وعمر وعثمان من لم يحبهم فما هو مؤمن وقال اوثق اعمالى حبي اياهم . وقال ابو الازهر سمعت عبد الرزاق يقول افضل الشيخين بتفضيل علي اياهما على نفسه ولو لم يفضلهما ما فضلتهما كفى بى ازدراء ان احب عليا ثم اخالف قوله وقال ابن عدى ولعبد الرزاق اصناف وحديث كثير وقد رحل اليه ثقات المسلمين وائمتهم وكتبوا عنه الا انهم نسبوه الى التشيع وقد روى احاديث في الفضائل لم يتابع عليها فهذا اعظم ما ذموه من روايته لهذه الاحاديث ولما رواه في مثالب غيرهم واما فى باب الصدق فارجو

مَنْ يحدث به عن عبد الرزاق؟ قلت: حدثني أحمد بن شَبُّويَة. قال: هؤلاء سمعوا منه بعد ما عمي. كان يُلقَّن فلُقِّنه، وليس هو في كتبه. وقد أسندوا عنه أحاديث ليست في كتبه كان يلقنها بعد ما عَمِي.

وقال النَّسَائِيُّ: فيه نظر لمن كتب عنه بأَخرة. رُوي عنه أحاديث مناكير.

وقال ابنُ عَدِيٍّ: حدّث بأحاديث في الفضائل لم يوافِقْه عليها أحَد، ومثالب لغيرهم مناكير، ونسبوه إلى التشيُّع.

وقال الدَّارَقُطنِيُّ: ثقة، لكنه يخطىء على معْمر في أحاديث.

وقال عَبْدُاللهِ بنُ أَحْمَدَ: سمعتُ يحيى يقول: رأيت عبد الرزاق بمكة يحدّث؛ فقلت له: هذه الأحاديث سمعتها؟ قال: بعضها سمعتها، وبعضها عرضاً، وبعضها ذكره؛ وكلٌّ سماع. ثم قال يَحْيَىٰ: ما كتبتُ عنه من غير كتابه سِوَى حديثٍ واحد.

وقال البُخَارِيُّ: ما حدّث عنه عبد الرزاق من كتابه فهو أصحّ.

وقال محمّدُ بنُ أَبِي بَكْرٍ المقْدمي: فقدت عبدَ الرزاق، ما أفسد جعفر بن سليمان غيره.

أبو زُرْعَةَ عُبَيْدِاللهِ، حدثنا عبدالله المُسْنَدي، قال: ودعت ابن عيينة قلتُ: أريد[1] عبد الرزاق؟ قال: أخاف أن يكونَ من الذين ضَلّ سعْيهُم في الحياة الدنيا.

عَبْدُاللهِ بنُ أَحْمَدَ، سألتُ أبي: عبد الرزاق يفرط في التشيّع؟ قال: أمّا أنا فلم أسمع منه في هذا شيئاً؛ ولكن كان رجلاً يُعجبه أخبارُ الناس.

العُقَيْلِيُّ، حدثني أحمد بن زُكير الحضرمي، حدثنا محمد بن إسحاق بن يزيد البصري، سمعتُ مخلداً الشعيري يقول: كنتُ عند عبد الرزاق فذكر رجل معاوية، فقال: لا تقذر مجلسنا بذِكْر ولد أبي سفيان.

محمدُ بنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ البَصْرِيُّ، قال: لما قدم العباس بن عبد العظيم من صَنْعاء من عند عبد الرزاق أتيناه، فقال لنا ـ ونحن جماعة: أَلَسْتَ قد تجشمت الخروج إلى عبد الرزاق ووصلت[2]، إليه، وأقمت عنده؛ والله الذي لا إله إلاّ هو إنَّ عبد الرزاق كذاب، والواقدي أصدقُ منه.

قلتُ: هذا ما وافَقَ العباسَ عليه مسلم، بل سائر الحفاظ وأئمة العلم يحتجّون به إلاّ في تلك المناكير المعدودة في سعة ما رَوَى.

العُقَيْلِيُّ، سمعتُ علي بن عبدالله بن المبارك الصنعاني يقول: كان زيد بن المبارك لزم عبد الرزاق فأكثر عنه، ثم خَرق كتبه، ولزم محمد بن ثور، فقيل له في ذلك؛ فقال: كنّا عند

(١) في أ: أتريد. (٢) في أ: فدخلت إليه.

انه لا بأس به . قال احمد وغيره . ولد سنة ست وعشرين ومائة وقال البخاري وغير واحد مات سنة احدى عشرة ومائتين . زاد ابن سعد في شوال (١)
. قلت . قال النسائي فيه نظر لمن كتب عنه بآخره كتب عنه احاديث مناكير وقال ابوحاتم يكتب حديثه ويحتج به وذكره ابن حبان في الثقات وقال كان ممن يخطئ اذا حدث من حفظه على تشيع فيه وكان ممن جمع وصنف وحفظ وذاكر وقال الآجري عن ابي داود الفريابي احب الينا منه وعبدالرزاق ثقة وقال ابوداود سمعت الحسن بن علي الحلواني يقول سمعت عبدالرزاق وسئل اتزعم ان عليا كان على الهدى في حروبه قال لاها الله اذا يزعم على انها فتنة واتقلدها اله هذا . قال ابوداود وكان عبدالرزاق يعرض بمعاوية وقال محمد ابن اسمعيل الفزاري بلغني ونحن بصنعاء ان احمد ويحيى تركا حديث عبدالرزاق فدخلنا غم شديد فوافيت ابن معين في الموسم فذكرت له فقال يا ابا صالح لو ارتد عبدالرزاق ماتركنا حديثه وروى عن عبدالرزاق انه قال حججت فمكثت ثلاثة ايام لايجيئني اصحاب الحديث فتعلقت بالكعبة وقلت يارب مالي اكذاب انا امدلس انا فرجعت الى البيت فجاؤني وقال العجلي ثقة يتشيع وكذا قال البزار وقال الذهلي كان عبدالرزاق ايقظهم في الحديث وكان يحفظ وقال ابراهيم بن عباد الدبري كان عبدالرزاق يحفظ نحوا من سبع عشرة الف حديث وقال العباس العنبري لما قدم من صنعاء لقد تجشمت الى عبدالرزاق وانه لكذاب والواقدي اصدق منه قرأت بخط الذهبي عقب

(١) وزاد في الخلاصة عن خمس وثمانين سنة ١٢ شريف الدين

هذه

نبی کو اپنے جیسا عام انسان کہا بریلوی مفتی نے اس پر بھی لگاؤ فتویٰ

تامہ ہو کر حال ہے نَمُوْتُ وَ نَحْیَا کا ذوالحال حال مل کر خبر ہے ھِیَ مبتدا کی دونوں مل کر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ چہارم ہوا۔ اس عبارت کا ترکیبی ترجمہ ہے بس یہی ہماری زندگی ہے دنیا کی کہ مرتے رہتے ہیں پیدا ہوتے رہتے ہیں ہم اس حال میں کہ نہیں ہیں ہم اٹھائے ہوؤں میں سے اِنْ نافیہ ھُوَ ضمیر مستثنیٰ منہ اس کا مرجع رَسُوْلًا۔ اِلَّا حرف استثناء رَجُلٌ مستثنیٰ یہ دونوں مل کر مبتدا اِفْتَرٰی باب افتعال ماضی مطلق فَرْیٌ سے بنا ہے۔ مصدر ہے اِفْتِرَاءٌ ترجمہ ہے بناوٹ کرنا۔ جھوٹ لگانا۔ اسکا فاعل ھُوَ ضمیر واحد مذکر غائب مرجع ہے رَجُلٌ عَلَى اللّٰہِ یہ جار مجرور متعلق ہے کَذِبًا اسم حاصل مصدر بمعنی جھوٹی بات کا۔ یہ مفعول بہ ہے اِفْتَرٰی فعل سب سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہے مبتداء کی دونوں مل کر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ مَا نافیہ مشبہ قائم مقام لَسْنَا دراصل ہے۔ لَسْنَا نَحْنُ نَحْنُ اس کا فاعل لَہٗ۔ جار مجرور پہلا متعلق بِ جارہ مُؤْمِنِیْنَ باب افعال کا اسم فاعل جمع مذکر برائے جمع متکلم اس کا فاعل نَحْنُ پوشیدہ ضمیر۔ اس کا مرجع ہے مَلَؤُ یہ اسم فاعل با فاعل جملہ اسمیہ ہو کر مجرور اور متعلق دوم لَسْنَا پوشیدہ فعل تامہ کا سب مل کر جملہ فعلیہ عامہ خبریہ ہو کر معطوف ہوا اِنْ ھُوَ کے جملے پر۔ دونوں عطف مل کر مقولہ پنجم ہوا۔ قَالَ الْمَلَؤُ اپنے پانچوں مقولوں سے مل کر جملہ قولیہ فعلیہ خبریہ ہو گیا۔ اہل لغت فرماتے ہیں کہ اِفْتِرَاءٌ کا معنی ہے کسی تجربے کے لئے کسی جانور کی کھال کاٹنا یا چیر پھاڑ کرنا مقصود اپنا فائدہ ہو زخمی کا فائدہ مراد و مقصود نہ ہو۔ خود بخود اس کا فائدہ ہو جائے یا نہ ہو خواہ زخمی تاب نہ لا کر مر بھی جائے تو پرواہ نہیں قرآن مجید میں یہ لفظ شرک کفر ظلم کذب کے لئے ہی استعمال فرمایا گیا ہے اس کا مادہ فَرْیٌ ہے جس کا معنی ہے کسی کے فائدے کے لئے ہی اس کی کھال کاٹنا یا چیر پھاڑ کرنا جیسے ڈاکٹروں کا اپریشن کرنا۔ فَرْیٌ کو باب افعال میں لا کر اِفْتِرَاءٌ کا معنی ہے صرف فساد اور ہلاکت کے لئے کسی کی کھال کاٹنا یا چیر پھاڑ کرنا اپنا کوئی مفاد نہ ہو۔ (روح البیان)

تفسیر عالمانہ

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾
هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾۔ اے قوم والو! ہم تم کو اس لئے بار بار سمجھا رہے ہیں کہ تم لوگ عقل کے کچے تجربے کے کمزور اور مشاہدے کے بے سمجھ ہو' تاریخوں اور کتابوں کے مطالعے اور اپنے بڑوں کی باتیں سن کر ہمارا تجربہ ہے کہ اس قسم کی باتیں نری کہانیاں اور کہاوتیں ہی ہوتی ہیں اور دعوے نبوت کرنے والے اکثر جھوٹے و غلط بیان ہوتے ہیں۔ لہٰذا بچو اس سے۔ اور البتہ اگر تم نے اس اپنے جیسے بشر و عام انسان کی اطاعت کر لی اور اپنا آبائی اصلی دین و بت پرستی چھوڑ دی اور اس کا بتایا ہوا توحید و رسالت والا دین قبول کیا تو ہم پکی و تجربہ شدہ بات کہتے ہیں کہ بیشک تم اس دن سے ہر طرح کا نقصان پانے اٹھانے کمانے حاصل کرنے والے ہو جاؤ گے۔ پوری زندگی کہیں تمہارا کوئی فائدہ نہ ہوگا نہ اپنوں میں نہ پرایوں میں نہ قوم قبیلہ برادری میں اور نہ ہم میں عزت' محبت الفت مروت پاؤ گے۔ نہ عوام و خواص میں۔ کیا تم یہ حالات و نقصانات برداشت کر لو گے اور اس کی اتباع و اطاعت کر کے یہ سب مخالفت و دیوی دیوتاؤں کی معاقبت جھیل سکو گے۔ قوم ثمود کے امراء سردار محض اپنی سرداری و امارت کو باقی رکھنے کے لئے اس طرح کی دھمکی آمیز نصیحتیں لوگوں کو بلا بلا کر عوتیں کھلا کھلا کر محفلیں سجا

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اے لوگو تم کہا کرو کہ حضور علیہ السلام ہم جیسے بشر ہیں۔ بلکہ قُلْ میں اس جانب اشارہ ہے کہ بشر وغیرہ کلمات تم کہہ دو ہم تو نہ کہیں گے۔ ہم تو فرمائیں گے اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ہم تو فرمائیں گے یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ وغیرہ ہم تو آپکی شان بڑھائیں گے آپ انکسارًا یہ فرما سکتے ہیں۔ نیز اس آیت میں کفار سے خطاب ہے چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار تم مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں۔ شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے اگر دیوبندی بھی کفار میں سے ہی ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے ہم مسلمانوں سے فرمایا گیا اَیُّکُمْ مِثْلِیْ۔ طوطے کے سامنے آئینہ رکھ کر اور خود آئینہ کے پیچھے کھڑے ہو کر بولتے ہیں تاکہ طوطا اپنا عکس آئینہ میں دیکھ کر سمجھے کہ یہ میرے جنس کی آواز ہے انبیائے کرام رب کا آئینہ ہیں آواز و زبان ان کی ہوتی ہے اور کلام رب کا۔ گفت من آئینہ مشقول دوست۔ یہ عکس کا لحاظ ہے دوسرے اس طرح کہ مِّثْلُکُمْ پر آیت ختم نہ ہوئی بلکہ آگے آرہا ہے یُوْحٰۤى اِلَیَّ + یُوْحٰۤى اِلَیَّ کی قید ایسی ہے جیسے ہم کہیں کہ زید دیگر حیوانات کی طرح حیوان ہے مگر ناطق ہے تو ناطق کی قید نے زید اور دیگر حیوانات میں ذاتی فرق پیدا کر دیا کہ اس قید سے زید تو اشرف المخلوقات انسان ہوا۔ اور دوسرے حیوانات اور شئے اسی طرح وحی کی صفت نے نبی اور امتی میں بہت بڑا فرق بنا دیا۔ حیوان اور انسان میں صرف ایک درجہ کا فرق ہے مگر بشریت اور شانِ مصطفوی میں ۲۷ درجہ فرق ہے اولاً بشر پھر شہید پھر متقی پھر ولی پھر ابدال پھر اوتاد پھر قطب پھر غوث پھر غوث الاعظم پھر تابعی پھر صحابی پھر مہاجر پھر صدیق پھر نبی پھر رحمۃ للعالمین وغیرہ یہ ۲۷ مراتب کا اجمالی ذکر ہے۔ تفصیل دیکھنا ہو تو ہماری کتاب شانِ حبیب الرحمان میں ملاحظہ کرو۔ تو عام بشر اور مصطفیٰ علیہ السلام میں شرکت کیسی؟ شرکت تو ایسی بھی نہیں جیسی کہ جنس عالی یا کسی عرض عام کے افراد کو انسان سے ہے یہ تو ایسا ہوا کہ کوئی کہے اللہ ہماری طرح موجود ہے۔ اللہ ہماری طرح سمیع و بصیر ہے کیونکہ کلمہ موجود و علیم ہر جگہ بولا جاتا ہے جس طرح ہماری موجودیت اور رب کی موجودیت میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ ایسے ہی ہماری بشریت اور محبوب علیہ السلام کی بشریت میں کوئی نسبت نہیں سے مولانا مثنوی میں فرماتے ہیں۔

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر ۔۔۔ بہر حق سوئے غریباں یک نظر

حضور علیہ السلام کی بشریت ہزار ہا جبریلی حیثیت سے اعلےٰ ہے۔

نہیں ہے۔ چنانچہ آیتِ کریمہ میں بشر کے بعد یوحیٰ الیّ اور تشہد میں عبدہٗ کے بعد رسولہٗ اور کلام اہل فضیلت وعرفان میں ہے۔

فمبلغ العلم فیہ انہٗ بشرٌ وانہٗ خیر خلق اللّٰہ کلّھم[1]

(علم کی رسائی تو اتنی ہے کہ وہ بشر ہیں اور بے شک وہ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں)

میرے خیال میں فریقین از علمائے کرام متنازعین اہل سنت والجماعت سے ہیں اور ذکرِ آنحضرت ﷺ کو بالاسماء المعظمہ واجب اور ضروری اعتقاد کرتے ہیں۔ لہٰذا ان سے ہرگز ہرگز متصور نہیں کہ معاذ اللہ فرقہ ضالہ نجدیہ وہابیہ کی طرح صرف لفظِ بشر کا اطلاق جائز کہیں۔ البتہ ان کا خیال ہے کہ بقصد تحقیر لفظ بشر کا استعمال ناجائز اور بغیر اس کے جائز۔ مگر میری رائے وہی ہے جو اوپر بیان کر چکا ہوں کہ صرف لفظ بشر کا اطلاق بغیر انضمامِ کلماتِ تعظیم نہ چاہیے کہ بوجہِ شیوع عرف وقصد فرقہ ضالہ صرف بشر کہنے میں ایہام امر ناجائز کا ہے۔

۳۔ رہا آنحضرت ﷺ کا بالجسد العنصری ہر مکان وہر زمان میں حاضر وناظر ہونا تو یہ امر مختلف فیہ ہے فقائلٌ و منکرٌ ولکل وجھۃٌ میرے خیال میں ظہور وسریانِ حقیقت احمدیہ ہر عالم وہر مرتبہ اور ہر ذرہ ذرہ میں عند المحققین من الصوفیہ ثابت ہے۔ اس کو حقیقت الحقائق کہتے اور لکھتے ہیں فھو نورہٗ ﷺ اولاً جو بصورت معنویہ قلب تقی نقی اور جسد شریف عنصری کے ظاہر ہوا۔ ظہورِ آنحضرت ﷺ بصورۃ مثالیہ شریفہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہر مکان وہر زمان میں احادیثِ صحیحہ میں ثابت ہے۔ جس کا اقرار واقعی حضرت ﷺ کا اقرار اور اُس کا انکار آپ ﷺ کا انکار مانا گیا ہے کما فی حدیث البخاری فی کتاب الایمان[2] اہل تجربہ کو ظہورِ کذائی مثالی کا کراتاً مراتاً اتفاق ہوتا رہتا ہے البتہ ظہورِ آنحضرت ﷺ کا بجسدہ العنصری العینی کا پتہ بعض اہلِ مشاہدہ کے ہاں ملتا ہے اور بلحاظ واقعہ معراج شریف وخصائص ولوازم مخصہ جسد شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے مستبعد بھی نہیں ھذا ما عندی والعلم عند اللّٰہ۔

آخری معروض:۔

آنحضرت ﷺ نے دربارہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فرمایا تھا کہ ابنی ھذا سیدٌ لعل اللّٰہ یصلح بہ بین الفئتین من المومنین[3] (میرا یہ بیٹا سردار ہے امید ہے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی

[1] قصیدہ بردہ شریف فصل فی مدح الرسول ﷺ ص ۱۱۔ [2] صحیح بخاری ۱/۳۶۲ الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۰۷ھ دار ابن کثیر الیمامہ بیروت۔
[3] صحیح بخاری الباب مناقب امام حسن ۱/۵۱۲ رقم الحدیث ۳۷۴۶ قدیمی کتب خانہ کراچی

الاِفاضات السنیۃ

الملقب بہ

فتاویٰ مہریہ

امام المسلمین رئیس المجددین ماسور من الرسول

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ:۔ اس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔ (نشر الطیب ص۱۱)

اوّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ

عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو تلایئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (یعنی اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا، سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھی اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسماں تھا اور نہ زمین تھی، اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصہ کیے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے طویل حدیث ہے۔

فائدہ:۔ اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق (یعنی سب سے پہلے پیدا ہونا) ثابت ہوا۔ (مصنف عبدالرزاق)

حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین (اس وقت) ہو چکا تھا (جب کہ) آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا۔ [روایت کیا اسکو احمد اور بیہقی اور حاکم نے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد بھی کہا ہے اور مشکوٰۃ میں شرح السنہ سے بھی یہی حدیث مذکور ہے۔ نشر الطیب ص۶، حسن العزیز ج۳ ص۲۲۸]

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام انبیاء پر کیوں ہے

بارہ ربیع الاول

اور

عید میلاد النبی

کی شرعی حیثیت

افادات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

انتخاب و ترتیب

محمد زید مظاہری ندوی

استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

ادارہ افادات اشرفیہ دوبگا، ہردوئی روڈ، لکھنؤ

بندے ہیں ۱۵۔ خیال رہے کہ دون کے لغوی معنی ہیں قصر (مفردات راغب) یعنی علیحدگی اور کٹ جانا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمِمَّا يُنْفِقُونَ لہٰذا من دون اللہ وہ ہے جو خدا سے علیحدہ ہو کٹا ہوا ہو یعنی بے تعلق پھر من دون اللہ دو قسم کے ہیں۔ واقعی اور کفار کے عقیدے میں واقعی من دون اللہ تو بت وغیرہ ہیں۔ دوسرے من دون اللہ۔

(بقیہ صفحہ ۴۸۴) وہ نبی ولی جن میں کفار نے خدائی مان کر رب سے بے تعلق مان لیا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے عقیدے میں۔ لہٰذا یہ انبیاء ان کے عقیدے میں تو من دون اللہ ہیں مگر واقع میں اولیاء اللہ۔ اسی لئے رب نے انبیاء کے اختیار کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا بِإِذْنِي بِإِذْنِ اللّٰهِ نبی کو رب کا بندہ اور اس سے متعلق مانو تو وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ ادھر سے بے تعلق ہو کر کچھ نہیں کر سکتے۔ بجلی کا تار پاور ہاؤس سے متعلق ہو کر سب کچھ کر سکتا ہے اس سے کٹ کر کچھ نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ نیز فرماتا ہے۔ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِهِمْ اور فرماتا ہے۔ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ اور فرماتا ہے وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتٰنِ ان سب آیات میں دُون بمعنی علیحدہ اور دور ہے۔

جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ
مہمانی کو جہنم تیار کر رکھی ہے تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتا دیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل
اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
کن کے ہیں ان کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم گئی
وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں یہ لوگ جنہوں نے
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا
اپنے رب کی آیتیں اور اس کا ملنا نہ مانا تو ان کا کیا دھرا سب اکارت ہے
نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ
تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے یہ ان کا بدلہ ہے جہنم
بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ اِنَّ
اس پر کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی بیشک
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ
جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے فردوس کے باغ
جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ
ان کی مہمانی ہے وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے ان سے جگہ بدلنا نہ
عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ
چاہیں گے تم فرما دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کیلئے سیاہی
رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ
ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی
جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں

۱۔ قرآن کریم میں اکثر من دون اللہ مردود ان بارگاہ الٰہی پر بولا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ خدا کے پیارے ہیں، اولیاء من دون اللہ وہ بت اور دشمنان خدا ہیں جنہیں مشرکین نے معبود بنا رکھا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ نیز فرماتا ہے۔ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ان سب آیتوں میں بت ہی مراد ہیں، رب فرماتا ہے۔ اَشْفَقْتُمْ وَ لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور فرماتا ہے۔ وَلِيُّهُمُ الطَّاغُوْتُ یہاں دون سے مراد مقابل ہے، اولیاء اللہ اور انبیاء کرام کو اس آیت سے کوئی نسبت نہیں۔ یا آیت کا مقصد یہ ہے کہ مجھے ناراض کر کے میرے محبوں کو دوست بنانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ میرے محبوں ولیوں کو معبود بناتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت کرنی کفر ہے، خواہ نبی ولی کی پوجا کی جاوے یا بتوں کی معبود صرف رب تعالیٰ ہی ہے کافروں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدکار سے زیادہ بدنصیب وہ نیک کار ہے جو محنت مشقت اٹھا کر نیکیاں کرے مگر اس کی کوئی نیکی اس کے کام نہ آوے، وہ دھوکے میں رہے کہ میں نیک کار ہوں۔ خدا کی پناہ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں برباد ہیں، اور کفر نیکی برباد کر دیتا ہے۔ لہٰذا حضور کی ادنیٰ سی بے ادبی بھی کفر ہے، کیونکہ حضور کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرنے پر ضبطی اعمال ہو جاتی ہے رب فرماتا ہے۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۴۔ معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں برباد ہیں کیونکہ جو شاخ درخت سے کٹ جاوے وہ پانی سے ہری نہیں ہو سکتی۔ جس نے پیغمبر سے رشتہ غلامی توڑ دیا وہ کسی نیکی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ مومن کی معمولی نیکی بھی کارآمد ہے کیونکہ یہ درخت سے وابستہ ہے ۵۔ یا اس طرح کہ ان کفار کے نیک اعمال تولے ہی نہ جائیں گے، ان کے لئے میزان ہو گی ہی نہیں، یا یہ کہ تولے تو جائیں گے مگر ان میں کوئی وزن نہیں ہو گا۔ دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں مگر میزان میں کچھ نہیں۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں وزن ایمان و اخلاص سے ہوتا ہے۔ دیکھو، کوفہ کے خوارج بڑے عابد و زاہد تھے، مگر بحکم حدیث اسلام سے خارج ہو گئے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام کفروں سے بڑھ کر کفر نبی کی توہین اور ان کا مذاق اڑانا ہے جس کی سزا دنیا و آخرت میں ملتی ہے۔ خیال رہے کہ اولیاء اللہ اور علماء دین نبی کے نائب ہیں، ان کی توہین در پردہ نبی کی توہین ہے (روح) ۷۔ فردوس، جنت کے تمام طبقوں میں اعلیٰ طبقہ ہے، سب سے اونچا، اس کے اوپر عرش الٰہی ہے جہاں سے اس میں نہریں آتی ہیں۔ مسائل اس لئے فرمایا کہ وہاں جنتی مومنوں کی خاطر تواضع مہمانوں کی طرح ہو گی، ورنہ وہ لوگ اس کے مالک ہوں گے اور دائمی مالک ۸۔ جیسے دنیا میں لوگ بری جگہ چھوڑ کر اچھی جگہ لیتے رہتے ہیں، جنت میں ایسا نہ ہو گا، وہاں ہر جگہ اچھی ہو گی ۹۔ شان نزول :۔ ایک بار یہود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے قرآن کی دو آیتیں آپس میں متقابل ہیں

(بقیہ صفحہ ۴۸۵) ایک جگہ ہے کہ تمہیں تھوڑا علم دیا گیا۔ دوسری جگہ ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے بہت خیر دی گئی۔ ہم کو تو حکمت دی گئی۔ پھر ہمیں تھوڑا علم کیسے ملا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ جس میں فرمایا گیا کہ مخلوق کا علم کتنا ہی زیادہ ہو لیکن رب کے علم کے مقابل بہت ہی تھوڑا ہے۔ یہاں کلمات الٰہی سے مراد اللہ کا علم، اس کی حکمت ہے ۱۰۔ یہاں دو سمندروں کا ذکر ہے۔ دوسری آیت میں سات سمندر کا۔ معلوم ہوا کہ رب کے علوم غیر متناہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کے علوم رب کے علم کے مقابل وہ نسبت بھی نہیں رکھتے جو قطرے کو سمندر سے ہے کیونکہ وہ متناہی کی متناہی سے نسبت ہے اور یہ متناہی کی غیر متناہی سے۔

بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ کلمۃ اللہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں

نہیں۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں وزن ایمان و اخلاص سے ہوتا ہے۔ دیکھو کوفہ کے خوارج بڑے عابد و زاہد تھے' مگر بحکم حدیث اسلام سے خارج ہو گئے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام کفروں سے بڑھ کر کفر نبی کی توہین اور ان کا مذاق اڑانا ہے جس کی سزا دنیا و آخرت میں ملتی ہے۔ خیال رہے کہ اولیاء اللہ اور علماء دین نبی کے نائب ہیں' ان کی توہین در پردہ نبی کی توہین ہے (روح) ۷۔ فردوس' جنت کے تمام طبقوں میں اعلیٰ طبقہ ہے' سب سے اونچا' اس کے اوپر عرش الٰہی ہے جہاں سے اس میں نہریں آتی ہیں۔ مسافی اس لئے فرمایا کہ وہاں جنتی مومنوں کی خاطر تواضع مسافروں کی طرح ہوگی' ورنہ وہ لوگ اس کے مالک ہوں گے اور دائمی مالک' ۸۔ جیسے دنیا میں لوگ بری جگہ چھوڑ کر اچھی جگہ لیتے رہتے ہیں' جنت میں ایسا نہ ہو گا' وہاں ہر جگہ اچھی ہو گی ۹۔ شان نزول:۔ ایک بار یہود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے قرآن کی دو آیتیں آپس میں متقابل ہیں

(بقیہ صفحہ ۴۸۵) ایک جگہ ہے کہ تمہیں تھوڑا علم دیا گیا۔ دوسری جگہ ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے بہت خیر دی گئی۔ ہم کو تو حکمت دی گئی۔ پھر ہمیں تھوڑا علم کیسے ملا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ جس میں فرمایا گیا کہ مخلوق کا علم کتنا ہی زیادہ ہو لیکن رب کے علم کے مقابل بہت ہی تھوڑا ہے۔ یہاں کلمات الٰہی سے مراد اللہ کا علم' اس کی حکمت ہے' ۱۰۔ یہاں دو سمندروں کا ذکر ہے۔ دوسری آیت میں سات سمندر کا۔ معلوم ہوا کہ رب کے علوم غیر متناہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کے علوم رب کے علم کے مقابل وہ نسبت بھی نہیں رکھتے جو قطرے کو سمندر سے ہے کیونکہ وہ متناہی کی متناہی سے نسبت ہے اور یہ متناہی کی غیر متناہی سے۔

يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ

مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جسے اپنے رب

يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ

سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں

بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾

کسی کو شریک نہ کرے

آیاتہا ۹۸	۱۹ سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ ۴۴	رکوعاتہا ۶

سورۃ مریم مکیہ ہے اس میں چھ رکوع ۹۸ آیتیں ۷۸۰ کلمے اور ۳۸۰۲ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

كهيعص ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾

یہ مذکور ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر کی

إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ

جب اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا عرض کی اے میرے رب میری ہڈی

الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُن بِدُعَائِكَ

کمزور ہو گئی اور سر سے بڑھاپے کا بھبوکا پھوٹا اور اے میرے رب میں تجھے پکار کر

رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَائِي وَ

کبھی نامراد نہ رہا اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے اور

كَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾

میری عورت بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھائے

يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾

وہ میرا جانشین ہو اور اولاد یعقوب کا وارث ہو اور اسے میرے رب پسندیدہ کر

بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ کلمۃ اللہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام اور کلمات اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور کے محامد و اوصاف تحریر سے باہر ہیں۔ ۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ جمال کبریا ہیں اور آئینہ میں تب ہی پورا عکس آتا ہے جب کہ اس کی ایک جانب شفاف ہو اور دوسری جانب مسالہ ہو۔ حضور ایک طرف نور ہیں' دوسری طرف آپ پر بشریت کا غلاف ہے تاکہ مکمل آئینہ ہوں۔ یہاں بشریت والی جانب کا ذکر ہے اور قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ میں دوسری جانب کا۔ قل فرما کر اشارۃً بتایا گیا کہ اپنے کو تواضعاً بشر صرف تم ہی کہہ سکتے ہو۔ دوسرے کو یہ کہہ کر پکارنے کی اجازت نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بادشاہ اپنی رعایا سے کہے کہ میں تمہارا غلام ہوں تو یہ اس کا کمال ہے۔ مگر دوسرا کہے تو سزا پائے گا۔

۱۔ یعنی میں بشر صاحب وحی ہوں' جیسے کہا جاوے کہ انسان حیوان ناطق ہے ناطق نے انسان کو تمام جانوروں سے ممتاز کر دیا۔ ایسے ہی وحی نے حضور کو تمام انسانوں سے ممتاز کر دیا۔ مثلیت صرف بشریت یعنی ظاہری چہرے مہرے میں ہے جیسے جبریل جب شکل بشری میں آتے تھے تو کپڑے' سفید اور بال سیاہ رکھتے تھے۔ اس کے باوجود وہ نور تھے۔ ایسے ہی حضور ظاہری چہرے مہرے میں بشر' حقیقت میں نور ہیں۔ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ خیال رہے کہ انبیاء نے اپنے کو ظالم۔ ضال خطا وار وغیرہ فرمایا ہے۔ اگر ہم یہ الفاظ ان کی شان میں بولیں تو کافر ہو جائیں۔ ایسے ہی حضور سے فرمایا گیا کہ اپنے کو بشر کہو۔ اگر ہم برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ کہیں تو بے ایمان ہیں۔ جیسے قرآن میں عربی حروف ہیں مگر بے مثال ہیں لہٰذا کتاب اللہ ہے۔ یونہی حضور میں بشری صفات ہیں پھر بے مثال ہیں لہٰذا رسول اللہ ہیں یہ بے مثلیت کو يُوحَىٰ إِلَيَّ نے بیان فرمایا ۲۔ یعنی جو رب کا دیدار چاہے۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ سب سے کلام فرمائے گا مگر دیدار الٰہی صرف مسلمانوں کو ہو گا ۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی سورہ کہف کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے' وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے اور جو کوئی ہفتہ میں ایک بار پوری سورۃ کہف پڑھے تو ایک ہفتہ تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے (خزائن) ۴۔ زکریا علیہ السلام رحیم بن سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی اولاد سے ہیں۔ یہ حضرات حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور حضرت ہارون لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک و صالح بیٹا اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ رب نے اس سورۃ میں فرزند صالح کو رحمت فرمایا۔ خصوصاً جب کہ بڑھاپے میں عطا ہو ۵۔ معلوم ہوا کہ دعا میں آہستگی بہتر ہے' رب فرماتا ہے۔ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً اس دعا کے وقت آپ کی عمر شریف اسی برس تھی۔ اولاد کوئی نہ تھی ۶۔ یعنی میں اتنا بوڑھا ہو چکا ہوں کہ ہڈی جیسی مضبوط چیز بھی کمزور ہو گئی۔ پھر گوشت و پوست کا کیا پوچھنا۔ خلاصہ یہ کہ بڑھاپے کی کمزوری حد

(بقیہ صفحہ ۴۸۶) کو پہنچ گئی۔ ۷۔ یعنی سر کے تمام بال سفید ہو چکے ہیں۔ کوئی سیاہ نہیں۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بال شریف سفید ہوئے تھے ۸۔ یعنی آج تک تو نے تمام دعائیں قبول فرمائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام مقبول الدعا ہوتے ہیں' اسی لئے ان سے دعائیں کرائی جاتی ہیں۔ اس سے دو مسئلے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالاتِ کاظمی

حصہ اول

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

مکتبہ ضیائیہ

بوہڑ بازار، راولپنڈی پاکستان

امام عبدالرزاق صاحب مصنف جو اس حدیث کے مخرج ہیں، امام احمد بن حنبل جیسے اکابر ائمہ دین کے استاد ہیں، تہذیب التہذیب میں ان کے متعلق لکھا ہے وقال احمد بن صالح المصری قلت لاحمد بن حنبل رأیت احدا احسن حدیثا من عبدالرزاق قال لا

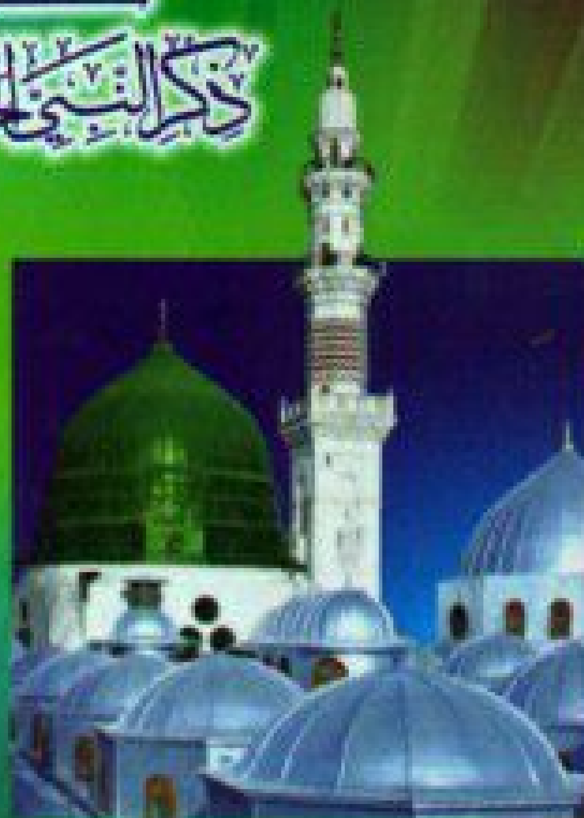
(تہذیب التہذیب صفحہ ۳۱۰ جلد ۶)

امام احمد بن صالح مصری کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کیا آپ نے حدیث میں کوئی شخص عبدالرزاق سے بہتر دیکھا؟ وہ جواب میں نے فرمایا نہیں۔ امام عبدالغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیقہ ندیہ میں اس حدیث کی تصحیح فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔ "قد خلق کل شیء من نورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما ورد بہ الحدیث الصحیح" اسی حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دلائل النبوۃ میں تقریباً اسی طرح روایت فرمایا ہے۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قد قال الاشعری انہ تعالیٰ نور لیس کالانوار والروح النبویۃ القدسیۃ لمعۃ من نورہ والملائکۃ شرر تلک الانوار وقال صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیء وغیرہ مما فی معناہ یعنی عقائد میں اہلسنت کے امام سیدنا ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے کہ کسی نور کی مثل نہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدسہ اسی نور کی چمک ہے اور فرشتے انہی انوار سے جھڑے ہوئے پھول ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز کو پیدا فرمایا۔

اس حدیث کے علاوہ اور بھی حدیثیں اس مضمون میں وارد ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں فرمایا: "در حدیث صحیح وارد شدہ کہ اول ما خلق اللہ نوری" (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲) پھر حدیث جابر کا مضمون بیان فرمایا۔ کثیر التعداد جلیل القدر ائمہ کا اس حدیث کو قبول کرنا، اس کی تصحیح فرمانا، اس پر اعتماد کرکے اس سے مسائل کا استنباط کرنا اس کے صحیح ہونے کی روشن دلیل ہے۔ خصوصاً سیدنا عبدالغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حدیقہ ندیہ کے مبحث ثانی نوع ستین من آفات اللسان فی مسئلۃ ذم الطعام میں اس حدیث کے متعلق الحدیث الصحیح فرمانا صحتِ حدیث کو زیادہ واضح کر دیتا ہے۔ ان مختصر جملوں سے ان حضرات کو مطمئن کرنا مقصود ہے جو اس حدیث کی صحت میں متردد رہتے ہیں۔

اس حدیث میں نور کی اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے۔ زرقانی جلد اول صفحہ ۴۶ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو



الفصول

فصل نمبر۱

نور محمدی ﷺ کا بیان

پہلی روایت[۱] : عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا فرمائی؟ آپ نے فرمایا اے جابر![۲] اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش' آگے طویل حدیث ہے۔

ف : اس حدیث سے نور محمدی[۳] کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقالاتِ کاظمی

حصہ اول

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

مکتبہ ضیائیہ

بوہڑ بازار، راولپنڈی، پاکستان

(۱) حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت امام عبدالرزاق صاحب مصنف نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھے خبر دیں کہ وہ پہلی چیز کونسی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، پھر یہ نور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق جہاں اس نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا، نہ جنت تھی نہ دوزخ تھا، نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان نہ زمین، نہ سورج نہ چاند، نہ جن نہ انسان جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش، پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے اور دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے باقی فرشتے پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے آسمان بنائے اور دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور دوزخ، پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے مومنین کی آنکھوں کا نور بنایا، اور دوسرے سے ان کے دلوں کا نور پیدا کیا جو معرفتِ الٰہی ہے، اور تیسرے سے ان کا نور انس پیدا کیا اور وہ توحید ہے جس کا خلاصہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ الخ مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۹۔ سیرت حلبیہ جلد صفحہ ۳۰، زرقانی جلد اول صفحہ ۴۶۔

یہ حدیث مصنف عبدالرزاق سے جلیل القدر محدثین جیسے امام قسطلانی شارح بخاری و امام زرقانی اور امام ابن حجر مکی اور علامہ فاسی اور علامہ دیار بکری نے اپنی تصانیف جلیلہ افضل القریٰ مواہب اللدنیہ مطالع المسرات خمیس اور زرقانی علی المواہب میں نقل فرما کر اس پر اعتماد اور اس سے مسائل کا استنباط کیا۔

امام عبدالرزاق صاحب مصنف جو اس حدیث کے مخرج ہیں، امام احمد بن حنبل جیسے اکابر ائمہ دین کے استاد ہیں۔ تہذیب التہذیب میں ان کے متعلق لکھا ہے وقال احمد بن صالح المصری قلت لاحمد بن حنبل رأیت احدا احسن حدیثا من عبدالرزاق قال لا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالاتِ کاظمی

حصہ اول

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی

مکتبۂ ضیائیہ

بوہڑ بازار، راولپنڈی، پاکستان

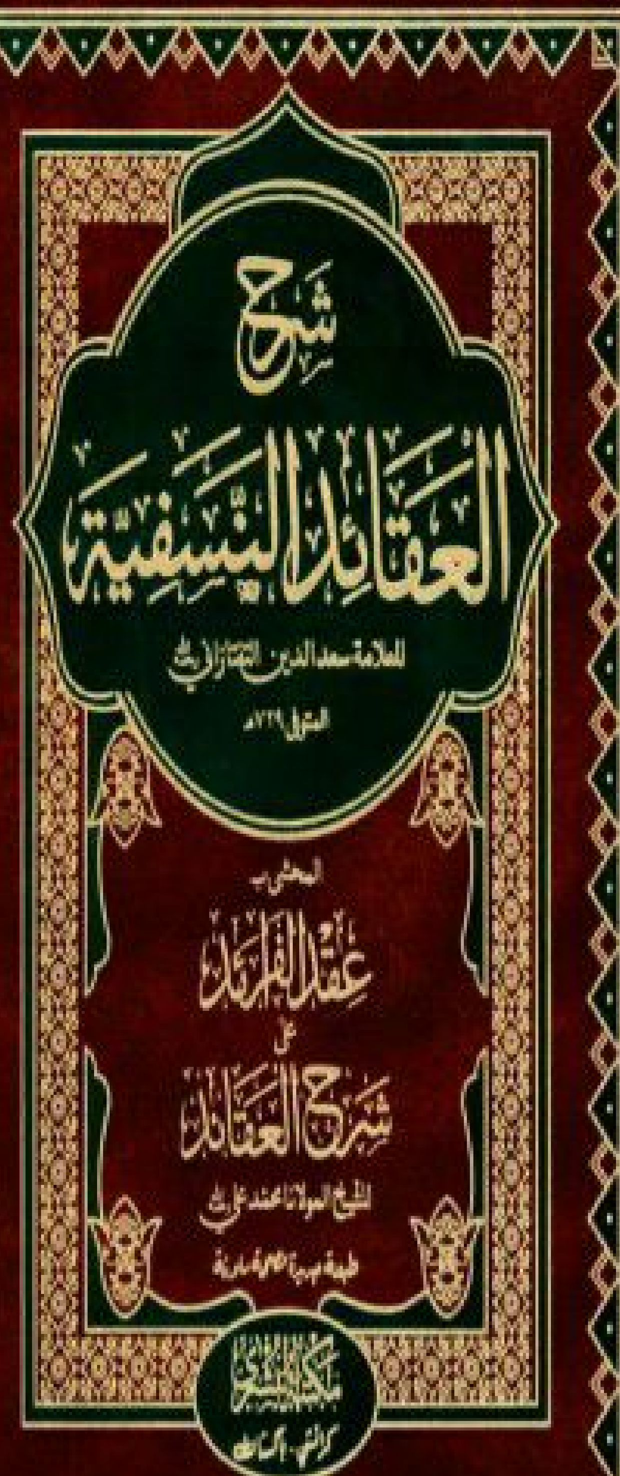
اس حدیث میں نور کی اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے زرقانی جلد اول صفحہ ۴۶

حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو

اپنے نور یعنی اپنی ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی ذات حضور علیہ السلام کی ذات کا مادہ ہے۔ نعوذ باللہ۔ حضور کا نور اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے تعالیٰ اللہ عن ذالک علوا کبیرا

اگر کسی ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے۔ اس لیے کہ ایسا ناپاک عقیدہ خالص کفر و شرک ہے اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔ بلکہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ذاتی تجلی فرمائی جو حسن الوہیت کا ظہور اول تھی۔ بغیر اس کے کہ ذاتِ خداوندی نور محمدی کا مادہ یا حصہ اور جزو قرار پائے یہ کیفیت متشابہات میں سے ہے جس کا سمجھنا ہمارے لیے ایسا ہی ہے جیسا قرآن و حدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا۔ البتہ نکتے اور لطیفے کے طور پر اتنا کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح شیشہ آفتاب کے نور سے روشن ہو جاتا ہے لیکن آفتاب کی ذات یا اس کی نورانیت اور روشنی میں کوئی کمی نہیں واقع ہوتی اور ہمارا یہ کہنا بھی صحیح ہوتا ہے کہ شیشے کا نور آفتاب کے نور سے ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوا اور آئینہ محمدی نور ذات احدی سے اس طرح منور ہوا کہ نور محمدی کو نور خداوندی سے قرار دینا صحیح ہوا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک یا اس کی کسی صفت میں کوئی نقصان اور کمی واقع نہیں ہوئی۔ شیشہ سورج سے روشن ہوا اور اس ایک شیشے سے تمام شیشے منور ہو گئے۔ نہ پہلے شیشے نے آفتاب کے نور کو کم کیا نہ دوسرے شیشوں نے پہلے شیشے کے نور سے کچھ کمی کی حقیقت یہ ہے کہ فیضانِ وجود اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور تک پہنچا اور حضور کی ذات سے تمام ممکنات کو وجود کا فیض حاصل ہوا

اس کے بعد اس شبہ کو بھی دور کرتے جائیے کہ جب ساری مخلوق حضور کے نور سے موجود ہوئی تو ناپاک، خبیث اور قبیح اشیاء کی برائی اور قباحت معاذ اللہ حضور علیہ السلام کی طرف منسوب ہو گی جو حضور کی شدید توہین ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفتاب وجود ہیں اور کل مخلوقات حضور علیہ السلام کے آفتاب وجود سے فیضان وجود حاصل کر رہی ہے جس طرح اس ظاہری آفتاب کی شعاعیں تمام کرۂ ارضی میں جمادات و نباتات اور کل معدنیات جمد مرالید اور جواہر اجسام کے حقائق لطیفہ اور خواص و اوصاف مختلفہ کا اضافہ کر رہی ہیں اور کسی کی اچھی بری خاصیت کا اثر شعاعوں پر نہیں پڑتا کسی چیز کے اوصاف و اوقات سورج کے لیے قباحت یا نقصان کا موجب



الرابع: أنه لا تفرقة في العمومات الواردة في شريعة نبينا عليه السلام بين الأشخاص، **فلو كان** كل مجتهد مصيبا لزم اتصاف الفعل الواحد بالمتنافيين من الحظر والإباحة، **أو الصحة والفساد، والوجوب** وعدمه، **وتمام تحقيق** هذه الأدلة، والجواب عن تمسكات المخالفين يطلب من كتابنا "التلويح في شرح التنقيح".

[أفضلية رُسل البشر من رسل الملائكة]

ورسل البشر أفضل من رسل الملائكة، ورسل الملائكة أفضل من عامة البشر، وعامة البشر أفضل من عامة الملائكة، أما تفضيل رسل الملائكة فبالإجماع **بل بالضرورة،** وأما تفضيل رسل البشر على رسل الملائكة، وعامة البشر على عامة الملائكة - فبوجوه:

فلو كان: حاصل الدليل: أن الأحكام الثابتة بالنصوص عامة لجميع الأشخاص، فالصلاة فريضة على كل شخص، والخمر حرام على كل شخص، وهكذا سائر الأحكام المنصوصة، فينبغي أن يكون الاجتهاد أيضا عاما لجميع الأشخاص، فلو كان كل مجتهد مصيبا لزم أن يكون شرب المثلث حرام على كل شخص لفتوى الشافعي رحمه الله، ومباحا على كل شخص لفتوى الحنفي، فيلزم اتصاف شربه بالحرمة والإباحة معا، وهذا محال. [النبراس: ٣٥٥، ٣٥٦]
أو الصحة والفساد: فيلزم أن يكون صلاة الفجر إذا طلع الشمس في خلالها صحيحة لفتوى أهل الحديث، فاسدة لفتوى الحنفية. [النبراس: ٣٥٦] والوجوب: فيلزم أن يكون الوتر واجبا لفتوى الحنفية، وسنة لفتوى الشافعية. [النبراس: ٣٥٦]

وتمام التحقيق: تمسك القائلون بأن كل مجتهد مصيب والحق متعدد بوجوه: منها: أنه لو كان الحق واحدا لزم التكليف بما لا يطاق؛ لأن المجتهد يكون مأمورا بطلب ما هو الحق عند الله سبحانه، وهو غامض لا يدرك، أجيب بأنا لا نسلم أنه مأمور بدركه، بل مأمور بالاجتهاد، ومنها: أن المصلين يتحرون القبلة إلى جهات مختلفة، ولا يؤمرون بالإعادة بعد ظهور القبلة إجماعا. أجيب بأن الشارع جعل قبلة المتحري جهة تحريه، فقد روي أنه نزل في ذلك: ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ﴾ (البقرة: ١١٥). [النبراس: ٣٥٦] بل بالضرورة: قال بعض المحشين: أراد الضرورة الدينية، أي لا يحتاج ثبوته إلى دليل في دين الإسلام. [النبراس: ٣٥٦]

النبراس

شرح

شرح العقائد

لجامع المعقول والمنقول عمدة المتكلمين والمحققين

العلامة محمد عبد العزيز الفرهاري

قدس سره

فالصلوة فريضة على كل شخص والخمر حرام على كل شخص وهكذا سائر الاحكام المنصوصة فينبغي ان يكون الاجتهادية ايضا مثلها لجميع الاشخاص فلو كان كل مجتهد مصيبا لزم ان يكون شرب المثلث مثلا حراما على كل شخص لفتوى الشافعي ومباحا على كل شخص لفتوى الحنفي فيلزم اتصاف شربه بالحرمة والاباحة معا وهذا محال والصحة والفساد فيلزم ان يكون صلوة الفجر اذا طلع الشمس في خلالها صحيحة لفتوى اهل الحديث وفاسدة لفتوى الحنفية والوجوب وعدمه فيلزم ان يكون الوتر واجبا لفتوى الحنفية وسنة لفتوى الشافعية ثم هذا الدليل على نظر لان عدم التفرقة في الاحكام المنصوصة لا يستلزم عدم التفرقة في الاحكام الاجتهادية واختار بعضهم تغيير الدليل كما اشار في التلويح الى وجه آخر وتقريره لو كان كل مجتهد مصيبا لزم الجمع بين المتنافيين بالنسبة الى شخص واحد اذا استفتى العامي مجتهدين حنفيا وشافعيا فافتاه الاول بحل النبيذ والثاني بحرمته ولم يبق حال هذا العامي على شيء من الحل والحرمة حتى يلزمه الاستقرار عليه لم يترجح احدهما عنده حتى يقلده وحده فيكون النبيذ عليه حراما وحلالا معا في الواقع وهذا محال وتمام تحقيق هذه الادلة والجواب عن شبهات المخالفين يطلب من كتاب التلويح تمسك القائلون بان كل مجتهد مصيب والحق متعدد بوجوه منها انه لو كان الحق واحدا لزم التكليف بالمحال لان المجتهد يكون مامورا بطلب ما هو الحق عند الله سبحانه وهو غامض لا يدرك اجيب بانا لا نسلم انه مامور بذلك بل مامور بالاجتهاد ومنها ان المصلين يتحرون القبلة الى جهات مختلفة ولا يؤمرون بالاعادة بعد ظهور القبلة اجماعا اجيب بان الشارع جعل قبلة المتحري جهة تحريه فقد روي انه نزل في ذلك فاينما تولوا فثم وجه الله في شرح التنقيح قيل هو شرح التوضيح لا التنقيح والجواب انه شرح لهما معا كما يظهر للناظر فيه ويشهد له كلام الشارح في خطبة التلويح فانه قال ما حاصله المهمة ان اصنف الشرح بحيث يصير المتن مشروحا ويزيد الشرح بيانا ووضوحا ورسل البشر اي انبياؤهم من ذكر الخاص وارادة العام والظاهر ان رأي المصنف مساواة الرسول والنبي كما اشار اليه الشارح افضل من رسل الملائكة هم الذين ياخذون الوحي عن الله سبحانه ويبلغونه سائر الملائكة وفي التنزيل الله يصطفي من الملائكة رسلا ومن الناس ورسل الملائكة افضل من عامة البشر اراد بهم الاولياء والصلحاء اما الفساق فهم كالبهائم وعامة البشر افضل من عامة الملائكة اما تفضيل رسل الملائكة على عامة البشر فبالاجماع بل بالضرورة قال بعض المحشين اراد الضرورة الدينية اي لا يحتاج ثبوته الى دليل في دين الاسلام واما تفضيل رسل البشر على رسل الملائكة وعامة البشر على عامة الملائكة فلوجوه الاول ان الله تعالى امر الملائكة بالسجود لآدم عليه السلام على وجه التعظيم والتكريم اشارة الى الجواب عما قيل ان السجود لا يدل على الافضلية اما اولا فلانه يجوز ان يكون السجود لله سبحانه وآدم كالقبلة والمحراب فلا يلزم افضليته والا لزم كون الكعبة افضل من نبينا محمد صلى الله عليه وآله وسلم واما ثانيا فلانه يجوز ان يكون السجود في زمن الملائكة كالسلام في عرفنا واما ثالثا فلانه يجوز ان يكون للامتحان لا للمطيع والعاصي لا لتكريم آدم عليه السلام بدليل قوله تعالى حكاية اي عن ابليس نصب على الحال او المصدر ارأيتك هذا الذي كرمت علي هذا اعتراض منه على الله سبحانه معنى ارأيت اخبرني كما جرى به محاورة العرب والكاف لتأكيد الخطاب ولا محل لها من الاعراب وهذا مفعول اول والموصول نعت له والمفعول الثاني محذوف والمعنى اخبرني عن هذا الذي كرمته علي لم كرمته علي واعترض بانه يجوز ان يكون التكريم بوجه آخر غير السجود فلا يلزم الا التكريم على ابليس فقط والجواب ان سياق الكلام يدل على انه السجود وقال سبحانه واذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا

تفسير

البحر المحيط

لمحمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي
المتوفى سنة ٧٤٥هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود | الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الدكتور زكريا عبد المجيد النوقي
أستاذ اللغة العربية بجامعة الأزهر

الدكتور أحمد النجولي الجمل
أستاذ التفسير وعلوم القرآن بجامعة الأزهر

قرظه

الأستاذ الدكتور عبد الحي الفرماوي
أستاذ التفسير وعلوم القرآن كلية أصول الدين ـ جامعة الأزهر

الجزء الثالث

المحتوى

آل عمران : ١٠٢ ـ المائدة : ٨١

انتهى ، وقد تقدم في أوائل البقرة ، أنه قيل : سموا نصارى لأنهم من قرية بالشام ، تسمى ناصْرة ، وقوله ، وهم الذين قالوا لعيسى نحن أنصار الله ، القائل لذلك هم الحواريون ، وهم عند الزمخشري[1] كفار ، وقد أوضح ذلك على زعمه في آخر هذه السورة ، وعند غيره هم مؤمنون ، ولم يختلفوا هم إنما اختلف من جاء بعدهم ، ممن يدعي تبعيتهم ، ﴿ **فنسوا حظاً مما ذكروا به** ﴾ قال أبو عبد الله الرازي : في مكتوب الإنجيل : أن يؤمنوا بمحمد ـ ﷺ ـ والحظ هو الإيمان به ، وتنكير الحظ يدل على أن المراد به حظ واحد ، وهو الإيمان بالرسول ، وخص هذا الواحد بالذكر ، مع أنهم تركوا أكثر ما أمرهم الله به ، لأن هذا هو المعظم والمهم ، ﴿ **فأغرينا بينهم العداوة والبغضاء إلى يوم القيامة** ﴾ الضمير في ﴿ بينهم ﴾ يعود على النصارى ، قاله الربيع ، وقال الزجاج : النصارى منهم ، والنسطورية ، واليعقوبية ، والملكانية ، كل فرقة منهم تعادي الأخرى ، وقيل : الضمير عائد على اليهود والنصارى ، أي : بين اليهود والنصارى ، قاله مجاهد وقتادة والسدّي ، فإنهم أعداء يلعن بعضهم بعضاً ، ويكفر بعضهم بعضاً ، ﴿ **وسوف ينبئهم الله بما كانوا يصنعون** ﴾ هذا تهديد ووعيد شديد بعذاب الآخرة ، إذ موجب ما صنعوا إنما هو الخلود في النار ، ﴿ **يا أهل الكتاب قد جاءكم رسولنا يبين لكم كثيراً مما كنتم تخفون من الكتاب ويعفو عن كثير** ﴾ قال محمد بن كعب القرظي : أول ما نزل من هذه السورة هاتان الآيتان ، في شأن اليهود والنصارى ، ثم نزل سائر السورة بعرفة في حجة الوداع ، و﴿ أهل الكتاب ﴾ يعم اليهود والنصارى ، فقيل : الخطاب لليهود خاصة ، ويؤيده ما روى خالد الحذاء عن عكرمة ، قال : أتى اليهود[2] الرسول ـ ﷺ ـ يسألونه عن الرجم ، فاجتمعوا في بيت ، فقال : أيكم أعلم ، فأشاروا إلى ابن صوريا ، فقال : أنت أعلمهم ، قال : سل عما شئت ، قال : أنت أعلمهم ، قال : إنهم يقولون ذلك ، قال : فناشدتك الله الذي أنزل التوراة على موسى ، والذي رفع الطور ، فناشده بالمواثيق التي أخذت عليهم ، حتى أخذه إفكل ، فقال : إن نساءنا نساء حسان ، فكثر فينا القتل ، فاختصرنا فجلدنا مائة مائة ، وحلقنا الرؤوس ، وخالفنا بين الرؤوس على الدبرات ، أحسبه قال : الإبل قال : فأنزل الله يا أهل الكتاب قد جاءكم رسولنا ، وقيل الخطاب لليهود والنصارى الذين يخفون صفة رسول الله ـ ﷺ ـ والرجم ونحوه ، وأكثر نوازل الإخفاء إنما نزلت لليهود ، لأنهم كانوا مجاوري الرسول في مهاجره ، والمعنى بقوله ﴿ رسولنا ﴾ محمد ـ ﷺ ـ وأضيف إلى الله تعالى إضافة تشريف ، وفي هذه الآية دلالة على صحة نبوّته ، لأن إعلامه بما يخفون من كتابهم ، وهو أمّي لا يقرأ ولا يكتب ولا يصحب القرّاء ، دلالة على أنه إنما يعلمه الله تعالى ، وقوله ﴿ من الكتاب ﴾ يعني التوراة ، ويعفو عن كثير ، أي : مما يخفون لا يبينه ، إذا لم تدع إليه مصلحة دينية ، ولا يفضحكم بذلك ، إبقاء عليكم ، وقال الحسن ﴿ ويعفو عن كثير ﴾ هو ما جاء به الرسول من تخفيف ما كان شدّد عليهم وتحليل ما كان حرم عليهم ، وقيل : لا يؤاخذكم بها ، وهذا المتروك الذي لا يبين ، هو في معنى افتخارهم ونحوه ، مما لا يتعين في ملة الإسلام ، ففضحهم به ، وتكذيبهم ، والظاهر أن فاعل ﴿ يبين ﴾ و﴿ يعفو ﴾ عائد على ﴿ رسولنا ﴾ ويجوز أن يعود على الله تعالى ، ﴿ **قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين** ﴾ قيل : هو القرآن ، سماه نوراً لكشف ظلمات الشرك والشك ، أو لأنه ظاهر الإعجاز ، وقيل : النور الرسول ، وقيل : الإسلام ، وقيل : النور موسى ، والكتاب المبين : التوراة ، ولو اتبعوها حق الاتباع لآمنوا بمحمد ـ ﷺ ـ إذ هي آمرة بذلك ، مبشرة به ، ﴿ **يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام** ﴾ أي : رضا الله ، ﴿ سبل السلام ﴾ طرق النجاة ، والسلامة من عذاب الله ، والضمير في ﴿ به ﴾ ظاهره أنه يعود على كتاب الله ، ويحتمل أن يكون عائداً على الرسول ، قيل : ويحتمل أن يعود على الإسلام[3] ، وقيل ﴿ سبل السلام ﴾ قيل : دين الإسلام ، وقال الحسن

شرح العقائد

مع حاشيته

جَمع الفرائد بإنارةِ شرح العقائد

ويليهما

شرح ميزان العقائد

متن العقائد : لنجم الدين أبي حفص عمر بن محمد النسفي

شرح العقائد : لسعد الدّين مسعود بن عمر التفتازاني

جمع الفرائد : للأستاذ صَدر الوَرى القادري المصباحي

ميزان العقائد وشرحه : للعلامة المحدّث الشاه عبد العزيز الدهلوي

وفي إرسال الرسل جمع رسول على فعول من الرسالة وهي سفارة العبد بين الله وبين ذوي الألباب[١] من خليقته ليزيح[٢] بها عللهم فيما قصرت عنه عقولهم من مصالح الدنيا والأخرة، وقد عرفت معنى الرسول والنبي في صدر الكتاب حكمة أي مصلحة وعاقبة حميدة، وفي هذا إشارة إلى أن الإرسال واجب لابمعنى الوجوب[٣] على الله تعالى بل بمعنى أن قضية الحكمة تقتضيه[٤] لِمَا فيه من الحكم والمصالح، وليس بممتنع كما زعمت السمنية والبراهمة،[٥] ولا بممكن يستوي طرفاه كما ذهب إليه بعض المتكلمين.[٦] ثم أشار إلى وقوع الإرسال[٧] وفائدته وطريق ثبوته وتعيين بعض من ثبتت رسالته فقال وقد أرسل الله تعالى رسلا من البشر إلى البشر[٨] مبشرين لأهل الإيمان والطاعة بالجنة والثواب ومنذرين لأهل الكفر والعصيان بالنار والعقاب فإن ذلك[٩] مما لاطريق للعقل إليه[١٠] وإن كان فبأنظار دقيقة لايتيسر الالواحد[١١] بعد واحد ومبينين للناس مايحتاجون إليه من أمور الدنيا والدين فإنه تعالى خلق الجنة والنار، وأعدّ فيهما الثواب والعقاب، وتفاصيل أحوالهما، وطريق الوصول إلى الأوّل، والاحتراز عن الثاني مما لايستقل به العقل[١٢] وكذا خلق

(١): قوله ذوي الألباب الخ: أي ذوي العقول، وقد حقق العلامة ابن حجر الهيتمي قدس سره في الفتاوى الحديثية أنه ﷺ أرسل إلى جميع
... الجمادات بأن ركب فيها فهم وعقل مخصوص حتى عرفته وآمنت به واعترفت بفضله، ويتأيد هذا بقوله ﷺ: وأرسلت إلى

شرح العقائد النسفية

للعلامة سعد الدين التفتازاني رحمه الله

المتوفى ٧٩٢هـ

المحشّى بـــ

عقد الفرائد على شرح العقائد

لـــ مولانا محمد علي رحمه الله

ولا بممكن يستوي طرفاه، كما ذهب إليه **بعض المتكلمين**. ثم أشار إلى وقوع الإرسال، وفائدته، وطريق ثبوته، **وتعيين بعض** من ثبتت رسالته، **فقال**: وقد أرسل الله تعالى رسلاً من البشر **إلى البشر**، مبشرين لأهل الإيمان والطاعة بالجنة والثواب، ومنذرين لأهل الكفر والعصيان بالنار والعقاب، فإن **ذلك** مما لا طريق للعقل إليه، وإن كان فبأنظار دقيقة،..

بقوله: أرسل بقوله: مبشرين بقوله: وأيدهم بالمعجزات

من غير إخبار النبي

أي إن حصل طريق للعقل

= الإرسال لا يمكن إلا بقول الله سبحانه: "أرسلتك" وهو لا يوجب اليقين؛ لجواز أن يكون من كلام الجن، وأجيب بأنه يجوز أن ينصب الحق سبحانه عليه دليلا، أو يخلق في الرسول علما ضروريا، ثانيها: أن جبرئيل إن كان جسما، وجب أن يراه كل أحد من الحاضرين، وإن كان مجردا كان رؤيته محالا، وأجيب بأن خالق الرؤية هو الحق سبحانه، فيجوز أن يكشف الملك على الرسول، ويحجبه عن غيره، ثالثها: أن التكليف مضرة للعباد فلايكون مصلحة لهم، وأجيب بأنه مشقة قليلة، موجبة لمنافع عظيمة دائمة.[النبراس: ٢٦٩]

بعض المتكلمين: وهم جمهور الأشاعرة القائلين بأن العقل لا يحكم بالحسن والقبح، وأن الله سبحانه يفعل ما يشاء بمحض إرادته، بلا غرض داع، والشارح قد جرى في هذا المقام على رأى الماتريدية.[النبراس: ٢٦٩]

وتعيين بعض إلخ: بقوله: أول الأنبياء آدم عليه السلام وآخرهم محمد عليه السلام.

إلى البشر: ليستأنس الأمة برسولها؛ ولأنه لا يستطيع كل واحد من الناس أن يرى الملائكة. ثم اعلم أن كلام المصنف رحمه الله مبني على ذكر الغالب في الوقوع، والأهم بالبيان، وإلا فالمذهب: أن محمدا ﷺ مبعوث إلى الثقلين، وهمنا بحثان: الأول: أن من الملائكة رسلا، قال الله تعالى: ﴿اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ﴾ (الحج: ٧٥)

كلامه، فلما لم يُبيِّنْ له رسول الله ﷺ قام من عنده، فذهب وقال لأصحابه: أرى أنه صادقٌ فيما يقول؛ لأنه كان وَجَدَ في كتابه أنه لا يُبيِّن له ما سأله عنه[1].

﴿قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ﴾ أي: ضياءٌ؛ قيل: الإسلام. وقيل: محمد عليه الصلاة والسلام؛ عن الزجاج[2]. ﴿وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ﴾ أي: القرآن، فإنه يُبيِّن الأحكامَ، وقد تقدَّم[3]. ﴿يَهْدِى بِهِ ٱللَّهُ مَنِ ٱتَّبَعَ رِضْوَٰنَهُۥ﴾ أي: ما رَضِيَه الله. ﴿سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ﴾: طُرُقَ السلامة المُوصِلةَ إلى دار السلام[4] المُنزَّهة عن كلِّ آفة، والمُؤمَّنة من كل مَخافة، وهي الجنة. وقال الحسن والسُّدِّيّ: «السلام»: الله عزَّ وجلَّ؛ فالمعنى: دين الله ـ وهو الإسلام ـ كما قال: ﴿إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلْإِسْلَٰمُ﴾ [آل عمران:١٩]. ﴿وَيُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ﴾ أي: من ظُلمات الكفر والجَهالات إلى نور الإسلام والهِدايات. ﴿بِإِذْنِهِۦ﴾: بتوفيقه وإرادته[5].

قوله تعالى: ﴿لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ ٱللَّهِ شَيْـًٔا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ ٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾﴾

قوله تعالى: ﴿لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ﴾ تقدَّم في آخر «النساء»[6] بيانُه والقولُ فيه.

وكُفْرُ النصارى في دلالة هذا الكلام إنما كان بقولهم: إنَّ اللهَ هو المسيحُ ابن

الجامع لأحكام القرآن

والمُبيِّنُ لما تضمَّنه من السُّنَّةِ وآيِ الفرقان

تأليف
أبي عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر القرطبي
(ت ٦٧١ هـ)

تحقيق
الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي
شارك في تحقيق هذا الجزء
محمد رضوان عرقسوسي

الجزء السابع

مؤسسة الرسالة

يا أيها الذين آمنوا استجيبوا لله وللرسول إذا دعاكم لما يحييكم
الأنفال ٨/ ٢٤

التفسير المنير

في العقيدة والشريعة والمنهج

الأستاذ الدكتور وهبة الزحيلي

المجلد الثالث

الجزءان ٥ ـ ٦



الأرض، وأنه بعثه بالبينات والفرق بين الحق والباطل ووصف الرسول هنا بصفتين:

الأولى - أنه يبين لهم كثيراً مما يخفون، قال ابن عباس: «أخفوا صفة محمد ﷺ، وأخفَوْا أمر الرجم، وعفا عن كثير مما أخفوه، فلم يفضحهم ببيانه». ثم إن الرسول ﷺ بيَّن ذلك لهم، وهذا معجز؛ لأنه عليه الصلاة والسلام لم يقرأ كتاباً ولم يتعلم علماً من أحد، فلما أخبرهم بأسرار ما في كتابهم، كان ذلك إخباراً عن الغيب، فيكون معجزاً.

الصفة الثانية - ويعفو عن كثير، أي لا يظهر كثيراً مما تكتمونه أنتم، وإنما لم يظهره؛ لأنه لا حاجة إلى إظهاره في الدين. وهذا يدعوهم إلى ترك الإخفاء لئلا يفتضحوا، ولقد كان بيان القرآن لما كتموه سبباً في إسلام كثير من أحبارهم.

فالصفة الأولى: أنه يبين ما بدلوه وحرفوه وأولوه وافتروا على الله فيه، والصفة الثانية: أنه يسكت عن كثير مما غيروه، ولا فائدة في بيانه. روى الحاكم عن ابن عباس رضي الله عنه قال: من كفر بالرجم فقد كفر بالقرآن من حيث لا يحتسب، قوله: ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ﴾ فكان الرجم مما أخفوه. ثم قال: صحيح الإسناد ولم يخرجاه أي الشيخان: البخاري ومسلم.

ثم أخبر تعالى عن القرآن العظيم الذي أنزله على نبيه الكريم بأنه كتاب واضح، وأن محمداً ﷺ نور، أو الإسلام نور، فالمراد بالنور محمد، وبالكتاب القرآن، وقيل: إن المراد بالنور الإسلام، وبالكتاب القرآن. والقرآن بيِّن في نفسه، مبيِّن لما يحتاج إليه الناس لهدايتهم.

الموجودين إنما كان تبعًا لأخذ الميثاق على آبائهم ﴿فَنَسُوا﴾ يعني أكثر هٰؤلاء الموجودين وبعض من قبلهم ﴿حَظًّا﴾ أي حظًا وافيًا أو حظهم ﴿مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِۦ﴾ في الإنجيل فكذبوا محمدا ﷺ بعد البشارة بمبعثه واتبعوا أهوائهم قبل ذٰلك فافترقوا فرقًا منهم الملكانية والنسطورية واليعقوبية قال بعضهم إن الله ثالث ثلثة وبعضهم عيسٰى ابن الله وبعضهم أن الله هو المسيح ﴿فَأَغْرَيْنَا﴾ يعني ألصقنا وألزمنا من غرى الشيء إذا لصق به ولزمه ﴿بَيْنَهُمُ﴾ قال مجاهد وقتادة: يعني بين اليهود والنصارى، وقال الربيع بين فرق النصارى وهو الأظهر ﴿ٱلْعَدَاوَةَ وَٱلْبَغْضَآءَ﴾ لأجل اختلاف أهوائهم في الدين ﴿إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ ٱللَّهُ﴾ بالجزاء والعقاب في الآخرة ﴿بِمَا كَانُوا۟ يَصْنَعُونَ﴾ في الدنيا من الكفر والمعاصي وترك الاقتداء بالكتب السماوية التي مآلها واحد والله أعلم. أخرج ابن جرير عن عكرمة، قال إن نبيّ ﷺ أتاه اليهود يسألونه عن الرجم فقال: «أيكم أعلم؟ فأشاروا إلى ابن صوريا فناشده بالذي أنزل التوراة على موسٰى والذي رفع الطور بالمواثيق الذي أخذت عليهم، فقال: إنه لما كثر الزنا فينا جلدنا مائة وحلقنا الرؤس فحكم عليهم بالرجم فأنزل الله تعالىٰ ﴿يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ﴾ إلى قوله ﴿صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ والمراد بأهل الكتاب اليهود والنصارى ووحده الكتاب لأنه للجنس ﴿قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا﴾ محمد ﷺ ﴿يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ﴾ أي التواة والإنجيل مثل آية الرجم ونعت محمد ﷺ في التوراة وبشارة عيسٰى بأحمد في الإنجيل ﴿ويعفوا﴾، أي يعرض ﴿عَن كَثِيرٍ﴾ مما يخفونه لا يخبر به إذا لم يتوقف عليه أمر ديني أو عن كثير منكم فلا يؤاخذ بجرمه ﴿قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ﴾ يعني محمد ﷺ، أو الاسلام ﴿وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ﴾ للأحكام أو بين الإعجاز وهو القرآن، وجاز أن يكون العطف تفسيريًا وسمى محمدًا ﷺ والقرآن نورًا لكونهما كاشفين لظلمات الكفر ﴿يَهْدِى بِهِ ٱللَّهُ﴾ وحد الضمير لأن المراد بهما إما واحد أو كواحد في الحكم ﴿مَنِ ٱتَّبَعَ رِضْوَٰنَهُۥ﴾ أي رضاه بالإيمان منهم ﴿سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ﴾ أي طرق السلامة من عذاب الله، وقيل: السلام هو الله تعالىٰ وسبله شرائعه الموصلة إليه ﴿وَيُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ﴾ أي ظلمات الكفر ﴿إِلَى ٱلنُّورِ﴾ نور الإيمان ﴿بِإِذْنِهِۦ﴾ بإرادته وتوفيقه ﴿وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ أي طريق موصل إلى الله تعالىٰ البتة وهو الإسلام ﴿لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ﴾ والقائلون بهذا القول اليعقوبية من النصارى فإنهم قائلون بالاتحاد، وقيل: لم يصرح به أحد ولكن لما زعموا أن فيه لاهوتًا وقالوا لا إله إلا واحد لزمهم أن يكون هو المسيح فنسب

تفسير المظهري

تأليف

القاضي محمد ثناء الله العثماني الحنفي المظهري النقشبندي

١١٤٣ - ١٢٢٥

تحقيق

أحمد عزو عناية

الجزء الثالث

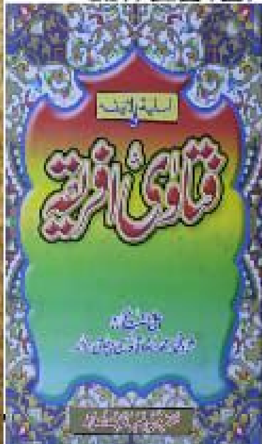
دار إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان

احمد رضا اور مرزا غلام احمد کی عبارتوں میں حیرت انگیز مماثلت

ختم نبوت کے بارے میں جو نظریہ مرزا قادیانی کا اپنے بارے میں تھا وہی نظریہ احمد رضا کا شیخ عبد القادر کے بارے میں تھا۔

استحباب وہ فعل جب کہ فی نفسہ خود ہی نیک ہے یا مسلمان نے اسے نیت حسن محمود سے کیا تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے داخل سنت ہے اگرچہ اس سے پہلے کسی نے نہ کیا ہو جیسا کہ حدیث من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ وعبارات ائمہ سے گزرا والحمد للہ تعظیم حضور پرنور ﷺ مدار ایمان ہے اس کا منکر قطعاً کافر مگر یہ نفس تعظیم میں ہے ... جس کا ثبوت ضروریات دین سے ہے جیسے درود و سلام اس کا ... کافر یا جس کا ثبوت قطعی ہو اگرچہ بدیہی نہ ہو ائمہ حنفیہ اسے بھی کافر کہیں گے بغیر ... نہیں خصوصاً ایک نو پیدا بات جس میں منکر کو شبہ بدعت ہی اس کے لیے ہے، جس کا انکار بربنائے وہابیت نہ ہو ورنہ وہابیہ پر خود ہی صد باوجہ سے کفر لازم اور ان کے انکار کا منشا بھی وہی ہوتا ہے کہ ان کے سینے توہین سے پر اور تعظیم مصطفےٰ ﷺ ان کے دلوں پر شاق قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۰: حضور پرنور سیدنا غوث اعظم حضور اقدس وانور سید عالم ﷺ کے وارث کامل و نائب تام و آئینہ ذات ہیں کہ حضور پرنور ﷺ مع اپنی جمیع صفات جمال و جلال و کمال و افضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ صفات و نعوت جلالت آئینہ محمدی ﷺ میں تجلی فرما ہے من رانی فقدرای الحق تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے اور تعظیم سرکار رسالت عین تعظیم حضرت عزت ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور یہ مثل صلاۃ بالاستقلال ان تعظیمو... نے شان نبوت سے خاص فرما دیا ہو تو وہی آیات و احادیث ... حدیث اس کے جواز میں بھی کافی کفانا الکافی فی الدا... سید الکونین۔ والہ وصحبہ وغوث الثقلین۔ و... واین عدو کل اثر و عین والحمد للہ رب النشأ تین ... اعلم۔ بنو وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔



میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ ... ہمارا خاتم النبیین کی مہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ ... جو در حقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا ... نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ ... پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے ... ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ ... آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا نام آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کے اہل بیت میں سے ہوگا ... اور اسی کی روح کا ... ہوگا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ ... کیا۔ یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے ... علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرما چاہتے

حاشیہ ※ - یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے ... بنی فاطمہ سے تھی۔ اسکی تصدیق آنحضرت ... سلمان منا اہل البیت علی مشرب ... سلم ... اور ... دوسری ...

ایک غلطی کا ازالہ

از

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقیاسِ نور

جنیونال پیرِ طریقت مناظرِ اسلام

ابوعبدالوہاب مولانا محمد عمر اچھروی

النّاشر:

مکتبہ سلطانیہ ۔ مدینہ منزل

۱۸۰ ے جناح کالونی [illegible] لاہور

فون: [illegible]

ہیں۔ تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نور اللہ کی حاملہ ہوئیں۔ باقی عورتیں ایسے بھی انسان پیدا کرتی ہیں۔ جن کے متعلق ارشاد الٰہی ہے۔

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ط

جن کو مسلمانوں کے ہاں جگہ دینے سے گریز ہے۔ ان سے اجتناب لازمی ہے۔

اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے ایسا عبداللہ جنا کہ جس کی حقیقت نور اللہ ہے۔ جس کو رب العزت کے ہاں قَابَ قَوْسَيْنِ کا مقام عطا ہوا۔

اے منکرو! مثلیث کے جھگڑے کو ترک کرو۔ حقیقت کو دیکھنے کی کوشش کرو۔ اور حقیقت کے طلب گار بن جاؤ۔ مثلیث کو دیکھ کر پیچھے نہ ہٹ جاؤ۔ محروم رہ جاؤ گے۔ ایسے ہی مثلیث کو دیکھنے والا اگر بھینس کا دُودھ دوہ کر مثلیث میں دھوکا کھا جائے! اور بھینسے کے نیچے دُودھ دوہنے کے لئے بیٹھ جائے تو خود سوچو کہ اسے کیا حاصل ہوگا۔ فتدبر۔

مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقۃ بشریہ کی نفی کی دوسری دلیل

بشریت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ جیسا کہ قرآن کریم کی آیت سے ثابت ہے۔

۱۔ زمر ۲۳/۱ } خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

اللہ تعالےٰ نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا (یعنی آدم علیہ السلام سے)

فرماتے ہیں:

ما من مولود إلا وقد ذر علیه من تراب حفرته۔

کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا، جس پر اس کی قبر کی مٹی نہ چھڑکی ہو۔

خطیب نے کتاب المتفق والمفترق میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من مولود إلا وفی سرته من تربته التی خلق منها حتی یدفن فیها وأنا أبوبکر وعمر خلقنا من تربة واحدة فیها ندفن۔

ہر بچہ کے ناف میں اس مٹی کا حصّہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا یہاں تک کہ اسی میں دفن کیا جائے اور میں ابوبکر و عمر ایک مٹی سے بنے اُسی میں دفن ہوں گے۔ امام ترمذی حکیم عارف نوادر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرشتہ جو رحم زن پر مؤکل ہے جب نطفہ رحم میں قرار پاتا ہے اسے رحم سے لے کر اپنی ہتھیلی پر رکھ کر عرض کرتا ہے۔ اے میرے رب! بنے گا یا نہیں؟ اگر فرماتا ہے نہیں۔ تو اس میں روح نہیں پڑتی۔ اور خون ہو کر رحم سے نکل جاتا ہے۔ اور اگر فرماتا ہے۔ ہاں۔ تو عرض کرتا ہے۔ اے میرے رب! اس کا رزق کیا ہے؟ زمین میں کہاں کہاں چلے گا؟ کیا عمر ہے؟ کیا کیا کام کرے گا؟ ارشاد ہوتا ہے: لوح محفوظ میں دیکھ۔ تو اس میں نطفے کا سب حال پائے گا۔ ویأخذ التراب الذی یدفن فی بقعته وتعجن به نطفته فذلك قوله تعالیٰ: ﴿مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَ فِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ﴾ فرشتہ وہاں کی مٹی لیتا ہے جہاں اسے دفن ہونا ہے اسے نطفہ میں ملا کر گوندھتا ہے۔ یہ ہے مولیٰ تعالیٰ کا وہ ارشاد کہ زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اُسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے۔

عبد بن حمید و ابن المنذر عطائے خراسانی سے راوی:

إن الملك ینطلق فیأخذ من تراب المکان الذی یدفن فیه فیذره علی النطفة فیخلق من التراب ومن النطفة وذٰلك قوله تعالیٰ ﴿مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَ فِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ﴾

فرشتہ جا کر اس کے مدفن کی مٹی لا کر اس نطفہ پر چھڑکتا ہے تو آدمی اس مٹی اور اس بوند سے بنتا ہے۔ اور یہ ہے مولیٰ تعالیٰ کا وہ ارشاد کہ ہم نے تمہیں زمین ہی سے بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے

فتاویٰ افریقہ



فقیہ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ



ناشر
امام احمد رضا اکیڈمی
صالح نگر



رضاخانی مولوی عمر اچھروی اللہ کے رسول ﷺ کو نور ثابت کرنے کے چکر میں شدید گستاخی کر بیٹھا

رضا خانیوں کا گستاخ مولوی عمر اچھروی لکھتا ہے کہ "بی بی آمنہ اللہ کے نور سے حاملہ ہوئیں (استغفرُاللہ)

مقیاس نور صفحہ ۳۲

تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نوراللہ کی حاملہ ہوئیں۔ باقی عورتیں ایسے بھی انسان پیدا کرتی ہیں۔ جن کے متعلق ارشاد الٰہی ہے۔

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

جن کو مسلمانوں کے ہاں جگہ دینے سے گریز ہے۔ ان سے اجتناب لازمی ہے۔

اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے ایسا عبداللہ جنا کہ جس کی حقیقت نوراللہ ہے۔ جس کو رب العزت کے ہاں قَابَ قَوْسَيْنِ کا مقام عطا ہوا۔

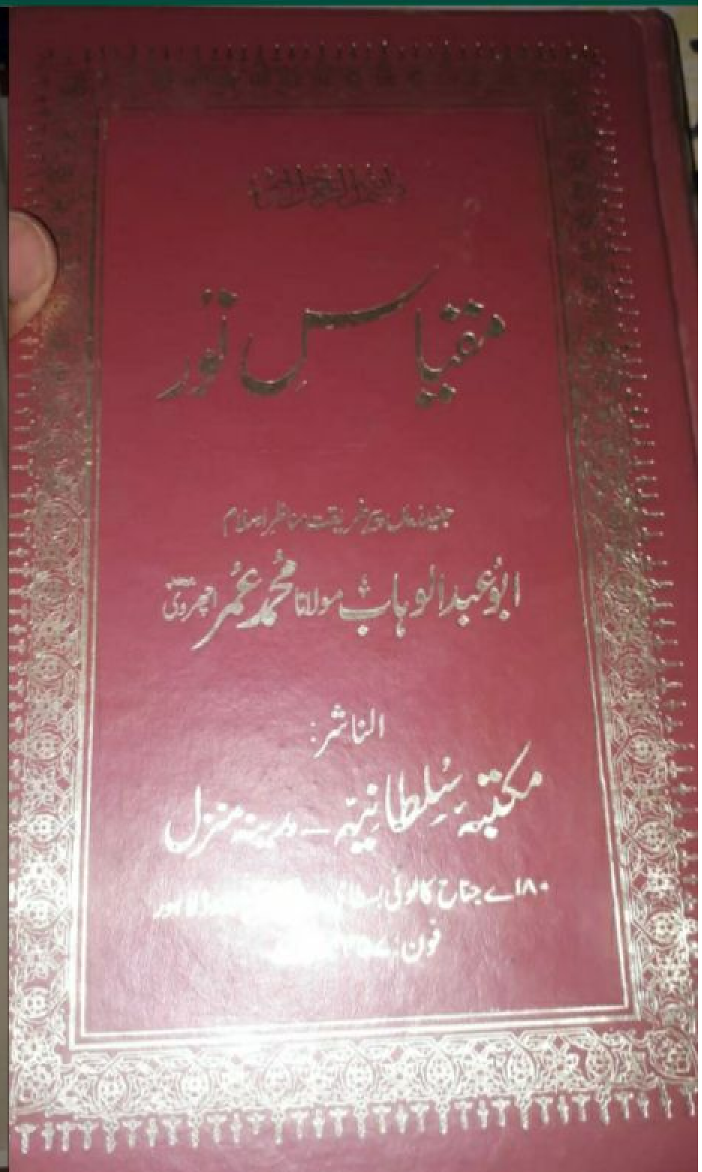
اے منکرو! مثلیث کے جھگڑے کو ترک کرو۔ حقیقت کو دیکھنے کی کوشش کرو۔ اور حقیقت کے طلب گار بن جاؤ۔ مثلیث کو دیکھ کر پیچھے نہ ہٹ جاؤ۔ محروم رہ جاؤ گے۔ ایسے ہی مثلیث کو دیکھنے والا اگر بھینس کا دودھ دوہ کر مثلیث میں دھوکا کھا جائے! اور بھینے کے نیچے دودھ دوھنے کے لئے بیٹھ جائے تو خود سوچو کہ اسے کیا حاصل ہوگا۔ فتدبر۔

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقۃ بشریہ کی نفی کی دوسری دلیل

بشریت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ جیسا کہ قرآن کریم کی آیت سے ثابت ہے۔

۱۔ زمر ۲۳/۱ } خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

اللہ تعالےٰ نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا (یعنی آدم علیہ السلام سے)



رضاخانی اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بشریت کے منکر ہیں

رضا خانیوں کے شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی لکھتے ہیں

جو ذاتِ اقدس حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے موجود ہو اس کو بشر کیسے کہا جا سکتا ہے اور آگے لکھتے ہیں حقیقت محمدیہ قطعاً بشر نہیں ہے محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت نور ہی ہے

سیدنا شیخ محمد سنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا کہ محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہالیان مدینہ منورہ کو توکل کی طرف رغبت دلائی تھی۔ اگر وہ لوگ اپنا اعتقاد و بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے تو ایک ہی سال میں کثرت ثمر و برکت دیکھ لیتے۔ توکل علی اللہ نہ کرنا باعث نقصان ہے۔ (شرح شفاء)

(۲) دوسرے سوال کے جواب میں فرمایا کہ سب سے پہلے بشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ سے ثابت ہے۔ (انی خالق بشرا من طین) (میں مٹی سے بشر کو پیدا کرنے والا ہوں) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ دوسرا فرمان ہے کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّین نیز تیسرا ارشاد اقدس ہے کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ لَمُنْجَدِلٌ فِی الطِّین اندازہ لگائیں جو ذات اقدس سب سے پہلے بشر (ابوالبشر) سے بھی موجود ہو اس مقدس و مطہر ہستی کو بشر کہنا یا ماننا کس طرح صحیح ہے۔ اس میں شک نہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم لباس بشریت میں تشریف لائے تا کہ انسان و بشر کو ذات باری تعالیٰ کی معرفت و تعلیم سے نوازیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بشر کی ذات کو بجائے نفرت کے انس و محبت ہو تعلیم کے حصول میں انہیں دقت نہ ہو ورنہ حقیقت محمدیہ قطعاً بشر نہیں ہے۔ محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت نور ہی ہے جو صحیح روایات سے ثابت ہے۔

راقم الحروف نے عرض کیا کہ "انما" کلمہ حصر ہے جس سے حصر فی البشریت کا اظہار ہے۔ آپ نے جواباً فرمایا کلمہ حصر دو فائدوں سے خالی نہیں ہوتا یا صفت کا حصر موصوف میں یا موصوف کا حصر صفت میں پایا جاتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات حصر کے معنی کے لحاظ سے ان ہر دو سے مبرا ہیں کیونکہ بشریت جو صفت ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محصور تسلیم کر کے کہیں کہ آپ کی ذات اقدس میں صرف اور صرف یہی بشریت کی صفت ہی پائی جاتی ہے اسی ایک صفت کے ساتھ ہی موصوف ہیں تو باقی تمام اوصاف کا انکار لازم آئے گا حالانکہ نصوص قطعیہ سے آپ صلی علیہ وآلہ وسلم کی دیگر

انوارِ قمریہ

حصہ اول

ملفوظات

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی

تالیف

حضرت مولانا قاری غلام احمد سیالوی

شائع کردہ

حضرت سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی

LAFZ BASHER NABI AKRAM KE LIYE KAMAL HAI HAQARAT NAHI

KUCH BARELVI KEHTE HAIN BASHER KEH NAHI SAKTE Q KI YE HAQARAT KE LIYE KAHA GAYA HAIN
UN JAHILON KE MUNH PAR PEER MAHER ALI SHAH SAHAB KO ZOR DAAR TAMACHA

مَاشَاءَ اللهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ

الحمد للہ کہ دریں آوان سعادت توامان مخطوطات طیبات و مکاتیب ہدایات مسمّٰی بہ

مکتوباتِ طیّبات

معروف

بمہر چشتیہ

کہ اعلیحضرت مشکوٰۃ ہدایت سلیل سلالۃ السادات جامع الکمالات امام ربانی غوث صمدانی الشیخ عبد القادر الثانی

سیدنا و مولانا السید مہر علی شاہ قبلہ دامت برکاتہم

بجانب مخلصین و دیگر مستفیدین ارقام فرمودہ اند

◉

بایماء و رضا

حضرت سید غلام محی الدین شاہ صاحب قدس سرہ

حضرت سید غلام معین الدین شاہ صاحب قدس سرہ

باہتمام

حضرت سید شاہ عبد الحق صاحب مدظلہ العالی

ہوں، نہ بوجہ نفسانیت جیسا کہ اہلِ دُنیا کا شیوہ ہے۔ خیال کرنا چاہیئے یہ لوگ اس مقدس ذات کے جانشین تھے۔ جس کی صحبت کا اثر سالہا تک باقی رہنا چاہیئے۔

مکتوب نمبر ۳۳۸ مخلصی شیر عالم صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ تم کو صحتِ کاملہ مرحمت فرمائے۔ آمین والسلام۔

دُعا گو از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۳۹ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذی هدانا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا الله اشهد ان لا اله الا الله وحدهٗ لاشريك لهٗ موصوف بما نص عليه فی القرآن المجيد بحسب ما اراد وان محمدًا صلی الله عليه وسلم عبدهٗ ورسوله۔ وان ما جاء به النبی عليه السلام حقٌ وان خلافة الخلفاء الاربعة علی الترتيب الذی وقع حقٌ فهذه عقيدتی علی سبيل الاجمال وكفیٰ بالله شهيدًا۔

انا العبد

الملتجی والمشتكی الی الله المدعو بمهر علی شاه عفا ربه عنه

مکتوب نمبر ۳۴۰ نقل مکتوب شریف

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حامدًا و مصلیًا۔ از نیاز مند اہل اللہ المدعو بمہر علیشاہ الیٰ سید المکرم جناب مخدوم صدر الدین شاہ صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ دامت عنایتہٗ (ملتانی)

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ اما بعد عنایت نامہ مشتمل بر تنازع علمائے کرام دربارہ جواز اطلاق بشر بر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ و عدم آں و حاضر و ناظر بودن حضرت سید البشر و انتفائے آں ملاحظہ سے گزرا۔

میں اس قابل نہیں ہوں کہ اہلِ علم و فضل کے مابین محاکمہ و مداخلت کروں۔ مگر امتثالاً للامر السامی ماحضر عرض کرنے پر مجبور ہوں۔

مخدوما! اس میں شک نہیں کہ اہلِ ایمان کے لئے ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق تکریم و تعظیم واجب اور ضروری ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ لفظ بشر کے معنے میں بحسب لغت عربیہ عظمت و کمال پایا جاتا ہے یا حقارت۔ میری ناقص رائے میں لفظ بشر مفہومًا و مصداقًا متضمن بکمال ہے۔

SHAH ABDUL HAQ DEHLVI RH NABI SAW BASHER HAIN

SHAH SAHAB BHI WAHABI NIKLE LAGAO FATWA

اردو ترجمہ

مدارج النبوت (فارسی)

حصہ اول

تصنیف

حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح

ترجمہ وترتیب

الحاج مفتی غلام معین الدین نعیمی

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

قیمت مجلد معہ پلاسٹک کور : ۶۰ روپے

اسمار مکرر بھی ہیں لیکن اس جگہ ذوق وحلاوت کا معاملہ ہے۔ طول وتکرار نظر میں نہیں ہے مشتاق کو چاہیئے کہ مونس جان اور ورد زبان خود بنائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد رسول اللہ، الآمر باللہ، الابطحی، اتقی الناس، الاجود، اجود الناس، الاحد، الاحسن، احسن الناس، احمد، احید، الآخذ بالحجزات، آخذ الصدقات، الآخر، الاخشیٰ، للہ اذن خیر، ارجح الناس عقلاً، ارحم الناس بالعیال، الازہر، الاسلم، اسلم الناس، اشجع الناس، الاصدق فی اللہ، اطیب الناس ریحاً، الاغر باللہ، اکثر الناس تبعاً، الاکرم، اکرم الناس، اکرم ولد آدم، المص، امام الخیر، امام الناس، امام المتقین، امام النبیین الامام، الامر، الامن، امنۃ صحابہ، الامین، الامی، انعم اللہ، اول شافع، اول المسلمین، اول المشفع، اولی للمسلمین، اول من ینشق الارض۔ (ب) البار، الباسط، الباطن، البر، البرہان، بشر، بشریٰ، البشیر، البصیر، البلیغ، بالغ البیان، البینہ (ت) التالی، التذکرہ، التقی، التنزیل، التہامی (ث) ثمین (ج) الجبار، الجد، اجود، الجامع، جوامع الکلم (ح) حاتم، حرب اللہ، الحاشر، الحافظ، الحاکم بارادہ اللہ، الحامد، حامل لواء الحمد، الحاد، لامتہ عن النار، الحبیب، حزب اللہ، الحق، الحفیظ، الحق، الحکیم، الحلیم، حماد، حمطایا، یا حمیاطا، حمعسق، الحمید، الحنیف، (خ) خاتم النبیین، خاتم المرسلین، الخاتم، الخازن لمال اللہ، الخاشع، الخاضع، الخاص، خطیب الانبیاء والامم، خطیب الوافدین علی اللہ، الخلیل، خلیل الرحمٰن، الخلیفہ، خیر الانبیاء، خیر البریہ، خیر خلق اللہ، خیر العالمین، خیر الناس، خیر ہذہ الامہ۔ (د) دار الحکمہ، الداعی الی اللہ، دعوۃ ابراہیم، دعوۃ النبیین، دلیل الخیرات، (ذ) ذخیرۃ اللہ، الذاکر، الذکر، ذکر اللہ، ذو الحوض المورود، ذو الخلق العظیم، ذو الصراط المستقیم، ذو القوۃ، ذو فضل، ذو المعجزات، ذو المقام المحمود، ذو الوسیلہ (ر) الراضع، الراضی، الرافع، راکب البراق، الراہب، راکب البعیر، راکب الجمل، راکب الناقہ، راکب النجیب، الرحمۃ، رحمۃ الامۃ، رحمۃ للعلمین، رحمۃ مہداۃ، الرحیم، الرسول، الراحۃ، رسول الرحمۃ، رسول اللہ، رسول الملاحم، الرشید، الرفیع، رافع المراتب، رفیع الدرجات، الرقیب، روح الحق، روح القدس، الرؤف، رکن المتواضعین (ز) الزاہد، زعیم الانبیاء، الزکی، زین العباد، الزمزمی، زین من وافی القیمہ (س) السابق، السابق بالخیرات، سابق العرب، الساجد، سبیل اللہ، السراج، المنیر، السعید، سعد اللہ، سعد الخلائق، السمیع، السلام، السید، سید ولد آدم، سید المرسلین، سید الناس، سید الکونین، سید الثقلین، سیف اللہ المسلول، سید الفریقین (ش) الشارع، الشافع، الشفیع، الشاکر، الشاہد، الشکار، الشکور، الشمس، الشہید، (ص) الصابر، الصاحب، صاحب الآیات، صاحب المعجزات، صاحب البرہان، صاحب البیان، صاحب التاج، صاحب الجہاد، صاحب الحجہ، صاحب الحطیم، صاحب الحوض المورود، صاحب الخاتم۔ صاحب الخیر، صاحب الدرجۃ الرفیعہ، صاحب اللواء

NABI JINS BASHER ME HI AATE HAIN AWR INSAN HI HOTE HAIN

KITAB JA AL HAQ LIKHNE WALA BARELVI KA BEEMAR HAQEEMUL UMMAT AHMAD YAAR GUJRATI

۷۸۶
۹۲

وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

الحمدللہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ وشاب مفید عاقل متنبہ غافل

مسمّٰی بہ

جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ

المعروف

فیصلہ مسائل

(جلد اوّل)

اضافات جدیدہ وضمیمہ عجیبہ کے ساتھ

جس میں موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہائیت محققانہ مدلل فیصلہ کر دیا گیا ہے

مُصنّفہ

حضرت حکیم الامت مولٰنا المفتی الحاج احمد یار خاں صاحب اوجھانوی بدایونی مدظلہ
سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات پاکستان

باھتمام
محمد اقتدار خاں عرف مصطفٰے میاں

ناشر:۔ مفتی اقتدار احمد خان مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

وَاَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی یہاں وحی بمعنی دل میں ڈالنا ہے حضرت مریم کو وہ وحی تبلیغی نہ تھی اور نہ وہ تبلیغ احکام کے لیے بھیجی گئیں۔ نیز فرشتے کا ہر کلام وحی نہیں اور ہر وحی تبلیغی نہیں بعض صحابہ نے ملائکہ کے کلام سُنے ہیں اور بوقت موت اور قبر وحشر میں سب ہی ملائکہ سے کلام کریں گے حالانکہ سب نبی نہیں۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں لکھی ہے۔

عقیدہ: کوئی شخص اپنی عبادات واعمال سے نبوت نہیں پا سکتا۔ نبوت محض عطاء الٰہی ہے۔ اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَيۡثُ يَجۡعَلُ رِسَالَتَهٗ اللہ خوب جانتا ہے کہ جہاں اپنی رسالت رکھے اور غیر نبی خواہ غوث ہو یا قطب ابدال یا کچھ اور نہ تو نبی کے برابر ہو سکتا ہے نہ اس سے بڑھ سکے یہ چند امور خیال میں رہیں۔

پہلا باب

اس بیان میں کہ نبی علیہ السّلام کو بشر یا بھائی وغیرہ کہنا حرام ہے

نبی جنس بشر میں آتے ہیں اور انسان ہی ہوتے ہیں۔ جن یا بشر یا فرشتہ نہیں ہوتے یہ دنیاوی احکام ہیں۔ ورنہ بشریت کی ابتداء آدم علیہ السلام سے ہوتی۔ کیونکہ وہ ہی ابوالبشر ہیں اور حضور علیہ السلام اس وقت نبی ہیں جبکہ آدم علیہ السلام آب وگل میں ہیں خود فرماتے ہیں کُنۡتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيۡنَ الۡمَآءِ وَالطِّيۡنِ اس وقت حضور نبی ہیں بشر نہیں سب کچھ صحیح لیکن ان کو بشر یا انسان کہہ کر پکارنا یا حضور علیہ السلام کو یا محمد یا کہ اے ابراہیم کے باپ یا اے بھائی بادا وغیرہ برابری کے الفاظ سے یاد کرنا حرام ہے اور اگر اہانت کی نیت سے پکارا تو کافر ہے۔ عالمگیری وغیرہ کتب فقہ میں ہے کہ جو شخص حضور علیہ السلام کو هٰذَا الرَّجُلُ یہ مرد اہانت کی نیت سے کہے تو کافر ہے بلکہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ یا شفیع المذنبین وغیرہ عظمت کے کلمات سے یاد کرنا لازم ہے۔ شعراء جو اشعار میں یا محمد لکھ دیتے ہیں وہ تنگی موقعہ کی وجہ سے ہے پڑھنے والے کو لازم ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لے۔ اسی طرح جو کہتے ہیں کہ ؏

واہ کیا جود وکرم ہے شہ بطحٰی تیرا

یہ تیرا انتہائی ناز کا کلمہ ہے جیسے اے آقا میں تیرے قربان۔ اے ماں تو کہاں ہے؟ اے اللہ تو ہم پر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے نور نہیں

انسان	نور
۱ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب نسب تھا، انکے والدین تھے	۱ فرشتہ نور سے پیدا ہوئے، انکا کوئی حسب نسب نہیں اور نہ انکے کوئی والدین ہیں
۲ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے پیتے تھے	۲ نور سے بنے فرشتوں کو کھانے پینے کی ضرورت نہیں
۳ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیوی، بچے تھے	۳ فرشتوں کی کوئی بیوی، بچے نہیں
۴ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے خوف کھا کر جہنم سے بچنے کی دعا کیا کرتے تھے	۴ فرشتے کو اللہ نے جنت اور جہنم کی اور دوسرے چیزوں کی دیکھ ریکھ کے لئے بنایا
۵ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موت کے بعد انکو دفنایا گیا	۵ فرشتے نور سے بننے کے سبب انکو دفنانے کی نوبت ہی نہیں

قوله اول ما خلق الله نوری و
فی روایة روحی ومعناهما واحد
فان الارواح نورانیة ای اول
ما خلق الله من الارواح روحی انتہیٰ

آپ کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلے اللہ
تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا، اور ایک روایت
میں ہے کہ میری روح پیدا کی اور دونوں کا مطلب
ایک ہی ہے کیونکہ ارواح نورانی چیز ہے تو مطلب

(مرقات ج ۱ ص ۱۶۷ طبع امدادیہ ملتان)

یہ ہوا کہ سب ارواح سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح پیدا کی۔

رضاخانی عقیدہ

نبی ﷺ کو اللہ کے مثل نہ سمجھنا پلید عقیدہ ہے۔نعوذ باللہ

رضاخانی رئیس القلم عبد الکریم ہاشمی لکھتا ہے"رفتہ رفتہ سنیوں کے بہت سے علمائے کبار نے تسلیم کر لیا کہ رسول اللہ غیر اللہ ہیں اور آپ ﷺ کو اللہ کی ذات وصفات میں ملانا اور آپ ﷺ کی ہستی کو اللہ کی عین ہستی کے برابر یا مثل سمجھنا شرک ہے پھر اس پلید عقیدے سے اور بھی پر فتن عقائد نکلے" (المیزان کا امام احمد رضا نمبر، ص616) استغفر اللہ یعنی نبی پاک ﷺ کو عین اللہ کے مثل نہ کہنا پلید عقیدہ ہے اور یہی تمام برے عقائد کی جڑ ہے العیاذ باللہ ایسا عقیدہ تو ابو لہب اور ابو جہل جیسے بدترین مشرکین کا بھی نہیں تھا وہ بھی لات وعزی کو خدا کا عین یا مثل نہ سمجھتے تھے۔اس المیزان پر مصطفی رضاخان ابن احمد رضاخان، مختار اشرف جیلانی اور سید محمد مدنی جیسے صف اول کے رضاخانی اکابر کی تائید وتصدیق موجود ہے

ملاحظہ ہو ص13،11۔

روح البیان میں فرمایا کہ غیب دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو تجھ سے غائب جیسے کہ عالم ارواح کہ پہلے تو وہاں موجود تھا اور جب تو یہاں آگیا تو وہ تجھ سے غائب ہوگیا دوسرا وہ جس سے تو غائب یعنی وہ تیرے پاس اور تو اس سے دور جیسے حق تعالیٰ کہ وہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ لیکن ہم اس سے دور ہیں۔

یار نزدیک تر از من بمن است   ویں عجب تر کہ من از وے دورم

اس آیت کے تین معنی ہیں ایک یہ کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں یعنی حق تعالیٰ کو اور جنت دوزخ وغیرہ کو بغیر دیکھے مانتے ہیں دوسرے یہ کہ وہ غیب یعنی دل سے ایمان لاتے ہیں زبان ظاہر ہے اور دل چھپا ہوا زبان سے تو منافقین بھی ایمان لے آئے تھے۔ مگر وہ قبول نہیں۔ لیکن وہ غیب یعنی دل سے ایمان نہ تھا۔ تیسرے یہ کہ غیب میں یعنی مسلمانوں کے پیچھے بھی ایمان لاتے ہیں منافقین مسلمانوں کے سامنے تو کہہ دیتے تھے کہ ہم ایمان لے آئے مگر آپس میں کافروں سے ملتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ تو اس میں یہ فرمایا گیا کہ مومن وہ ہے جو کہ ہر حال میں یعنی مسلمانوں کے سامنے بھی اور مسلمانوں کے پیچھے بھی ایماندار ہے۔

فائدہ : اس سے معلوم ہوا کہ غائب چیز پر ایمان لانا معتبر ہے نہ کہ ظاہر پر قرآن پاک کے ظاہری حروف کو مان لینا کہ یہ ایک کتاب ہے عربی زبان کی ہے لاہور میں چھپی ہے فلاں کاغذ پر لکھی گئی ہے یہ ایمان نہیں کیونکہ یہ باتیں بالکل ظاہر ہیں بلکہ قرآن پاک کے چھپے ہوئے وصف پر ایمان لانا ضروری ہے وہ یہ کہ یہ اللہ کی طرف سے آیا ہے حضرت جبریل علیہ السلام لائے ہیں حضور علیہ السلام پر آیا ہے کیونکہ اوصاف ظاہرا" محسوس نہیں ہوتے اسی طرح حضور علیہ السلام کے ظاہری صفات کو مان لینا ایمان نہیں کہ وہ بشر تھے "مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے مدینہ منورہ میں قیام فرمایا کھاتے پیتے تھے۔ سیدنا عبداللہ کے فرزند تھے۔ آمنہ خاتون کے لخت جگر نور نظر تھے۔ کیونکہ یہ تو ان کے ظاہری اوصاف ہیں اس کے کفار بھی قائل تھے بلکہ حضور پاک علیہ السلام کے چھپے ہوئے اوصاف کو ماننے کا نام ایمان ہے یعنی کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اس کے پیارے ہیں تخت و تاج والے ہیں۔ شفیع المذنبین رحمتہ للعلمین ہیں صلی اللہ علیہ وسلم یہ اوصاف ظاہر میں محسوس نہیں اس لئے ان کو ماننا ہی ایمان بالغیب ہو گا وہابیہ اور دیوبندیہ کا حضور علیہ السلام کی بشریت کے پیچھے پڑ جانا محض بے دینی ہے ان کو بشر ماننا ایمان نہیں۔ بلکہ ان کو مصطفیٰ ماننا رحمتہ للعالمین ماننا ایمان ہے اسی لئے کلمہ میں پڑھا جاتا ہے۔ **محمد رسول اللہ** نہ کہ **محمد بشر** بلکہ حق تو یہ ہے کہ اللہ کو صرف خالق عالم ماننے کا نام بھی ایمان نہیں کیونکہ اس کا خالق و رزاق وغیرہ ہونا مثل ظاہر کے ہے بلکہ اس کو رب **محمد رسول اللہ** ماننا ایمان ہے اسی لئے حق تعالیٰ نے فرمایا **قل ھو اللہ احد** جس سے معلوم ہوا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لائی ہوئی توحید ایمان ہے اور فرمایا **و اذ اخذ ربک من بنی ادم من ظھورھم** جس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے یثاق کے دن ساری اولاد آدم کو اپنی پہچان اس طرح کرائی کہ ہم رب محمد ہیں یہ سب باتیں ایمان بالغیب میں داخل ہیں رب نے اپنی مخلوقات میں غیب و شہادت رکھے ہیں۔ ہمارا بدن شہادت ہے۔ قلب و روح غیب درخت اور اس کی سبزی شہادت ہے جڑ اور درخت کا وہ رس جس کے سوکھ جانے سے درخت خشک ہو جاتا ہے یہ غیب ہے ایسے ہی ایمانیات کے لئے غیب و شہادت ہے۔ ابلیس نے آدم علیہ السلام کا ظاہر "شہادت کی چیز دیکھی یعنی ان کا جسم اور جسم کی ساخت مگر ان کا اندرونی وصف خلافت

لئے کہ وہ اگر ظاہر ہو اور وہ ان کے حقوق کی رعایت نہ کر سکیں تو ان کے لئے یہ فتنہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے حضور کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا تو جو کچھ حضور کے معاملہ سے ظاہر ہو وہ نعمت ہے اور جو چھپا وہ رحمت ہے حضور کے حق میں کیا خوب کہا گیا ہے

''آپ سے اجمل میری آنکھ نے نہ دیکھا اور آپ سے اکمل کسی عورت نے نہ جنا آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے گویا آپ اپنی چاہت کے مطابق پیدا کئے گئے''۔

یہ بھی آپ کی ظاہر صورت کے اعتبار سے کہا گیا ہے اور رہی آپ کی حقیقت تو وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا مجھے حقیقۃً میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا اسی لئے سید التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور کے اصحاب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ دیکھا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ تو کہا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے بھی سایہ کے علاوہ کچھ نہ دیکھا فرمایا ہاں ابوبکر نے بھی''۔

عارف عیدروس شیخ کبیر عارف باللہ تعالیٰ محمد بن احمد بلخی قدس سرہ کے عالم مشاہدہ سے ایک پر کیف مشاہدہ و واقعہ حاضری نقل کرتے ہیں۔ جس میں شیخ بلخی سے آخر میں یہ منقول ہے:

فسمعت قائلا یقول اذا اشتاقت الملائکۃ المقربون والانبیاء والمرسلون والاولیاء المحبوبون الی رؤیۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم ینزل من مقامہ الاعلیٰ عند ربہ الذی لایستطیع النظر الیہ احد فی ھذا المقام فتضاعف انوارھم برؤیتہ وتزکوا احوالھم بمشاھدتہ ویعلو مکانھم ومقاماتھم ببرکتہ ثم یعود الی الرفیق الاعلیٰ الخ (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۴۹۔۳۵۰)

''تو میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ جب فرشتے اور انبیاء اور مرسلین اور اولیاء محبوبین حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دیدار کا شوق کرتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اس قربِ خداوندی والے مقام اعلیٰ سے نزول کرتے ہیں جس میں کوئی آپ کی طرف نظر کی طاقت نہیں رکھتا تو حضور کے دیکھنے سے اُن کے انوار زیادہ ہوتے ہیں اور حضور کے مشاہدہ سے ان کے حالات کا تزکیہ ہوتا ہے اور حضور کی برکت سے ان کا مکان



مقامِ رسول

مؤلف

حضرت علامہ مفتی ابوالحسن محمد منظور احمد فیضی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان
تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین

فتوحاتِ احناف

مقیاسِ نور

اہل سنت و جماعت احناف کے غیر مقلدین وہابیوں سے چند مناظروں کی روداد

مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ

الناشر

مکتبہ سلطانیہ ـــ مدینہ منزل

۸۰ اے جناح کالونی بسطامی روڈ سمن آباد لاہور

فون ۷۵۸۴۲۵۷

ملنے کا پتہ

صاحبزادہ حافظ سلطان باھو صدیقی بن مولانا محمد عمر صاحب

فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْس سب ملائکہ سجدے میں گر گئے مقبول ہو گئے۔ ابلیس کی نظر بشریت پر پڑ گئی۔ مِنْ رُّوْحِیْ کو چھوڑ دیا مردود ہو گیا۔ مِنْ رُّوْحِیْ کو مد نظر نہ رکھا۔

مخلوق میں سب سے پہلے ابلیس نے نبی اللہ کو بشر کہا

قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ الحجر ۱۴ ۳
اے ابلیس تجھے کیا ھوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا

تو ابلیس نے جواب دیا۔

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ

میرے لیئے یہ لائق نہیں ھے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے بھنے ہوئے کیچڑ سے پیدا فرمایا۔

اللہ تعالےٰ نے ابلیس کے اس کہنے کا جواب فرمایا سُنیئے۔

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ ۝

اے ابلیس تو نکل جا جنت سے کیونکہ تو مردود ہو گیا ھے۔ اور ضروری تجھ پر قیامت تک لعنت ھے۔

کیوں جناب، ابلیس نے بھی وھی الفاظ کہے تھے۔ جو رب العزت نے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمائے تھے۔ رب العزت نے بھی پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ اور ابلیس نے بھی وھی جملہ خداوندی دہرایا کہ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ جب تمہارے نزدیک نبی اللہ کو بشر کہنا سنت اللہ ھے۔ تو رب العزت کو تو چاھیے تھا کہ اس کو اس جواب سے انعام دیتا کہ تو نے میری سُنت ادا کی ھے۔ اور تو نے اپنے اللہ کے آگے شرک بھی نہیں کیا۔ تجھے یہ جنت یا اس سے بڑھ کر انعام دیتا ھوں۔ اور نہ ھی ابلیس کو یہ جرأت ہوتی کہ کہتا۔ یا اللہ جو تو نے آدم علیہ السلام کے متعلق کہا تھا۔ میں نے بھی تو وھی جملہ استعمال کیا ھے۔ یہ کونسی گستاخی

وَاَقِیۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُوا الۡمِیۡزَانَ سورۂ رحمٰن آیۃ ۹

قائم کرو تول کو انصاف کے ساتھ اور مت کمی کرو تول میں

میزان الکتب

مصنف

محقق اسلام حضرت مولانا محمد علی صاحب

ناشر

مکتبہ نوریہ حسینیہ بلاک شیرازیہ

مکتبہ کی شاخ ○ اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون ——— 7227228

چیز میں داخل نہیں ہوں گا۔ اسی پر کافی عرصہ گزر گیا۔ سہیل نے حج کیا پھر جب حج سے واپس آیا تو اپنے بھائی سے کہنے لگا۔ جس دین کی آپ دعوت دیتے تھے وہ حق ہے۔ پوچھا تجھے اس کا علم کیونکر ہوا۔ کہنے لگا۔ دوران حج میری ملاقات عبدالرزاق بن ہمام الصنعائی سے ہوئی۔ میں نے اس جیسا کوئی عالم نہیں دیکھا میں نے اُسے تنہائی میں کہا۔ ہم عجمیوں کی اولاد ہیں۔ اور ہمارا اسلام قبول کرنے کا زمانہ بہت قریب ہے۔ اور میں اپنے گھروالوں کو مختلف مذاہب والے دیکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بے مثل علم عطا کیا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ اپنے اور اللہ کے درمیان تجھے حجت بناؤں۔ اگر تو اپنا پسندیدہ دین مجھے بتا دے۔ تو میں تیری اتباع کروں گا۔ اور تیری تقلید کروں گا۔ تو اس نے میرے سامنے رسول اللہ کی آل کی محبت ظاہر کی۔ اور ان کی تعظیم کا اظہار کیا۔ ان کے دشمنوں سے بیزاری جتائی۔ اور ان کی امامت کا قول کیا۔

لمحہ فکریہ:

عبدالرزاق صاحب مصنف کے تشیع پر اہل سنت و شیعہ دونوں کا اتفاق ہے۔ بلکہ شیعہ تو اسے اپنا عالم کہتے ہیں۔ اور مذکورہ حوالے سے اپنے تشیع کا خود اقرار کر رہا ہے۔ دشمنان آل رسول سے بیزاری دراصل حضرات صحابہ کرام پر تبرا بازی کے مترادف ہے۔ کیونکہ شیعہ لوگ صحابہ کرام کو آل رسول کا دشمن کہتے ہیں۔ اور عبدالرزاق بھی آل رسول کے دشمنوں سے بیزاری کا عقیدہ ظاہر کر رہا ہے۔ اس لیے ثابت ہوا۔ کہ اس میں شیعیت موجود ہے۔ اور پھر

امامت کو آل رسول میں ہی منحصر کر دینا دراصل ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کی خلافت و امامت کا انکار کرنا ہے۔ مسئلہ امامت اور تبرہ بازی دو معرکۃ الآراء مسئلے ہیں۔ جن میں عبدالرزاق اہل تشیع کی ہمنوائی کر رہا ہے بہرحال عقائد کے بارے میں کسی شخص کے متعلق فیصلہ کرنا کہ وہ شیعہ ہے یا سنی۔ اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ مختلف فیہ مسائل میں اس کا رویہ دیکھا جائے گا۔ وہ کس کی طرفداری کرتا ہے۔ اور پھر جب شیعہ اُسے اپنا عالم کہیں۔ تو وہ ہم سے اپنے آدمی کو زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ کس نے کب اور کہاں کہاں تقیہ کا سہارا لیا۔ ہمارے ہاں تو تقیہ سرے سے ہی ناجائز ہے۔ اس لیے ہم اگر کسی شخص سے اہل سنت کے مسلک کے موافق کچھ پاتے ہیں۔ تو ہم اُسے سنی ہی سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عبدالرزاق صاحب مصنف کو ہمارے علماء نے سنی ہی شمار کیا ہے۔ لیکن جب اس کا تشیع متفق علیہ ہوا۔ تو ایسی عبارات جو شیعیت کی ترجمانی کرتی ہوں۔ وہ ہم اہل سنت پر حجت نہیں ہو سکتیں۔ خلاصہ یہ کہ عبدالرزاق صاحب مصنف کی وہ عبارات جو شیعہ علماء پیش کر کے اہل سنت پر حجت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اُن سے حجت قائم نہیں ہو سکتی۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

عکسی

کنز الایمان
القرآن الحکیم

ترجمہ

از اعلیٰ حضرت مجدد اعظم علامہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ

تفسیر

از حضرت مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب صدر الافاضل مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

مضمون	پارہ	سورۃ	صفحہ
عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ	١٩	النمل	٥٣٦
إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا	٢٢	فاطر	٦٣٣
أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمٰٓؤُا بَنِيٓ إِسْرَآءِيْلَ	١٩	الشعراء	٥٣٣
فَاسْئَلُوْٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ	١٧	الانبیاء	٤٦٧
مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا	٣	البقرۃ	٦٧

انبیاء کرام کو بشر کہنا طریقۂ کفار ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	صفحہ
قَالَ لَمْ أَكُنْ لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ	١٤	الحجر	٣٨١
مَا هٰذَآ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	١٨	المؤمنون	
وَلَئِنْ [illegible] بَشَرًا مِّثْلَكُمْ			٤٩٨
قَالُوْٓا مَآ أَنْتُمْ [illegible]	٢٢	یٰس	٦٣٩
أَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا	٢٨	التغابن	٨٠٧

رب تعالیٰ جھوٹ سے پاک ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	صفحہ
وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا	٥	النساء	١٣٤
وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا	٥	"	١٤٢
إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ	٣	آل عمران	٧٤
إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ	٤	"	١١١
فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ	٣	"	٨٤

اچھوں کے صدقے بروں پر عذاب نہیں آتا

مضمون	پارہ	سورۃ	صفحہ
[illegible] اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ الخ	٩	الانفال	٢٦١

مضمون	پارہ	سورۃ	صفحہ
لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ	٢٦	الفتح	٧٤٣
فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	٢٧	الذٰریٰت	٧٥٥
وَلَا يَلِدُوْٓا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا	٢٩	نوح	٨٣١
إِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ	١٧	الحج	٤٨٧

وسیلۂ اولیاء کرام ضروری ہے

مضمون	پارہ	سورۃ	صفحہ
يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ الخ	١٥	بنی اسرائیل	٤١٧
[illegible] مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	١	البقرۃ	٢١
فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا	٢	"	٣٤
فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهِ كَلِمٰتٍ الخ	١	"	١٠
لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيْلَ	٩	الاعراف	٢٤١
تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا الخ	١١	التوبۃ	٢٩٤
وَابْتَغُوْٓا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا الخ	٦	المائدۃ	١٦٥
هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ الخ	٣	آل عمران	٨٠
فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ	١	البقرۃ	١٥
لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا	١٥	الکہف	٤٢٩
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ	٤	آل عمران	١٠٥

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ	۱۷	الانبیاء	۴۶۷
مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا	۳	البقرۃ	۶۷

انبیاءِ کرام کو بشر کہنا طریقۂ کفّار ہے

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ	۱۴	الحجر	۳۸۱
مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	۱۸	المؤمنون	۴۹۸
وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ	۱۸	″	۴۹۸
قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا	۲۲	یٰسٓ	۶۳۹
اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا	۲۸	التغابن	۸۰۷

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکیں حسن والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
انکا اُنکا تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ملک کونین میں انبیا تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سارے اونچوں میں اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

انبیا سے کروں عرض کیوں مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس نے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کئے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جس نے مردہ دلوں کو دی عمر ابد
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم